

عشق سیریز

چند باتیں

موت کا دائرہ

منظر ہر کلیم ایم اے

محترم قارئین! سلام مسنون! ادھورے فارمولے کی کہانی ابھی آگے بڑھتی ہے۔ اس کا دوسرا اور آخری حصہ موت کا دائرہ کے روپ میں آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ بعض مشن ایسے ہوتے ہیں جو بظاہر انتہائی آسان اور سیدھے سادھے محسوس ہوتے ہیں۔ یوں لگتا ہے جیسے اس مشن کو انجام تک پہنچانا چٹکی بجا دینے کے مترادف ہے۔ لیکن یہی سیدھے سادھے مشن درحقیقت ایسے پیچیدہ اور تہہ در تہہ ثابت ہوتے ہیں کہ انہیں انجام تک پہنچانے کے لئے موت کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالنا پڑتی ہیں۔

ادھورا فارمولا بھی ایک ایسا ہی مشن تھا جس کے متعلق عمران کا دعویٰ تھا کہ وہ چٹکی بجاتے ہی اس مشن کو اختتام تک پہنچا دے گا۔ لیکن جب نتیجہ سامنے آیا تو عمران کو معلوم ہوا کہ وہ بس چٹکی ہی بجا مارہ گیا ہے۔ مجرم اپنے مشن میں کامیاب ہو کر لوٹ بھی چکے ہیں۔

مگر عمران صرف چٹکی بجانا ہی نہیں جانتا۔ وہ حالات و واقعات کو اپنے حق میں پلٹنے کی بھی ہمت رکھتا ہے۔ چنانچہ کہانی ایک نئے موڑ میں داخل ہوتی ہے اور پھر انتہائی خوفناک اور جان لیوا واقعات کا ایک ایسا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے کہ ہر موڑ پہلے سے کہیں زیادہ ہنگامہ خیز بن جاتا ہے۔

یوسف برادرز پاک گیٹ
مستانے

کیا عمران شیر کی کچھار میں داخل ہو کر ان کے منہ سے شکار پھین لینے
میں کامیاب ہو جاتا ہے۔۔۔ یا پھر ہمیشہ کے لئے موت کی تاریک
وادیلوں میں داخل ہونے پر مجبور کر دیا جاتا ہے۔
اس کا فیصلہ تو آپ کہانی پڑھنے کے بعد ہی کر سکیں گے۔ فی الحال
اتنا بتا دینا ہی کافی ہے کہ یہ عمران کی زندگی کا ایک ایسا کارنامہ ہے جسے
صحیح معنوں میں شاہکار کہا جاسکتا ہے۔

والسلام
منظر کلیم ایم۔ اے

”سوازون خوش ہو جاؤ میرے دوست میں نے تمہارے دشمن کا
پتہ چلا لیا ہے۔“ کمرے میں داخل ہوتے ہی ٹریگانی نے مسرت
سے بھرپور لہجے میں کہا۔
”ارے اتنی جلدی۔ اتنی جلدی کیسے پتہ چل گیا۔ ابھی پندرہ منٹ پہلے
تو تم یہاں سے گئے ہو۔“ سوازون نے حیرت بھرے لہجے میں جواب
دیتے ہوئے کہا۔
”بس اتفاق ہے فوراً پتہ چل گیا۔ میں نے یہاں قریب ہی ایک کیفے
کے سامنے کار رو کی اور پھر ہوٹل قلوپٹرہ کے منیجر سے فون پر بات کی مجھے
مادام نے بتایا تھا کہ تمہارا جھگڑا ہوٹل قلوپٹرہ میں ہوا تھا۔ اس منیجر نے
مجھے بتا دیا کہ وہ حبشی کسی پرنس آف ڈھمپ کا ساتھی ہے اور پرنس آف
ڈھمپ کنگ روڈ کے فلیٹ نمبر ۲۰۰ میں رہتا ہے۔“ ٹریگانی نے جواب
دیتے ہوئے کہا۔

”اؤہ واقعی یہ تو اچھا ہوا اس کا پتہ چل گیا۔ اب میں ٹھیک ہوتے ہی اس پر چڑھ دوڑوں گا۔“ سواز نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔
 ”اگر تم کہو تو میں اپنے ساتھیوں سمیت جا کر اس حبشی کو اغوا کر لاؤں۔“ ٹریگانے آفر کرتے ہوئے کہا۔

”نہیں ابھی مادام کا مغربی جرمنی سے فون آیا تھا انہوں نے کہا تھا کہ پرنس آف ڈھمپ جس کا اصل نام علی عمران ہے سے ہوشیار رہنے کی ضرورت ہے۔ اور ابھی میں کچھ کرنے کے قابل نہیں ہوں۔ اس لیے تم خاموش رہو جب میں ٹھیک ہو جاؤں گا پھر کارروائی کریں گے۔“ سواز نے جواب دیا۔
 ”مادام کا فون آیا تھا کب۔“ ٹریگانے چونکے ہوئے پوچھا۔
 ”ابھی تھوڑی دیر پہلے آیا تھا۔ وہ تمہارے متعلق پوچھ رہی تھیں۔ میں نے انہیں بتایا ہے کہ تم اس حبشی کی تلاش میں گئے ہو۔“ سواز نے جواب دیا۔
 ”اور پھر اس سے پہلے کہ ٹریگا کوئی جواب دیتا اچانک باہر ٹھک ٹھک کی آوازیں سنائی دیں اور پھر یوں لگا جیسے تین آدمی فرش پر گرے ہوں۔ ان تینوں کے گرنے کی باقاعدہ آوازیں سنائی دی تھیں۔“

”ارے یہ کیا ہوا۔ یہ کس کے گرنے کی آوازیں ہیں۔“ ٹریگانے حیرت بھرے لہجے میں کہا اور پھر وہ تیزی سے گھوما اور بھاگتا ہوا دروازے سے باہر نکلتا چلا گیا۔ سواز اسی طرح بستر پر لیٹا ہوا تھا۔ مگر اس کے کان باہر کی طرف لگے ہوئے تھے اور پھر چند لمحوں بعد اُسے کسی اور کے گرنے کی آواز سنائی دی اور ایک ہلکی سی کراہ بھی سنائی دی تھی۔

”ٹریگا کیا ہوا۔ یہ کن کے گرنے کی آوازیں ہیں۔“ سواز نے بے اختیار وہی لیٹے لیٹے چیخ کر کہا۔ لیکن باہر سے کوئی جواب نہ سنائی دیا۔

البتہ ایک آدمی کے قدموں کی آوازیں ابھری جو اس کمرے کی طرف بڑھا چلا آ رہا تھا۔ سواز نے پھرتی سے قریب پڑا ہوا ریو الو را بٹھایا اور اس کا رخ دروازے کی طرف کر دیا۔ اس کی نظریں دروازے پر جمی ہوئی تھیں اور انگلی ٹرائیگر پر تھی۔ اسی لمحے اُسے ایک سایہ دروازے پر نظر آیا اور سواز نے فوراً ہی ٹرائیگر دبا دیا۔ ایک دھماکہ ہوا اور گولی دروازے کی چوکھٹ میں جا لگی۔ کیونکہ سایہ غائب ہو چکا تھا۔

”کون ہے۔ باہر کون ہے خبردار۔“ سواز نے چیخ کر کہا۔ لیکن باہر سے کوئی جواب سنائی نہ دیا۔ وہ اُسی طرح بستر پر لیٹا ہوا تھا۔ البتہ اُس کی نظریں دروازے پر جمی ہوئی تھیں۔ اور انگلی ٹرائیگر پر تھی۔ اُسے بھرپور خطرے کا احساس ہو گیا تھا لیکن ظاہر ہے وہ ہل جل نہیں سکتا تھا۔ اس لیے وہ خاموش پڑا رہا۔ مگر چند لمحوں بعد اچانک اُس کی پشت کے اوپر ٹھک کی آواز ابھری اور دوسرے لمحے ریو الو را اس کے ہاتھوں سے نکلتا چلا گیا۔ سواز اچھل کر بیدار ہوا تو اُسی لمحے ایک نوجوان پشت کی طرف موجود کھڑکی میں سے کود کر اندر آ گیا۔ اس کے ہاتھوں میں سائنسر رکارڈیو الو را موجود تھا اور چپکے پر حقائق سواز اُسے دیکھتے ہی سمجھ گیا کہ یہ اس حبشی کا ساتھی پرنس آف ڈھمپ یا علی عمران ہے جس کے متعلق مادام نے اُسے ہوشیار رہنے کے لیے کہا تھا۔ سواز اب بُری طرح بے بس ہو چکا تھا۔ اس کا نچلا دھڑکتا نہ کہہ سکتا تھا۔ اس لیے وہ خاموش پڑا عمران کو دیکھتا رہا۔ جس کے چہرے پر حقائق ہی حقائق نظر آ رہی تھیں۔
 ”تمہارا ساتھی ٹریگا اور تین مسلح افراد برآمدے میں لاشوں کی صورت میں پڑے ہوئے ہیں۔“ عمران نے آگے بڑھ کر بستر کے قریب بکتے ہوئے بڑے مطمئن لہجے میں کہا۔

”دیکھو مجھے معلوم ہے کہ تم مادام ٹیلر کے محافظ ہو۔ ہوٹل قلوب پٹرہ میں تمہارے ساتھ جو مختصر مہر تھیں وہ مادام ٹیلر میں اور ان کا سا کھتی جسے وہ مارٹن کہہ رہی تھیں

”تم جو کچھ کہہ رہے ہو۔ مجھے اس سلسلے میں کچھ بھی نہیں معلوم اور اگر معلوم بھی ہے تو تم مجھ سے نہیں اگلو سکتے۔“ سوازو نے مضبوط ہاتھ میں

تڑپ رہے ہوں گے۔۔۔۔۔“ عمران نے چند لمحوں کے بعد کہا۔
 ”ہاں میری یہ سب سے بڑی حسرت ہے کہ میں ٹھیک ہوتے ہی اس

دس روز چاہیے مگر میرے پاس ایک ایسی دوا ہے تم آدھے گھنٹے بعد

<http://imranseriesb>

”میں تمھاری بے بسی جانتا ہوں اور یقین کرو میں بے بسی آدمی پر ہاتھ اٹھانا سخت ترین بہادری — اودھ سوری بزدلی سمجھتا ہوں اور یہ بھی بتا دوں کہ میں سخت بزدل آدمی ہوں۔ بہر حال میرا یہاں آنے کا مقصد صرف چند معلومات حاصل کرنی ہیں — اگر تم بتا دو تو تمھاری مہربانی ہے۔“

عمران نے سیاٹ لہجے میں کہا۔

”اے مجھے جشیوں کا کالا کالا قیمہ قطعاً پسند نہیں ہے۔ اس قیمے سے بنے ہوئے کوftے بھی کالے ہوتے ہیں۔ اور مجھے کوftے بے پناہ پسند ہونے کے باوجود کالے کوftے قطعاً پسند نہیں ہیں۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور ساتھ ہی اُس نے ہاتھ میں پکڑا ہوا ریو اور بھی جیب میں ڈال لیا۔

”کاش میں ٹھیک ہوتا تو تم اس طرح باتیں کرنے کے قابل نہ ہوتے۔“ سوازو نے بھنچے بھنچے لہجے میں کہا۔

”مادام ٹیلر اور ہائی برڈ، یہ کون لوگ ہیں میں تو نہیں جانتا۔“ سوازو

leem.wordpress.com/

آسانی سے چل پھر سکو گے اور اس کے بعد تمہیں مکمل آزادی ہوگی کہ تم جو نام سے کھلے طور پر پلٹ سکو اگر تم اُسے شکست دے سکو تو مجھے بے حد خوشی ہوگی کیونکہ وہ میرے لیے بوجھ بنا ہوا ہے۔ خواہ مخواہ میں بوتلیں شراب کی ضرب پڑ رہی ہے۔
عمران نے بڑے پُر خلوص لہجے میں کہا۔

”کیا تم سچ کہہ رہے ہو۔ کیا تمہارے پاس ایسی دوا ہے۔“ سواز نے یقین نہ آنے والے لہجے میں کہا۔

”تم تجربہ کر سکتے ہو۔ کہو تو میں تمہاری ایک ٹانگ ٹھیک کر دوں۔“
عمران نے کہا۔

”اگر تم ایسا کر دو تو میں تمہیں سب کچھ بتا دوں گا۔“ سواز نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”پکا وعدہ مردوں والا۔“ عمران نے کہا۔

”بالکل پکا۔ اگر تم سچے ہو تو میں بھی سچ بولوں گا۔“ سواز نے جواب دیا اور عمران اس کی آنکھوں کو دیکھ کر یہ سمجھ گیا کہ سواز واقعی سچ بول رہا ہے۔ ویسے بھی وہ ایسے لوگوں کی نفسیات اچھی طرح سمجھتا تھا کہ انتقام لینے کے چکر میں یہ دشمن کو بھی سینے سے لگا لیتے ہیں۔

”او۔ کے۔“ عمران نے کہا اور پھر وہ قریب پڑے ہوئے ٹیلیفون کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اس نے سیور اٹھایا اور پھر نمبر گھمانے شروع کر دیے۔
”یس جوزف سپیکنگ۔“ رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے جوزف کی آواز سنائی دی۔

”عمران بول رہا ہوں جو انا کہاں ہے۔“ عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔
”اوہ ہاں وہ موجود ہے۔“ جوزف نے چونکے ہوئے لہجے میں کہا۔

”اچھا ایسا کر وائمر جنسی میڈیکل باکس سے سبرنگ کے دوائی گیشن وائٹرنال کر ایک سرخ سمیت اُسے دے دو اور اُسے کہو کہ وہ یہ چیزیں لے کر فوراً گلشن کالونی کی کوٹھی نمبر ایک سو پانچ پر پہنچ جائے زیادہ سے زیادہ دس منٹ میں۔“ عمران نے اُسے ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

”بہتر باس۔“ دوسری طرف سے جوزف نے جواب دیتے ہوئے کہا اور عمران نے سیور رکھ دیا۔

”لو تمہاری دوا اور تمہارا دشمن بھی دونوں آ رہے ہیں۔ اب تم ذہنی طور پر اپنا انتقام لینے کے لیے تیار ہو جاؤ۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”میں تیار ہوں۔“ سواز نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”اچھا میں کوٹھی کے پھاٹک پر جاتا ہوں جو انا کو لینے کے لیے۔“ عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور وہ تیزی سے قدم اٹھاتا ہوا دروازے سے نکلا اور سیدھا پھاٹک کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ پھاٹک کی چوٹی کھڑکی کھول کر وہ باہر نکلا اور اطمینان سے کھڑا ہو گیا۔ چند لمحوں بعد اُسے جو انا کی کار تیزی سے کوٹھی کی طرف بڑھتی نظر آئی جو انا اسٹیزنگ پر موجود تھا جیسے ہی کار پھاٹک کے قریب پہنچی عمران نے ہاتھ اٹھا کر اُسے روکا۔

”ٹھہرو میں پھاٹک کھولتا ہوں۔“ عمران نے کہا اور پھر کھڑکی سے واپس اندر آیا اور اس نے پھاٹک کھول دیا۔ جو انا کار اندر پورچ میں لے چلا۔ عمران نے کہا اور جو انا سر ہلاتا ہوا کار پورچ میں لے جاتا گیا۔ پورچ میں کار رکھتے ہی جو انا نیچے اترا اور پھر برآمدے میں پڑی ہوئی لاشیں دیکھ کر بُری طرح چونک پڑا۔

”فکر نہ کرو یہ لاشیں ہیں۔ تمہارا کچھ نہیں بگاڑ سکتیں البتہ اندر مکرے میں

جوانا نے جواب دیا۔

اُسی لمحے وہ دونوں اس کمرے میں داخل ہو گئے جس میں سوازول لیٹا ہوا تھا۔

”کیا تم اب بھی اپنے وعدے پر قائم ہو سواندو۔“ عمران نے آں کے

”ہاں میں قائم ہوں۔“ سوار نے مضبوط لہجے میں کہا۔

”او۔ کے۔“ عمران نے کہا اور پھر اُس نے ڈوب کھول کر اُس میں سے

سرنج اور سبز رنگ کے محلوں کی ایک وائل اٹھا کر اس کی گردن انگلی کی ضرب

سے توڑی اور پھر سرنج اس فائل میں پڑے ہوئے محلول سے بھری۔ خالی وائل

اُس نے دوبارہ ڈبے میں ڈالی اور پھر سرخ اٹھائے وہ سواز کی باتیں ٹانگ

کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اس نے سرنج بیڈ پر رکھی اور پھر اس نے جیب سے

ایک پتلی دھار والا خجرت کا لکڑی کا پیسٹر کاٹنا شروع کر دیا۔

”حرکت مت کر تا ورنہ بڑی اپنی جگہ سے کھسک جائے گی۔“ عمران

نے سوازو سے مخاطب ہو کر کہا اور سوازو بے حس و حرکت ہو گیا۔ عمران نے

چند لمحوں میں ہی پستری کاٹ کر ایک طرف پھینکا اور پھر سرخ اٹھا کر اس

نے پند لی پر اس جگہ جہاں ٹلنے لگے ہوئے تھے۔ انجکشن لگا دیا۔ سبز رنگ

کا محلول سواند کی پیڈلی میں منتقل ہو چکا تھا۔ عمران سرج اٹھائے پیچھے ہٹا۔

اور پھر اس نے سرخ واپس ڈبے میں ڈال دی۔

”چند لمحوں بعد تم اپنی ٹانگ کو حرکت دے سکتے ہو۔“ — عمران نے

سکراتے ہوئے کہا اور پھر واقعی چند لمحوں بعد سواز دے اپنی ٹانگ کو

"دشمن۔۔۔" جو انانے چونکے ہوئے کہا۔ اس کے لمحے میں حیرت تھی۔

”وہی حبشی سوار و جس کی تم نے موٹی قلو پیرہ میں ٹانگیں توڑی تھیں۔ میں نے

اُس سے سو دا کیا ہے۔ وہ مجھے معلومات دے گا اور میں اُسے تم سے ملنے کا

پورا موقع دوں گا۔ پولو کیا خیال ہے۔۔۔“ عمران نے برآمدے کی سیڑھیاں

چڑھتے ہوئے کہا۔

”لیکن وہ تو ٹانگوں سے معذور ہے پھر کیسے لڑے گا۔“ جو انا نے کہا۔

”وہ تم وائٹز اور سرخ لے آئے ہو۔“ عمران نے پوچھا۔

”ہاں یہ ڈبہ دیا ہے جوزف نے۔“ جو انانے جیب سے ایک چھوٹا

ساڈبہ نکال کر عمران کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

”بس، ٹھیک ہے یہ ڈبہ اس کی ٹانگیں ٹھیک کر دے گا پھر تم جالتو اور سوارو“

عمران نے کہا۔

”لیکن ایک شرط ہے ماسٹر۔ اس بار تم مجھے روکو گے نہیں پھلی بار بھی تم نے

عین موقع پر مداخلت کر دی تھی اور میرا خون اب تک کھول رہا ہے۔“

جوانا نے کہا ۔

” اُس وقت ہم ہوٹل میں تھے۔ اس لیے خون کو ایک مخصوص درجہ حرارت

تک ہی کھولایا جاسکتا تھا۔ اب ایسی کوئی پابندی نہیں ہے۔۔۔“ عمران

نے مسکراتے ہوئے کہا اور جو اندھے سر ہلا دیا اور اس کے چہرے پر حیک

اکہی تھی ۔

”میرا بھی ہاتھ اس کی گردن توڑنے کے لیے بے چین ہے ماسٹر۔“

حرکت دی اور اس کے چہرے پر حیرت کے آثار چھلتے چلے گئے۔ وہ بڑی آسانی سے ٹانگ کو موڑ رہا تھا۔ اس نے بستر کی سائیڈ پر پیر رکھ کر ٹانگ پر زور ڈالا۔ تو اسے کوئی تکلیف نہ ہوئی۔

”اے حیرت ہے تم تو جادوگر ہو۔ یہ ٹانگ تو باکل ٹھیک ہو چکی ہے۔“ سوازو کے لہجے میں واقعی بے پناہ حیرت تھی۔ اُسے شاید اس حیرت انگیز واقعے پر یقین نہ آرہا تھا۔

”نہ صرف ٹھیک ہو چکی ہے بلکہ اب جونا چاہے بھی سہی تو تمہاری ہڈی اس جگہ سے نہیں توڑ سکتا۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔
”ٹھیک ہے اب مجھے تمہاری بات پر یقین آ گیا ہے۔ بولو تم کیا پوچھنا چاہتے ہو۔ لیکن ایسا نہ ہو کہ تم معلومات حاصل کرنے کے بعد میری دوسری ٹانگ ٹھیک نہ کرو۔“ سوازو نے اچانک کچھ سوچتے ہوئے کہا۔
”نہ ٹھیک کر کے مجھے کیا ملے گا۔ میں نے تمہیں بتایا ہے کہ میں جونا کو مستقل برداشت کر رہا ہوں۔“ عمران نے جونا کی طرف مڑ کر آنکھ مارتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے پوچھو۔“ سوازو نے ایک گہرا سانس لیتے ہوئے کہا۔
”مادام ٹیلر اور ہائی برڈ کے متعلق تمام تفصیلات بتا دو۔“ عمران نے ٹھہرے لہجے میں کہا۔

”مادام ٹیلر ایکریمیا کے دارالحکومت ناراک کے ساؤتھ ڈوئین میں چینل زون کی پہاڑی کے اوپر بنے ہوئے محل نمائینش میں رہتی ہے۔ وہاں وہ بڑھی عورت کے میک اپ میں رہتی ہے۔ ہائی برڈ اس کا ملازم ہے۔ وہ بے حد ذہین اور چالاک آدمی ہے۔ مشن کی بکنگ مادام کرتی ہے اور اس کو پایہ تکمیل

ہائی برڈ کرتا ہے۔ اس وقت مادام ٹیلر اور ہائی برڈ مغربی جرمنی کے ہوٹل تاش میں ٹھہرے ہوئے ہیں۔ وہ موجودہ مشن میں حاصل ہونے والا راز کل گیارہ بجے ایکریمیا سپر سیکرٹ سروس کے ایجنٹ کرافنگر کے حوالے کریں گی اور پھر اپنے مینشن میں چلی جائیں گی۔ جہاں ہائی برڈ ایک ہفتے کے لیے اُنکے مہمان کے طور پر ٹھہرے گا۔“ سوازو نے خود ہی تمام تفصیلات بتا دیں۔ وہ اس لیے بتا رہا تھا کہ اُسے معلوم تھا کہ علی عمران اگر مینشن پر پہنچے گا بھی تو آسانی سے پکڑ لیا جائے گا۔ مادام نے وہاں انتظامات ہی ایسے کیے ہوئے تھے کہ اس کی مرضی کے بغیر کبھی بھی اندر نہ جاسکتی تھی۔ اس لیے اس کے خیال میں یہ تمام معلومات بے ضرر تھیں۔ عمران ان سے کوئی فائدہ نہ اٹھا سکتا تھا۔
”وہ مغربی جرمنی کیوں گئی ہیں۔ اپنے مینشن میں کیوں نہیں گئیں۔“ عمران نے پوچھا۔

”ویسے تو مجھے معلوم نہ ہوتا ابھی تھوڑی دیر پہلے ان کا فون آیا تھا۔ میں نے ویسے ہی ان سے یہ سوال پوچھ لیا تھا۔ انھوں نے بتایا ہے کہ وہ پارٹی سے مزید رقم حاصل کرنا چاہتی ہیں اور ایکریمیا میں سپر سیکرٹ سروس کے ہاتھ لمبے ہیں۔ اس لیے انھوں نے مغربی جرمنی میں بیٹھ کر سودا بازی کرنی مناسب سمجھی۔ وہ اس راز کے لیے پہلے بھی ایک کروڑ ڈالر وصول کر چکی ہیں۔ اب انھوں نے مزید پچاس لاکھ ڈالر کا سودا کیا ہے اور کل گیارہ بجے وہ ایجنٹ کرافنگر پچاس لاکھ ڈالر کا ڈرافٹ لے کر ان کے پاس پہنچے گا اور ان سے وہ راز حاصل کرے گا۔ پھر مادام اور ہائی برڈ مینشن میں منتقل ہو جائیں گے۔“ سوازو نے جواب دیتے ہوئے بتایا۔

”تم نے کرافنگر کو دیکھا ہے۔“ عمران نے پوچھا۔

”ہاں میں نے دیکھا ہوا ہے۔“ سوازو نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔
 ”اس کا حلیہ تفصیل سے بتاؤ۔“ عمران نے کہا اور سوازو نے تفصیل
 سے اس کا حلیہ بتا دیا۔

”اور کے۔ اب یہ بتاؤ کہ گیارہ بجے کا وقت مغربی جبرمنی کا ہے یا پاکیشیا کا۔“
 عمران نے سر ہلاتے ہوئے پوچھا۔

”ظاہر ہے مغربی جبرمنی کا ہی ہوگا۔ مادام وہیں سے بول رہی تھیں۔“
 سوازو نے جواب دیا۔

”اور کے۔ اب مینشن کے متعلق تمام تفصیلات بتا دو۔“ عمران
 نے طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

”مینشن میں مادام نے زبردست سائنسی حفاظتی انتظامات کر رکھے ہیں۔
 مجھے ان تفصیلات کا علم نہیں ہے کیونکہ ابھی مادام ہی آپریٹ کرتی ہے۔
 ویسے انھوں نے وہاں باقاعدہ سیکورٹی گاؤں رکھے ہوئے ہیں جو مشین گنوں سے
 مسلح ہوتے ہیں اور جو بیس گھنٹے پہرہ دیتے ہیں۔ چونکہ مینشن ایک اونچی پہاڑی
 کی چوٹی پر بنا ہوا ہے اس لیے نیچے سے پہاڑی پر چڑھنے والا ایک لمحے میں
 چپک ہو جاتا ہے۔ تم اگر وہاں جانے کے متعلق سوچ رہے ہو تو یہ تمھاری
 خام خیالی ہے۔ وہاں کوئی نہیں جاسکتا۔“ سوازو نے جواب دیا۔

”اور کے۔ تحقیق یو۔ تم نے واقعی مجھے قیمتی معلومات دی ہیں۔ اس
 لئے میں تمھاری دوسری ٹانگ بھی ٹھیک کر دیتا ہوں۔ اس کے بعد تم جانو اور جوانا۔“
 عمران نے کہا اور اس نے ڈبے میں سے دوسری دائل نکال کر اُسے سرخ
 میں منتقل کر کے اس نے ایک بار پھر خنجر سے اس کی دائیں ٹانگ کا
 پلستر کاٹا اور پھر انجکشن لگا کر وہ تیچھے ہٹ گیا۔

”لو بھئی جوانا اب تم اپنے ہاتھوں کی کھجلی مٹا دو لیکن ایک بات کانیاں
 رہے مجھے بے حد جلدی ہے۔ اس لیے تمنا جلدی ختم ہونا چاہیے۔“
 عمران نے ایک طرف ہٹتے ہوئے کہا۔

”آپ بے فکر رہیں ماسٹر۔“ جوانا نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔ سوازو
 خاموش پڑا تھا اور پھر اُس نے دوسری ٹانگ بھی ہلائی۔ کچھ دیر وہ ہلاتا رہا۔
 اس نے لیٹر کی سائیڈ پر پیر رکھ کر اس کو جھٹکا دیا اور دوسرے لمحے وہ اچیل
 کو لیٹر سے نیچے اتر آیا۔ اس کے چہرے پر اپنے ٹھیک ہو جانے کی مسرت
 کے ساتھ ساتھ جوانا سے انتقام لینے کی ملی جلی جھلیکیاں نمایاں تھیں۔

”اچھی طرح ٹھیک ہو جاؤ تاکہ پھر تمھیں کوئی حسرت رکھنے کا موقع نہیں ملے
 گا۔“ جوانا نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور سوازو خاموشی سے مکرے
 میں دوڑتا رہا۔ وہ لیٹر پر پڑے پڑے مفلوج سا ہو گیا تھا اور اب بھاگ
 بھاگ کر اپنے جسم کو فٹ کرنے میں مصروف تھا جب کہ عمران اور جوانا دونوں
 ایک طرف کھڑے ہوئے اُسے دلچسپ نظروں سے دیکھ رہے تھے۔
 ”میرا خیال باہر کھلی جگہ پر چلے چلیں تاکہ کوئی رکاوٹ نہ ہو۔“ جوانا
 نے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا۔

”کیوں اس کے بھاگنے کا سکوپ بنا رہے ہو۔ جو اٹھک بیٹھک کرنی
 ہے یہیں کہ لو۔“ عمران نے برا سامنہ بناتے ہوئے کہا۔

”میں بھاگوں گا۔ یعنی سوازو اپنے دشمن سے ڈر کر بھاگ جیسے گا۔ یہ تم
 کہہ رہے ہو۔“ سوازو نے پلٹ کر انتہائی غصیلے لہجے میں کہا اور
 دوسرا لمحہ عمران اور جوانا کے لیے حیرت انگیز ثابت ہوا کیونکہ سوازو نے
 انتہائی پھرتی سے جیب سے نہ صرف ریوالتز کا لابلکہ اس نے پلک جھپکنے

میں عمران پر فائر کر دیا اور عمران لاشعوری طور پر تیزی سے ایک طرف ہٹا اور گولی اس کے قریب سے گزری مگر اُسی لمحے جوان کی پیچ سنائی دی اور وہ لٹو کی طرح گھوم گیا۔ گولی اس کے بازو میں گھسٹی چلی گئی تھی۔ عمران نے تیزی سے پیچھے ہٹتے ہی بجلی کی سی تیزی سے چھلانگ لگائی اور سوار کو دوسری گولی چلانے کی حسرت ہی رہ گئی۔ عمران کی گھومتی ہوئی لات اس کے ہاتھ پر پڑی اور ریوالتور اس کے ہاتھ سے نکل کر فضا میں اچھلا اور دوسرے لمحے عمران نے اُسے کیچ کر لیا۔ سوار ہاتھ سے ریوالتور نکلتے ہی تیزی سے جھکا اور پھر کمرے کے درمیان میں رکھا ہوا بیڈ اس کے ہاتھوں پر اٹھتا ہوا جوانا اور عمران دونوں سے پوری قوت سے ٹکرایا اور وہ دونوں بیڈ کی اس اچانک ضرب سے فرش پر ڈھیر ہو گئے۔

”ہا۔ ہا۔ ہا۔ اب سوار اپنا انتقام لے گا۔ بھرپور انتقام۔“ سوار نے بڑے وحشیانہ انداز میں قہقہہ لگاتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس کے ہاتھ میں چمکتا ہوا خنجر نمودار ہو گیا۔ عمران سے واقعی غلطی ہو گئی تھی کہ اس نے اُسے ٹھیک کرنے سے پہلے اس کی تلاشی نہ لی تھی۔

ابھی سوار نے خنجر نکالا ہی تھا کہ دوسرا لمحہ اس پر بھاری پڑا اور وہ بیدار ہو کر عمران اور جوانا پر پھینکا گیا تھا۔ واپس اڑتا ہوا سوار اسے ٹکرایا اور سوار اس کا دھکا لگنے سے پھپھی دیوار سے جا ٹکرایا۔ لیکن دیوار سے ٹکراتے ہی اس کے جسم نے قلابازی کھائی اور بیڈ اس کے جسم سے اور پھر بعد میں دیوار سے ٹکراتا ہوا سائیڈ کی دیوار سے جا ٹکا۔ اب کمرہ خالی تھا۔ ایک کونے میں عمران اور جوانا کھڑے ہوئے تھے۔ جب کہ دوسرے کونے میں سوار کھڑا ہوا تھا۔ اس کے ہاتھ میں خنجر ابھی تک موجود تھا۔ جوانا کے بازو سے خون تیزی سے

بہہ رہا تھا۔ لیکن جوانا یوں کھڑا تھا جیسے اُسے اپنے بازو کی ذرا برابری بھی پرواہ نہ ہو۔

”جوانا تم زخمی ہو۔ اس لیے تمہارے حصّہ کی لڑائی میں کمر لیتا ہوں۔“ عمران نے بڑے مطمئن لہجے میں کہا۔

”نہیں ماسٹر اس نے دھوکے سے وار کیا ہے۔ اس لیے اسے سزا بھی میں دوں گا۔“ جوانا نے تلخ لہجے میں کہا اور دوسرے لمحے اُس نے بڑے حقارت بھرے انداز میں ایک طرف تھوک دیا۔ اور پھر قدم بڑھاتا آگے بڑھتا چلا آیا۔ اس کا دائیں بازو زخمی تھا۔ اور اب وہ صرف بائیں بازو سے لڑ سکتا تھا۔

”تم دونوں کی موت میرے ہاتھوں لکھی ہوئی ہے۔ اس بات کو نوٹ کر لو۔“ سوار نے بھی غصّے سے چیختے ہوئے کہا اور پھر اس نے بھی آگے کی طرف قدم بڑھائے۔ خنجر ابھی تک اس کے ہاتھ میں تھا اور اس کا خنجر کپڑے کا انداز بتا رہا تھا کہ وہ خنجر زنی میں مہارت رکھتا ہے۔ عمران کی آنکھوں میں ہلکی سی تشویش ابھر آئی۔ کیونکہ ایک تو جوانا زخمی تھا اور دوسرا وہ خالی ہاتھ لڑنے کا عادی تھا مگر جوانا کی آنکھوں میں ابھرنے والی وحشت دیکھ کر وہ خاموش ہو گیا تھا اور پھر پلک بھپکنے میں سوار نے بڑے کمریہ انداز میں چیختے ہوئے بڑی پھرتی سے خنجر کا وار جوانا پر کیا۔ اس نے بڑا خطرناک وار استعمال کیا تھا۔ خنجر اس کے دائیں ہاتھ میں تھا۔ اور اس نے وہی ہاتھ ہی فضا میں لہرایا تھا۔ لیکن اس سے پہلے کہ خنجر جوانا کے جسم کے قریب پہنچتا۔ خنجر برق رفتاری سے اڑتا ہوا سوار کے بائیں ہاتھ میں پہنچ گیا اور جب تک جوانا سنبھلتا۔ سوار کا بائیں ہاتھ تیزی سے گھوما اور خنجر پوری قوت سے جوانا

کی پسلیوں میں دھنستا چلا گیا۔ اور جوانا خنجر کی ضرب کھا کر پہلو کے بل اُلٹ گیا۔ مگر نیچے گرتے ہی وہ یوں اچھلا جیسے اس کے پیروں میں سپرنگ لگے ہوئے ہوں اور پھر اس نے ایک لمحے میں خنجر کو باہر نکال لیا۔ اُسی لمحے سوازو نے اچھل کر جوانا پر وار کیا۔ اور لات گھومتی ہوئی جوانا کے زخم کے عین اوپر پڑی اور یہ انتہائی خطرناک داؤ تھا۔ کیونکہ لات پڑتے ہی جوانا کے حلق سے زوردار چیخ نکلی تھی اور وہ لڑھکتا ہوا دیوار سے جا ٹکرا یا تھا اور خنجر اس کے ہاتھ سے نکل گیا تھا۔ ”ابھی تو تم مجھ سے زندگی کی بھیک مانگو گے“ سوازو نے قہقہہ لگاتے ہوئے کہا۔ اور اس نے اچھل کر نیچے گرے ہوئے جوانا کے سینے پر دونوں پیر جوڑ کر روزدار ضرب لگانی چاہی مگر جوانا اب سنبھل گیا تھا۔ گو اس کی پسلیوں سے خون فوارے کی طرح نکل رہا تھا۔ ادمر دایاں بازو بھی شدید زخمی تھا اور ایسی صورت میں سوازو جیسے خطرناک لڑاکے کا مقابلہ کرنا خاصا مشکل تھا۔ لیکن جوانا نے ہمت کی انتہا کر دی۔ جیسے ہی سوازو نے اچھل کر اس کے سینے پر دونوں پیر مارنے چاہے جوانا تیزی سے کروٹ بدل گیا اور پھر جیسے ہی سوازو کے دونوں پیر زمین پر لگے جوانا نے پوری قوت سے دوبارہ کروٹ بدلی اور اس کے جسم کی ضرب لگتے ہی سوازو اچھل کر منہ کے بل فرش پر گرا اور اس وقفے میں جوانا اچھل کر کھڑا ہو گیا۔ ادھر نیچے گرتے ہی سوازو بھی بجلی کی سی تیزی سے قلابازی کھا کر سیدھا ہوا۔ اور اب وہ دونوں آمنے سامنے کھڑے تھے۔ جبکہ سوازو بالکل ٹھیک تھا اور جوانا شدید زخمی تھا۔ یہ تو واقعی اس کی بے پناہ قوت ارادی تھی جس کی وجہ سے وہ اس قدر زخمی ہونے کے باوجود اس کے مقابلے پر ڈٹا ہوا تھا۔ وہ دونوں ایک لمحے کے لیے ایک دوسرے

کے سامنے کھڑے رہے اور پھر سوازو نے ایک بار پھر پہل کی اور وہ اچھل کر کسی عقاب کی طرح جوانا پر چھٹا۔ جوانا بجلی کی سی تیزی سے جھکا اور پھر جیسے ہی سوازو اس کے اوپر آیا۔ جوانا پوری قوت سے اچھلا اور سوازو اس کے ہاتھوں پر اٹھتا ہوا سر کے بل پھلی دیوار سے جا ٹکرایا اور اُسے گراتے ہی جوانا تیزی سے مڑا اور پھر اس نے دیوار سے ٹکرا کر نیچے گرتے ہوئے سوازو کو چھاپ لیا۔ اس نے سوازو کے دونوں بازو پکڑ کر اُسے ہوا میں اٹھایا وہ شاید اُسے اٹھا کر اس کا پچھلا جسم اپنی دونوں ٹانگوں میں دبا کر اس کی کمر توڑنا چاہتا تھا۔ لیکن سوازو نے بڑی پھرتی سے اپنے جسم کو جھٹکا دیا اور اس نے پوری قوت سے جوانا کی ناک پر سر کی زوردار ٹکرماری اور زوردار ٹکرماری کی بنا پر جوانا کی گرفت ڈھیلی پڑی اور سوازو کا جسم گرفت ڈھیلی پڑتے ہی کمان کی طرح مڑا اور اس کے گھٹنے پوری قوت سے جوانا کے نچلے جسم پر پوری قوت سے پڑے اور جوانا الٹ کر فرش پر جا گرا۔

”جوانا اگر تم اس مچھر سے نہیں لڑ سکتے تو پھر ایک طرف ہٹ جاؤ۔ میرے پاس اتنا وقت نہیں ہے کہ میں اٹھک بیٹھک دیکھتا رہوں۔“ عمران نے تلخ لہجے میں جوانا سے مخاطب ہو کر کہا۔

جوانا کے نیچے گرتے ہی سوازو نے اس پر چھلانگ لگا دی۔ مگر جوانا تیزی سے کروٹ بدل گیا اور سوازو اپنے ہی زور میں دوڑتا ہوا آگے بڑھتا چلا گیا اور جوانا اچھل کر کھڑا ہو گیا۔

”ماسٹر میں تو صرف دناغ کر رہا ہوں۔ تاکہ سوازو میں کوئی حسرت باقی نہ رہے۔ اگر تمہارے پاس وقت نہیں ہے تو پھر دیکھو۔“ جوانا نے اٹھتے ہوئے بڑے مطمئن لہجے میں کہا اور جیسے ہی سوازو پلٹا۔ جوانا نے اس پر

چھلانگ لگائی۔ سوازو نے بڑی پھرتی سے سائیڈ میں ہو کر اس کی چھپٹ سے بچنا چاہا مگر جوانا اب بارخانہ موڈ میں آگیا تھا۔ اس لیے وہ ہوا میں ہی اپنا رخ بدل گیا اور دوسرے لمحے اس کی زبردست فلائنگ کلک پوری قوت سے سوازو کے پہلو پر پڑی اور سوازو چیخا ہوا سیدھا عمران کے قدموں میں جاگرا۔

”اٹھو اٹھو سوازو میرے قدموں میں گرنے سے جوانا تمہیں نہیں بخشے گا۔“ عمران نے پیچھے ہٹتے ہوئے تضحیک آمیز لہجے میں کہا۔ اور سوازو اچھل کر کھڑا ہو گیا۔ مگر اب اس کے سانسے واقعی گردش میں آگئے تھے کیونکہ اس کے اٹھتے ہی جوانا تیزی سے جھکا اور سوازو یہ سمجھا کہ وہ شاید اس کے نچلے جسم پر ٹکرا مارنا چاہتا ہے۔ اس لیے سوازو نے اپنا جسم کمان کی صورت میں موڑا۔ اور یہی اس کی بھیانک غلطی تھی۔۔۔ کیونکہ جوانا نے اُسے خوبصورت ڈاج دیا تھا جیسے ہی سوازو کا جسم کمان کی طرح مڑا۔ جوانا تیزی سے پیچھے ہٹا اور پھر جیسے ہی سوازو لاشعوری طور پر سیدھا ہوا۔ جوانا کا بایاں بازو نیم دائرے میں گھوما اور سوازو اس کے بازو کی ضرب کا ہی اندازہ نہ لگا سکا۔۔۔ اور جوانا کا مکہ پوری قوت سے سوازو کی پسلیوں پر پڑا اور سوازو کے حلق سے زوردار چیخ نکلی۔ اس کی کئی پسلیاں ٹکے کی زوردار ضرب سے ٹوٹ گئیں۔ وہ بے اختیار دائیں طرف جھکتا چلا گیا اور اسی لمحے جوانا کا دایاں بازو جو زخمی ہونے کے باوجود بھلی کی سی تیزی سے گھوما اور اس بار بھی نگہ اس کی پسلیوں پر پڑا۔۔۔ اور سوازو کٹھے ہوئے شہتیر کی طرح زمین پر دم سے گرا۔ دونوں طرف کی پسلیاں ٹوٹنے کی وجہ سے اس کا سانس رک گیا تھا اور سانس رکنے کی وجہ سے وہ اپنی پہلے والی پھرتی برباد

نہ رکھ سکا اور اچھل کر کھڑا ہوتا تو ایک طرف وہ کمر وٹ بھی نہ بدل سکا اور جوانا نے بھلی کی سی تیزی سے آگے بڑھ کر اس کے دونوں پیریکٹرے اور دوسرے لمحے وہ فرش پر گرا اور اس نے دونوں گھٹنوں سے سوازو کے گھٹنوں کے نیچے دے کر اپنے جسم کا پورا بوجھ سوازو کے سینے کی طرف اور دونوں ہاتھوں کا زور مخالف سمت میں ڈالا اور سوازو کے حلق سے غرغراہٹ آمیز چیخ نکلی اس کے خونتاک داؤ کی وجہ سے سوازو کے دونوں گھٹنوں کے جوڑ بیک وقت اکھڑتے چلے گئے۔۔۔ اور اس کا اوپری جسم پانی سے نکلی ہوئی مچھلی کی طرح تڑپنے لگا۔ جوانا نے گھٹنوں کے جوڑ اکھاڑنے کے باوجود اُسے نہ چھوڑا۔ بلکہ وہ اس کی ٹانگیں اوپر کو اٹھاتا چلا گیا اور پھر اُس نے اس کے جسم کو کمان کی طرح موڑ کر اپنے بھاری بھر کم جسم کا پورا زور سوازو پر ڈال دیا سوازو نے تڑپ کر اپنے آپ کو اس خوفناک داؤ سے بچنا چاہا مگر جوانا اب اُسے کوئی موقع نہ دے رہا تھا۔ اس نے دونوں ٹانگیں سوازو کے دونوں کندھوں پر رکھ دیں۔۔۔ اور دوسرے لمحے ایک زوردار کڑا کے کی آواز سنائی دی اور سوازو کی ریڑھ کی ہڈی ٹوٹی چلی گئی۔ سوازو نے ایک لمحے کے لیے سر کو بٹخا پھر ساکت ہوتا چلا گیا۔ وہ بے ہوش ہو چکا تھا جوانا اُس کے بے ہوش ہوتے ہی اچھل کر کھڑا ہوا۔۔۔ اور سوازو کا جسم دھڑام سے نیچے فرش پر گرا۔ جوانا نے گردن سے سوازو کو پکڑا اور دوسرے لمحے وہ اُسے ہوا میں اٹھاتا چلا گیا۔ سوازو کا مفلوج جسم کسی پنڈولم کی طرح فضا میں ہل رہا تھا۔ جوانا نے ایک ہاتھ سے اس کی گردن پکڑتے ہوئے دوسرے ہاتھ سے پوری قوت سے اس کے چہرے پر تھپڑ مارا۔ تھپڑ میں اتنی شدت تھی کہ سوازو کے منہ سے دانت پھینٹنے کی چنگاریوں کی طرح

نکل کر فرش پر بکھرتے چلے گئے۔ اس کا گال پھٹ گیا اور اس کے ساتھ ہی اس کی آنکھیں بھی کھل گئیں لیکن اب اس کی آنکھوں میں درد کی تیز لہروں کے ساتھ موت کی دہشت بھی موجود تھی۔

”مم۔ مم مجھے معاف کر دو۔“ سوازو نے بھنجے بھنجے لہجے میں کہا۔
 ”تمہیں معاف کروں؟“ جوانا نے غصے سے چیخے ہوئے کہا اور دوسرے لمحے اُس نے دوسرا ہاتھ سوازو کے سر پر رکھ کر اُسے ایک زوردار جھٹکے سے پیچھے دھکیلا جبکہ اس کا دوسرا ہاتھ جس نے اُسے گردن سے پکڑا ہوا تھا اس میں لٹکایا ہوا تھا۔ اپنی جگہ مضبوطی سے جمار ہا۔ زوردار جھٹکے کے ساتھ ہی سوازو کے حلق سے گھٹی گھٹی ادھوری چیخ نکلی اور ساتھ ہی اس کی گردن ٹوٹتی چلی گئی۔ اور اس کا سر اس کی پشت سے جا ٹکرایا۔ اس کے ٹوٹے پھوٹے جسم میں آخری بار لرزش پیدا ہوئی اور پھر وہ بے حس و حرکت ہوتا چلا گیا جوانا نے حقارت آمیز انداز میں اُسے فرش پر پھینک کر اس پر تھوک دیا۔

”ہوں بزدل لڑاکا۔“ جوانا کے لہجے میں بے پناہ حقارت تھی۔

”گڈ شو۔ اس قدر زخمی ہونے کے باوجود تمہاری ہمت قابلِ داد ہے جوانا۔“ عمران نے آگے بڑھ کر جوانا کے کاندھے پر ہتھ پکی دیتے ہوئے کہا اور جوانا کا سینہ فخر سے پھول گیا۔ اس کے بازو اور پہلو سے ابھی تک خون نکل رہا تھا اور نیچے فرش پر خون ہی خون پھیلا ہوا تھا۔ لیکن جوانا کسی پہاڑ کی طرح اپنی جگہ پر مضبوطی سے جما کھڑا تھا۔ خون بہہ جانے کی وجہ سے اس کے چہرے کی رنگت بھی پڑ گئی تھی۔ لیکن اس کے کھڑے ہونے کے انداز سے اس کی بے پناہ قوتِ ارادی ظاہر ہو رہی تھی۔

”ٹھہرو میں پٹیاں باندھ دوں۔“ عمران نے کہا اور جوانا کی قمیض

پھاڑ کر اس کے پہلو اور بازو پر نیڈے سج کر دی۔ اور اس طرح خون بہنا رک گیا۔
 ”آؤ میرے ساتھ۔“ عمران نے جوانا کا بازو پکڑ کر اُسے لے جانا چاہا۔

”نہیں باس میں ٹھیک ہوں۔ جوانا کے لیے یہ معمولی زخم ہیں۔“ جوانا نے اپنا بازو چھڑاتے ہوئے مضبوط لہجے میں کہا اور پھر وہ عمران کے ساتھ قدم بڑھاتا ہوا کمرے سے باہر نکل آیا اور چند لمحوں بعد ان کی کار کو گھٹی سے نکل کر تیز رفتاری سے دوڑتی ہوئی رانا ہاؤس کی طرف بڑھتی چلی جا رہی تھی۔

کا چہرہ پھول کی طرح کھل اٹھا۔

چند لمحوں بعد وہ لفٹ سے اتر کر ایک دوسرے کا ہاتھ تھامے دو کمروں پر مشتمل سوٹ کی طرف بڑھتے چلے گئے۔ ان دونوں کے انداز میں بے پناہ مستی کا اظہار ہو رہا تھا اور دونوں چلتے ہوئے لڑکھڑاہے تھے۔ دروازے پر پہنچ کر مادام نے جیب سے چابی نکالی اور پھر کی ہول میں چابی ڈالنے لگے مگر کی ہول میں چابی ڈالتے ہی دروازہ خود بخود خفیف انداز میں کھلتا چلا گیا۔ مادام اور ہائی برڈ دونوں چونک پڑے۔ ہائی برڈ نے انتہائی پھرتی سے جیب میں ہاتھ ڈالا اور دوسرے لمحے اس کے ہاتھ میں ریوالتور تھا۔ اس کی تمام مستی ایک لمحے میں ختم ہو گئی تھی۔ اور وہ کسی چلتے کی طرح ہوشیار اور چوکنا نظر آنے لگا تھا۔ اس نے پیر کی ٹھوکر سے دروازے کو کھولا اور دوسرے لمحے ریوالتور تانے اچھل کر کمرے میں داخل ہوا۔ کمرے کی تکی چل رہی تھی۔ اور سامنے گھومنے والی کرسی کی پشت نظر آ رہی تھی۔ جس کی پشت دروازے کی طرف تھی اور سگریٹ کے دھوئیں کی ہلکی سی لکیر کرسی کی پشت سے اٹھ کر فضا میں بلند ہو رہی تھی۔ دروازہ کھلنے کا دھماکہ سنتے ہی کمرسی تیزی سے گھومی۔

”خبردار! ہائی برڈ نے چیختے ہوئے کہا۔ مگر کرسی گھومتے ہی مادام چونک پڑی۔ کیونکہ کرسی پر کمر افگر بیٹھا ہوا نظر آ رہا تھا۔

”ہاتھ اٹھا لو ورنہ گولی مار دوں گا۔“ ہائی برڈ نے ریوالتور کی نال اس کے سینے کی طرف کرتے ہوئے چیخ کر کہا۔

”ٹھہر مارن یہ تو کمر افگر ہے۔“ مادام نے ہاتھ کے اشارے سے ہائی برڈ کو روکے ہوئے کہا۔ مادام نے کمر افگر کے سامنے ہائی برڈ کو اس

ہائی برڈ اور مادام ٹیلر شام مغربی جرمنی کے ایک مشہور ہوٹل میں گزار کر جیب پھلی رات گئے واپس اپنے ہوٹل میں پہنچے۔ تو وہ دونوں ہی عجیب خوش تھے۔ ہوٹل نے خوبصورت پروگرام پیش کیا تھا اور مادام ٹیلر اس پروگرام سے پوری طرح لطف اندوز ہوئی تھی اور ہائی برڈ کے لیے تو مادام کی صحبت ہی مسرت کا بھرپور خزانہ تھی۔ اس لیے وہ بھی مستی میں جھوم رہا تھا۔

”اب تم اپنے کمرے میں جاسکتے ہو ہائی برڈ۔“ مادام نے لفٹ میں سوار ہوتے ہوئے معنی خیز لہجے میں ہائی برڈ سے مخاطب ہو کر کہا۔

”نہیں مادام میں یہ ظلم برداشت نہیں کر سکتا۔“ ہائی برڈ نے تیزی سے انکار میں سر ہلاتے ہوئے کہا اور مادام کے حلق سے بے اختیار مترنم قہقہہ نکل گیا۔

”تم بڑے شریعہ پر ہائی برڈ۔ بڑے شریعہ۔“ مادام نے مستی میں ڈوبے ہوئے لہجے میں کہا اور پھر ہائی برڈ کا ہاتھ پکڑ کر زور سے دیا یا اور ہائی برڈ

کے اصل نام سے ہی پکارا تھا۔

”مادام کی خدمت میں کراؤنگر سدام عرض کرتا ہے۔ میں اس طرح آنے پر معذرت خواہ ہوں۔ میں کافی دیر دروازے پر کھڑا انتظار کرتا رہا۔ پھر میں نے سوچا کہ نجانے آپ کب واپس آئیں۔ اس لیے مجبوراً مجھے اندر آنا پڑا۔“ کراؤنگر نے کھڑے ہو کر بڑے مؤدبانہ انداز میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”مگر تم نے تو کل گیارہ بجے آنا تھا۔“ مادام نے مشکوک لہجے میں کہا۔

”آپ نے کل گیارہ بجے سے پہلے کی بات کی تھی اور باس کو اس معاملے میں بے حد جلدی تھی۔ اس لیے مجھے چارٹرڈ طیارے سے آنا پڑا۔“ کراؤنگر نے اُسی طرح مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

”میں تمہاری چال سمجھ گئی ہوں۔ تم نے یقیناً ہماری عدم موجودگی میں کمرے کی تلاشی لی ہوگی تاکہ تم وہ راز حاصل کر کے نکل جاؤ۔“ مادام نے بڑا سا مُنہ پٹاتے ہوئے کہا۔

”نہیں مادام ایسی کوئی بات نہیں۔ ادل تو ہم اصولوں کے پابند ہیں پھر سرکاری آدمی ہیں۔ صرف حکم بجالاتے ہیں۔ اور پھر ہم اتنے بھی احمق نہیں کہ اتنی بات نہ سمجھ سکتے کہ آپ اتنا اہم راز یوں کمرے میں چھوڑ کر تفریح کرنے چلی گئی ہوں گی۔ اس لیے آپ بے شک چیک کر لیجیے۔ میں نے کسی چیز کو ہاتھ تک نہیں لگایا۔ صرف اس کرسی پر بیٹھا ہوں۔“ کراؤنگر کا لہجہ اُسی طرح مؤدبانہ تھا۔

”شاید تم کسی غلط فہمی میں مبتلا ہو۔ جو مجھے مسلسل مادام کہتے چلے جا رہے ہو۔“ میں تو مادام کی ایک ادنیٰ ایجنٹ ہوں۔ تمہاری ملاقات مادام

سے مینشن میں ہوئی تھی اور میں نے بھی تمہیں وہیں دیکھا تھا۔“ مادام کو اچانک اس بات کا خیال آیا تھا کہ وہ کراؤنگر کے سامنے تو سوکھی سٹری بڑھیا کے روپ میں آئی تھی۔

”ہو سکتا ہے آپ درست فرما رہی ہوں لیکن میں نے پہلے بھی عرض کیا ہے کہ آپ ہمیں احمق نہ سمجھیں۔“ میں مینشن میں ہی سمجھ گیا تھا کہ آپ میک آپ میں ہیں۔ آپ کی آنکھیں سب کچھ بتا دیتی ہیں۔“ کراؤنگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اُوہ واقعی تم خلاصے سمجھ دار ہو۔ بہر حال تم اس وقت جاسکتے ہو۔ میں اس وقت کسی موڈ میں نہیں ہوں۔ صبح بات ہوگی۔ دس بجے آ جانا۔“ مادام نے نرم لہجے میں کہا۔

”نہیں مادام طیارہ ابھی میرے انتظار میں ایرپورٹ پر موجود ہے۔ اور مجھے فوری واپس جانا ہے۔“ باس سخت بے چین ہے۔ آپ پلینر مجھ پر کمر کر رہے ہیں۔ صرف چند لمحوں کی تو بات ہے۔“ کراؤنگر نے جواب دیا۔

”آپ کچھ لے آئے ہیں۔“ مادام نے چند لمحے کی خاموشی کے بعد پوچھا۔

”جی ہاں میں آپ کی مطلوبہ رقم کا ڈرافٹ لے آیا ہوں۔“ کراؤنگر نے کہا اور پھر اگلے کوٹ کی اندرونی جیب میں ہاتھ ڈال کر ایک لفافہ نکالا اور اس میں سے ایک ڈرافٹ نکال کر مادام کی طرف بڑھا دیا۔

مادام نے اگلے کے ہاتھ سے ڈرافٹ لیا اور اس پر اچلتی ہوئی نظریں ڈال کر اس نے ڈرافٹ قریب کھڑے مارٹن کی طرف بڑھا دیا۔

”ٹھیک ہے وہ قلم چونکہ یہاں موجود نہیں ہے۔ مگر کراؤنگر اس لیے

آپ کو انتظار کرنا پڑے گا۔ فلم میرے مینشن میں پہنچ چکی ہے۔ آپ اُسے وہیں سے حاصل کر سکتے ہیں۔ ” مادام نے سخت اور سپاٹ لہجے میں کہا۔

” مادام گستاخی معاف ہماری اطلاعات کے مطابق آپ پاکیشیا سے براہ راست یہاں آئی ہیں اور تب سے آپ یہاں سے سوائے ہوٹل شارز میں تفریح کے لیے اور کہیں نہیں گئیں۔ اس لیے ظاہر ہے آپ فلم مینشن نہیں پہنچا سکتیں۔ وہ فلم یہیں موجود ہے۔ اس لیے براے کرم اُسے میرے حوالے کیجیے تاکہ یہ سلسلہ ختم ہو جائے۔ ” کمر افکر نے جواب دیا اس کا لہجہ بدستور نرم تھا۔

” دیکھو کمر افکر میں صبح بنک سے پہلے اس بات کی تسلی کروں گی کہ یہ ڈرافٹ کیش ہو سکتا ہے یا نہیں۔ اس کے بعد ہی بقایا کام ہو سکتا ہے۔ ہو سکتا ہے تم لوگ مجھے دھوکہ دے رہے ہو۔ اس لیے صبح تک تو تمہیں بہر حال انتظار کرنا ہی پڑے گا۔ ” مادام نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

” آپ خواہ مخواہ ہم پر دھوکہ دہی کا الزام لگا رہی ہیں مادام۔ جب کہ پہلے بھی ہم نے آپ سے کوئی دھوکہ نہیں کیا۔ میں بہر حال صبح تک انتظار نہیں کر سکتا۔ آپ نے ڈرافٹ لے لیا۔ اب آپ فلم میرے حوالے کر دیجیے۔ ” کمر افکر نے اس یار سخت لہجے میں کہا۔

” دیکھو کمر افکر زبان سنبھال کر بات کرو۔ تمہارے لہجے سے گستاخی کی بو آ رہی ہے۔ اور مادام کے سامنے گستاخی کرنے والا دوسرا سانس نہیں لے سکتا۔ اب تم شرافت سے یہاں سے دفع ہو جاؤ۔ جیسا مادام نے کہا ہے صبح آنا۔ باقی بات چیت صبح ہوگی۔ ” ہائی برڈ نے انتہائی

سخت لہجے میں کمر افکر کو ڈانٹتے ہوئے کہا۔

” اگر میرے لہجے میں سختی آگئی ہے تو میں معافی چاہتا ہوں۔ بہر حال فلم مجھے ابھی اور اسی وقت چاہیے۔ یہ پاس کا حکم ہے۔ اور مجھے بہر حال پورا کرنا ہے۔ ” کمر افکر نے نرم مگر سر د لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

” اس وقت فلم میرے پاس موجود نہیں ہے۔ اور وہ جس جگہ موجود ہے وہاں سے اس وقت حاصل بھی نہیں کی جاسکتی۔ اس لیے بہر حال تمہیں صبح تک انتظار کرنا ہی پڑے گا۔ مجھے تو یہ خیال بھی نہ تھا کہ تم رات کو ہی آٹھ بجو گے۔ ” مادام نے کہا۔

” آپ ہمیں وہ جگہ بتادیں جہاں فلم موجود ہے۔ ہم خود ہی وہاں سے فلم حاصل کر لیں گے۔ ” کمر افکر نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

” فلم بنک کے لاکر میں ہے اور ظاہر ہے صبح بنک کھلنے کے بعد ہی اُسے حاصل کیا جاسکتا ہے۔ ” مادام نے جواب دیا۔

” کس بنک کے لاکر میں ہے۔ ” کمر افکر نے پوچھا۔

” چارٹرڈ بنک۔ ” مادام نے جواب دیا۔

” مادام آپ کو شاید علم نہیں کہ مغربی جرمنی میں بنکوں کی سروس چوبیس گھنٹے جاری رہتی ہے۔ اس لیے فلم اسی وقت بھی حاصل کی جاسکتی ہے یہ ایکریڈیٹل کے بنکوں کی طرح صرف دن میں ہی کام نہیں کرتے۔ ” کمر افکر نے جواب دیا۔

” اوہ یہ بات ہے۔ اس کا تو مجھے خیال ہی نہیں رہا تھا۔ بہر حال کمر افکر جب تک میں ڈرافٹ کے کیش ہونے کی تصدیق نہ کر لوں تمہیں فلم نہیں مل سکتی۔ یہ میرا آخری فیصلہ ہے اور یہ بھی سن لو کہ واقعی فلم مینشن میں

پہنچ چکی ہے۔ میں نے ہوٹل کی انتظامیہ کی مدد سے اُسے سپیشل مینجر مرس کے تحت مینشن میں بھجوا دیا ہے۔ کیونکہ میں اسے یہاں رکھنے کا رسک کسی طور پر بھی نہیں لے سکتی تھی۔ ”مادام نے اپنی بات پر زور دیتے ہوئے کہا۔ ”لیکن ابھی تو آپ کہہ رہی تھیں کہ فارمولا بینک کے لاگرمیں ہے۔“ کرافکر نے مشکوک لہجے میں کہا۔

”وہ تو میں نے تمہیں اس وقت ملنے کے لیے کہا تھا۔ بہر حال تم ہوٹل کی انتظامیہ سے اس سلسلے میں انکوائری کر سکتے ہو۔“ مادام نے صوفے پر بیٹھتے ہوئے اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔

”کیا آپ مجھے رسید دکھا سکتی ہیں کیونکہ سپیشل مینجر مرس باقاعدہ رسید الیٹو کرتی ہے۔“ کرافکر نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد کہا۔ ”تم واقعی ایک ذہین اور ہوشیار آدمی ہو۔“ مادام نے کہا اور پھر اس نے اپنے ہاتھ میں پکڑا ہوا پرس کھولا اور اس میں سے رسید نکال کر کرافکر کے ہاتھ میں دے دی۔ کرافکر نے غور سے دیکھا۔ واقعی ایک چھوٹا سا لفافہ سپیشل مینجر مرس کے حقروایکرمیا کے دارالحکومت تاراک کے ساؤتھ زون میں واقع مادام ٹیلر کے مینشن میں کسی رجیڈ فیوین کے نام ارسال کیا گیا تھا۔ تاریخ آج کی ہی تھی۔

”ٹھیک ہے اب مجھے یقین آگیا۔ اب آپ برائے مہربانی فوری طور پر مینشن چلنے کی تیاری کریں۔ میرے پاس سپیشل چارٹرڈ طیارہ ہے۔ ہم آسانی سے اس میں جاسکتے ہیں۔ صبح ہم مینشن پہنچ جائیں گے۔“ کرافکر نے رسید واپس کرتے ہوئے کہا۔

”نہیں مادام اس وقت نہیں جاسکتی ہم صبح جائیں گے۔“ مادام

کے بولنے سے قبل ہی ہائی برڈ لول پڑا۔

”کیا ہرج ہے مارٹن۔ ہمیں مسافر طیارے سے جانے میں کوفت بھی نہ اٹھانی پڑے گی اور پھر ہم نے فلم تو دینی ہی ہے۔ صبح ڈرافٹ کے سلسلے میں بھی تصدیق ہو جائے گی۔“ مادام نے کرافکر کی بات ملتے ہوئے کہا۔ ”مادام۔۔۔۔۔“ مارٹن نے احتجاجاً کچھ کہنا چاہا۔ مگر ظاہر ہے وہ کرافکر کے سامنے کیا کہہ سکتا تھا۔ صرف مادام کہہ کر ہی خاموش ہو گیا۔

”اور کرافکر جلیو۔ میں انتظامیہ کو فون کر دیتی ہوں۔“ مادام نے کہا اور پھر اس نے ٹیلیفون اٹھا کر انتظامیہ کو اپنی روانگی کی اطلاع کر دی۔ اور تھوڑی دیر بعد باوردی پورڈر اندر آیا۔ اس نے بڑی پھرتی سے مادام کا سامان اٹھی کیسیوں میں بند کیا اور پھر اٹھی کیسنر اٹھا کر وہ نیچے آگیا۔ مادام اور مارٹن بھی کرافکر کے ہمراہ ہوٹل سے باہر آ گئے اور چند لمحوں بعد وہ ٹیکسی میں بیٹھے ایئر پورٹ کی طرف بڑھے چلے جا رہے تھے۔ کرافکر کے چہرے پر اطمینان تھا جبکہ مارٹن کا موڈ سخت آف ہو چکا تھا۔ اس کے چہرے پر بیزاری اور جھنجھلاہٹ کے آثار نمایاں طور پر نظر آ رہے تھے۔ مادام نارمل تھی۔ کیونکہ اُسے پچاس لاکھ ڈالر کا نیا ڈرافٹ سُرٹ بخش رہا تھا۔

ہوئے کہا۔ وہ مشرقی لڑکی تو نہ تھی کہ اس فقرے پر شرماتی۔
 ”کمرے مگر آپ تو اکیلی ہیں۔“ عمران نے حیرت بھرے لہجے
 میں کہا۔

”اوہ سوری میں اس ٹائپ کی لڑکی نہیں ہوں۔ آپ غلط سمجھے ہیں۔“
اس یار لڑکی کا لہجہ خشک ہو گیا تھا۔

”اچھا تو یہاں لڑکیوں کی بھی ٹائپ ہوتی ہیں۔ ہمارے ہاں کوارٹروں کی ٹائپ ہوتی ہے۔ اے ٹائپ — بی ٹائپ۔ بہر حال آپ اپنی ٹائپ بتا دیجیے۔ پھر میں دیکھوں گا کہ کیا میں آپ کی ٹائپ میں ہائش رکھ سکتا ہوں یا نہیں۔“ عمران نے حیرت سے آنکھیں پٹیپاتے ہوئے جواب دیا۔

لڑکی نے جواب دینے کی بجائے کاؤنٹر کے کنارے پر لگا ہوا ایک ٹبن دبا دیا اور پھیلے دروازے سے ایک ادھیر عمر آدمی باہر نکلی آیا۔
 ”مسٹر جیکال آپ کا ڈسٹنہا لیے میں ذرا آرام کروں۔“ لڑکی نے تیز لہجے میں آنے والے سے کہا اور پھر تقریباً بھاگتی ہوئی اندر کمرے میں غائب ہو گئی وہ شاید عمران سے پیچھا چھڑانا چاہتی تھی۔

”جی فرمائیے۔۔۔“ اس ادھیڑ عمر آدمی جسے جی کال کہا گیا تھا نے حیرت سے عمران اور اس کے ساتھیوں کو دیکھتے ہوئے کہا۔

”آپ کی ٹائپ کیا ہے۔ پہلے ہی بتا دیجئے تاکہ کہیں ایسا نہ ہو کہ آپ کو بھی بھاگنا پڑے۔“ عمران نے سپاٹ بھجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ٹائپ میں سمجھا نہیں۔ آپ کیا فرما رہے ہیں۔“ ادھیڑ عمر کے

عمران کی ٹیکسی ہوٹل ناش کے کمپاؤنڈ میں مڑی اور پھر ہوٹل کی میں
منزلہ عظیم الشان عمارت کے پورچ میں جا کر رک گئی۔ ٹیکسی کے سکتے ہی
پورچ میں موجود باوردی افراد نے بڑھ کر ٹیکسی کے دروازے کھولے اور عمران
کیپٹن شکیل اور تنویر نیچے اتر آئے۔ ان کے ساتھ جوزف بھی تھا۔ جوزف
نے ایک سفری بیگ اٹھایا ہوا تھا۔ اور اسی نے آگے بڑھ کر ٹیکسی ڈرائیور
کو کرایہ ادا کیا اور پھر وہ عمران اور اس کے ساتھیوں کے پیچھے چلتا ہوا ہوٹل
کے استقبالیہ آفس کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

”فرمائیے۔“ استقبالیہ پر موجود نو تصویرت لڑکی نے کاروباری انداز میں مسکراتے ہوئے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

”آپ جیسی خوب صورت حسینہ کو تو بغیر فرمائے بھی مطلب سمجھ جانا چاہیے۔“
عمران نے جواب میں مسکراتے ہوئے کہا۔

”اوہ آپ کو کمرے چاہئیں۔“ لڑکی نے اس بار کھل کر سہکتے

”مٹر انتھونی۔ ابھی ایئرپورٹ سے ایک عورت اور دو مرد ماراک

”اکیسی تو نہیں۔ ان کے ساتھ مسٹر مارٹن بھی رہ رہے تھے۔ میرے خیال میں وہ ایک ایکریٹین کی وجہ سے فوری طور پر روانہ ہوئی ہیں۔ مادام مسٹر مارٹن کے

گئے ہیں کیا وہ آپ کے چارٹرڈ طیارے سے گئے ہیں یا کسی اور کمپنی کے طیارے سے گئے ہیں۔۔۔ جیکال نے پوچھا اور پھر وہ چند لمحے غور سے دوسری طرف سے ملنے والا جواب سناتا رہا

”اوہ اچھا مسٹر انتھونی ایک اہم مسئلہ ہے میرے چند دوست ذرا آج قبل تاراک پہنچنا چاہتے ہیں کیا آپ کے پاس ایسا تیز رفتار طیارہ ہے جو ان سے قبل میرے دوستوں کو تاراک پہنچا دے۔۔۔ جیکال نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ جیٹ طیارہ ٹھیک ہے۔ دس ہزار ڈالر۔ اچھا میں معلوم کر لوں ایک منٹ ہولڈ کریں۔۔۔ جیکال نے کہا اور پھر رسیور ایک طرف ہٹا کر وہ عمران سے مخاطب ہوا۔

”جناب وہ اکیڑ بیلیا سے آئے ہوئے طیارے سے گئے ہیں۔ وہ چھوٹا طیارہ تھا۔ مسٹر انتھونی کہہ رہا تھا کہ اس طیارے کو گئے ہوئے پندرہ منٹ ہو چکے ہیں اس لیے اب صرف جیٹ طیارے کو چارٹرڈ کرنا ہی آپ ان سے پہلے پہنچ سکتے ہیں اور اس سلسلے میں دس ہزار ڈالر کرایہ ہوگا۔ جیکال نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

”ٹھیک ہے یہی منظور ہے۔۔۔“ عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

”اوہ کے مسٹر انتھونی میں اپنے دوستوں کو بھیج رہا ہوں آپ کے پاس۔ جیکال نے کہا اور پھر کمریڈل پر رسیور رکھ دیا۔ اس کا چہرہ خوشی سے کھلا پڑ رہا تھا اور عمران اس کی مشرت کی وجہ سمجھ رہا تھا۔ اُسے معلوم تھا کہ اس دس ہزار ڈالر میں جیکال کا بھی کمیشن شامل ہوگا۔ خاصا بھاری کمیشن ہوٹلوں والے اسی طرح مسافر بھیجتے رہتے تھے۔ جیکال نے کاؤنٹر کی دراز کھولی اور ایک

کارڈ نکال کر عمران کی طرف بڑھا دیا۔

”آپ فوراً ایئر پورٹ پہنچ جائیں۔ ایئر گمرین چارٹرڈ سروس کا دفتر وہیں ہے۔ آپ مسٹر انتھونی سے مل لیں۔ ادائیگی نقد ہوگی۔۔۔“ جیکال نے کارڈ دیتے ہوئے کہا۔

”اوہ کے شکریہ۔۔۔“ عمران نے کہا اور پھر وہ تیزی سے واپس مڑ گیا۔ عمران کے ساتھ بھی اس کے ساتھ ہی مڑے اور پھر اچانک عمران پلٹا۔

”اے ایک بات تو مجھے پوچھنی یاد ہی نہیں رہی۔ مادام ٹیلر نے کوئی بیکٹ بھی یہاں سے روانہ کیا تھا۔“ عمران نے جیکال سے پوچھا۔

”ہاں انھوں نے یہاں آتے ہی سپیشل مسینجر سروس کے ذریعے ایک چھوٹا سا لفافہ ارسال کیا تھا۔“ جیکال نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔ اور عمران نے ایک اور بڑا نوٹ نکال کر جیکال کے ہاتھ میں پکڑا دیا۔

”جہاں بیکٹ بھیجا گیا ہے وہ پتہ چاہیے۔“ عمران نے کہا۔ جیکال نے ایک بار پھر نوٹ تیزی سے جیب میں ڈالا اور پھر کاؤنٹر کے ایک کونے کی طرف بڑھا۔ اس نے وہاں پڑے ہوئے کئی رجسٹروں میں سے ایک رجسٹرڈ اٹھایا اُسے کھولا اور پھر ایک خانے پر نظر پڑتے ہی اس نے رجسٹر عمران کے سامنے رکھ دیا۔

”یہ پتہ ہے پڑھ لیجئے۔“ جیکال نے کہا اور عمران نے ایک نظر پتے پر ڈالی اور پھر سر ہٹا دیا۔ پتہ مادام ٹیلر کے منیشن کا تھا اور جیکال نے رجسٹر بند کر کے واپس اپنی جگہ رکھ دیا۔

”صرف ایک سوال اور۔۔۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

”دس سوال پوچھیے آپ جیسے مہربانوں کی خدمت تو ہمارا فرض ہے۔“

جیکال نے بڑی خوشدلی سے کہا۔

”یہ سپیشل مینجر کس وقت اس پتے پر پہنچے گا۔ کیا آپ اندازہ لگا سکتے ہیں۔“ عمران نے نرم لہجے میں کہا۔

”جی ہاں۔۔۔ وہ انٹرنیشنل ٹرین سے گیا ہے اور یہ ٹرین صبح ساڑھے سات بجے ایکریمیا کے دارالحکومت ناراک پہنچے گی۔ اسٹیشن سے اس پتے پر ٹیکسی میں پہنچنے میں ایک گھنٹہ لگ جائے گا۔ اس لیے یہ پیکٹ میرے اندازے کے مطابق ساڑھے آٹھ بجے اپنے پتے پر پہنچ جائے گا۔ آپ تو بہت پہلے پہنچ جائیں گے۔“ جیکال نے کہا۔

”تو کیلے جانے والا آپ کے ہوٹل کا آدمی ہے۔ دراصل ہم نے وہ خاص وقت نوٹ کرنا ہے جس وقت یہ پیکٹ مطلوبہ پتے پر پہنچتا ہے۔“ عمران نے حریب سے ایک اور نوٹ نکالتے ہوئے کہا اور جیکال اس نوٹ پر یوں جھپٹا جیسے لی چوہے پر جھپٹتی ہے۔ اس کا چہرہ مسرت سے کھلا جاسا ہوا تھا۔ ایک ہی آسامی سے مسلسل اتنے بڑے بڑے نوٹ تو شاید اسے زندگی میں پہلے کبھی نہ ملے تھے اور پھر وہ ہزار ڈالر کا دس فیصد کمیشن خاصی موٹی رقم بنتی چلی جارہی تھی۔ جیکال تیزی سے مڑا اور پھر اس نے پشت پر لگی ہوئی ایک الماری کھولی اس میں سے ایک بڑا سا البم نما جبرٹ کھولا اور اس کے ورق پلٹا ہوا وہ کاؤنٹر کی طرف بڑھا اور پھر اس نے ایک ورق کھول کر عمران کے سامنے رکھ دیا۔ اس پر ایک نوجوان مگر کمرخت چہرے کے مالک نوجوان کا فوٹو لگا ہوا تھا۔ اس کے سامنے چند لائنیں ٹائپ تھیں۔

”مسٹر فاک یہ پیکٹ لے کر گئے ہیں۔ اب تو آپ اسے آسانی سے پہچان لیں گے۔“ جیکال نے کہا۔

”بالکل۔ بہت بہت شکریہ۔“ عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور پھر واپس مڑ گئے۔ چند لمحوں بعد ان کی ٹیکسی ایئرپورٹ کی طرف بڑھتی چلی گئی۔ ایئرپورٹ پر مسٹر انتھونی ان کے انتظار میں بڑی بے چینی سے ٹہل رہے تھے۔ جیسے ہی عمران نے جیکال کا دیا ہوا کارڈ اس کے ہاتھ میں دیا اس کا چہرہ کھل اٹھا۔

”آپ کاؤنٹر پر ادائیگی کر کے رسید لے لیں جہاز تیار ہے۔ آپ نے آنے میں خاصی دیر لگا دی۔ پہلا طیارہ خاصی دیر نکل گیا ہوگا۔“ انتھونی نے کہا۔ اور عمران نے جوزف کو اشارہ کیا اور جوزف نے حریب سے نوٹوں کی موٹی موٹی دو گڈیاں نکال کر دفتر کے کاؤنٹر پر پھینک دیں۔ اور کاؤنٹر پر بیٹھے نوجوان نے گڈیاں اٹھا کر تیزی سے رسید کاٹی اور جوزف کی طرف بڑھا دی۔

”آپ اپنے پاسپورٹ اور دیگر کاغذات مجھے دیجئے میں انہیں او۔ کے کمرالوں۔“ انتھونی نے ادائیگی کے بعد کہا اور جوزف نے بھی اس بار بیگ میں سے پاسپورٹ اور کاغذات کا پیکٹ نکال کر انتھونی کے ہاتھ میں ڈے دیا۔ انتھونی نے تمام کاغذات اور پاسپورٹ ایک نظر دیکھے اور پھر سر ہلاتا ہوا وہ تیزی سے دفتر سے باہر نکلتا چلا گیا۔ تقریباً پانچ منٹ بعد وہ واپس آیا اور اس نے کمرال کے پاس عمران کی طرف بڑھا دیے۔

”آئیے میرے ساتھ۔“ انتھونی نے کہا اور پھر انہیں ہمراہ لیے ہوئے عمارت سے نکل کر ایئرپورٹ کے خاص حقے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ جہاں دور ایک جیٹ طیارہ کھڑا تھا۔ اس طیارے پر کمپنی کا نام لکھا ہوا تھا۔

اور پھر انتھونی نے انھیں طیارے پر سوار کر دیا۔ طیارے پر دو پائلٹ
ایک ایرہوسٹس اور ایک سیٹورڈ پہلے سے موجود تھے۔ انتھونی نے پائلٹوں
کو ہدایات دیں اور پھر وہ نیچے اترنا چلا گیا۔ اس کے ساتھ ہی طیارہ حرکت
میں آیا اور چند لمحوں بعد وہ فضا میں بلند ہوتا چلا گیا۔

عمران اٹھ کمر کا کپڑے میں پائلٹوں کے پاس چلا گیا۔ وہ ان سے باتوں
میں مصروف ہو گیا۔ اور ظاہر ہے اس کی باتوں نے پائلٹوں کے سینوں میں
لگے ہوئے قبضوں کو تیزی سے باہر نکالنا شروع کر دیا تھا۔ طیارہ پوری
رفتار سے اڑا چلا جا رہا تھا، اور پھر عمران اٹھ کر واپس اپنی سیٹ
پر آ گیا۔

”اب آپ کا پروگرام اس مینشن جانے کا ہے۔“ کیٹین شکیل
نے پوچھا۔

”اے نہیں وہ مینشن تو بڑا خطرناک ہے۔ وہاں تو جلتے ہی ہمارا کبارا
ہو جائے گا۔ ہمارا حیاتی نقصان ہو سکتا ہے اور تنویر کا جسمانی۔“ عمران
نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”جانی اور جسمانی کیا مطلب۔“ کیٹین شکیل نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”وہ مادام بے حد خوبصورت ہے جو لیا سے بھی زیادہ۔“ اس لیے
تنویر کا جسمانی نقصان ہو سکتا ہے اور مینشن میں بڑا خطرناک چیکنگ
سسٹم ہے۔ اس لیے ہمارا جانی۔“ عمران نے وضاحت کرتے
ہوئے کہا اور کیٹین شکیل بے اختیار منہس پڑا۔ جبکہ تنویر نے برا سامنے
بٹایا۔

”دیکھو کیٹین وہ کرافٹر اکیڑیا کی سپر سیکرٹ سروس کا ایجنٹ ہے۔“

اس کا قد و قامت تم جیسا ہے۔ اس لیے تمہیں اس کا روپ دھارنا ہوگا۔
اور یہ منیجر میرے جیسا ہے۔ اس لیے میں منیجر بن جاؤں گا۔ جوزف اور تنویر
ہماری نگرانی کریں گے۔“ عمران نے اردو میں شکیل کو تفصیل بتلاتے
ہوئے کہا۔ کیونکہ ایرہوسٹس وہیں گھوم رہی تھی۔

”اوہ میں سمجھ گیا ٹھیک ہے۔“ کیٹین شکیل نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔
اس کے بعد طیارے میں خاموشی چھا گئی۔ عمران نے سیٹ کی پشت سے
سر لگا دیا اور اس کے خراٹے طیارے میں ایک تسلسل سے گونجنے لگے جبکہ
تنویر حسبِ عادت ایرہوسٹس کو دھمکانے میں مصروف ہو گیا کیٹین شکیل
اور جوزف خاموش بیٹھے ہوئے تھے۔

جب طیارہ ناراک کے ایرپورٹ پر پہنچا تو ایرہوسٹس نے عمران
کو بیدار کیا۔

”جناب طیارہ ناراک پہنچ گیا ہے۔“ ایرہوسٹس نے مؤدبانہ
لہجے میں کہا۔

”اچھا اتنی جلدی خواہ مخواہ ہم نے دس ہزار ڈالر خرچ کیے۔ اتنا فاصلہ
تو ہم پیدل بھی طے کر سکتے تھے۔“ عمران نے برا سامنے بٹاتے ہوئے کہا۔
”چار گھنٹے گزر چکے ہیں۔“ تنویر نے برا سامنے بٹاتے ہوئے کہا۔
”اور اب چار گھنٹوں کے عشق کا خاتمہ ہونے والا ہوگا اس لیے تم
کو نین چبا رہے ہو۔“ عمران نے لٹھتے ہوئے کہا اور پھر وہ کاک پٹ
کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

”آپ تو سارا عرصہ سوتے رہے۔“ سیکنڈ پائلٹ نے مسکراتے
ہوئے کہا۔

”کہاں سوتا رہا عاشقانہ ماحول میں کہاں نیند آتی ہے۔ بہر حال یہ بتائیے کہ ہم سے پہلے چلنے والا طیارہ کس وقت پہنچے گا۔“ عمران نے کہا۔

”وہ آدھے گھنٹے کے بعد پہنچے گا۔ ہم اُسے راستے میں چھوڑ آئے ہیں۔“

پائلٹ نے جواب دیا۔

”اور۔۔۔“ عمران نے کہا اور کاک پٹ سے باہر نکل آیا۔ پٹ پائلٹ اس وقت لیارہ لینڈ کرنے میں مصروف تھا۔ اور تھوڑی دیر بعد عمران اپنے ساتھیوں سمیت کافلات اور بیگ چیک کر کے ایئر پورٹ کی عمارت سے باہر نکل آیا۔ اس وقت وہاں صبح کے سات بجے تھے۔ اور ہر طرف خوب گہما گہمی تھی۔

”اب کیا پروگرام ہے۔۔۔“ کیپٹن شکیل نے ایئر پورٹ کی عمارت سے باہر نکلتے ہوئے پوچھا۔

”ہمیں انٹرنیشنل اسٹیشن پہنچنا ہے۔“ عمران نے جواب دیا اور پھر چند لمحوں بعد وہ ٹیکسی میں بیٹھے اسٹیشن کی طرف اڑے چلے جا رہے تھے۔ جہاں انٹرنیشنل ٹرین سے پیشل مسجر نے وہ پیکٹ لے کر پہنچنا تھا۔ اسٹیشن پر پہنچتے پہنچتے تقریباً آدھ گھنٹہ لگ گیا اور پھر ان کے اسٹیشن پہنچتے ہی ٹرین بھی اسٹیشن پہنچ گئی۔ یہ ٹرین کا آخری سٹاپ تھا۔ اس لیے پلریٹ فارم مسافروں کو خوش آمدید کہنے والے خلعے افراد موجود تھے۔ عمران اپنے ساتھیوں سمیت چیکنگ سپاٹ کے قریب کھڑا ہوا تھا۔ جہاں تمام مسافروں نے گزرنا تھا۔ وہ ہر گزرنے والے مسافر کو بغور دیکھ رہا تھا اور پھر چند لمحوں بعد اس کی نظر پیشل مسجر فاک پر پڑ گئی۔ وہ قطار میں کھڑا باہر نکلتے کا انتظار کر رہا تھا۔

عمران جانتا تھا کہ فاک یہاں سے سیدھا ٹیکسی پر بیٹھے گا اور پھر مینشن چلا جائے گا۔ اس لیے اُس نے کیپٹن شکیل کو اشارہ کیا۔

”کیپٹن ایک ٹیکسی ایجنج کر لو۔ جلدی ساؤتھ زون کے لیے۔“ عمران نے کہا اور کیپٹن شکیل سر ہلاتا ہوا واپس مڑ گیا۔ عمران نے باقی لوگوں کو بھی ساتھ جانے کا اشارہ کیا۔ اور پھر جب فاک چیکنگ سپاٹ سے باہر نکلا تو وہاں صرف عمران موجود تھا۔ فاک باہر نکلتے ہی تیز قدم اٹھاتا ٹیکسی سٹینڈ کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ عمران اس کے پیچھے تھا۔ فاک سٹینڈ پر کھڑی ایک ٹیکسی کی طرف بڑھا۔ اس نے ڈرائیور سے جھک کر کچھ کہا اور پھر کچھلی نشست کا دروازہ کھول کر اندر بیٹھ گیا اور پھر اُس سے پہلے کہ وہ دروازہ بند کرتا۔ قریب موجود عمران پھرتی سے آگے بڑھا اور اچھل کر اندر بیٹھ گیا۔

”تم۔۔۔ تم۔۔۔“ فاک نے جبرت بھرے لہجے میں عمران سے کہا۔ ٹیکسی ڈرائیور نے یہی سمجھا کہ شاید عمران بھی اس کا سا بھتی ہے۔ اس لیے اس نے ان کی طرف متوجہ ہوئے بغیر عمران کے بیٹھتے ہی تیزی سے ٹیکسی آگے بڑھا دی۔

”مسٹر فاک گھبراہٹیں نہیں۔ مجھے مسٹر جیکال نے بھیجا ہے۔ ایک خاص پیغام دینا ہے۔“ عمران نے نرم لہجے میں کہا۔

”جیکال نے بھیجا ہے۔ کیا مطلب۔“ فاک نے آنکھیں چوڑی کرتے ہوئے کہا۔

”میں یہی رہتا ہوں۔ مسٹر جیکال نے مجھے فون کر کے کہا تھا کہ آپ ساڑھے سات بجے انٹرنیشنل ٹرین سے پہنچ رہے ہیں۔ میں ان کا پیغام

آپ تک پہنچا دوں۔۔۔“ عمران نے بھیجنے کے لفظ پر فاک کو چونکتے دیکھ کر وضاحت کرتے ہوئے کہا۔ ظاہر ہے وہ فاک کی حیرت کی وجہ سمجھ گیا تھا کہ جیکال کسی کو بعد میں بھیجے تو وہ پہلے کیسے پہنچ سکتا ہے۔
 ”کیا پیغام ہے۔۔۔“ فاک نے ہونٹ کھینچتے ہوئے پوچھا۔ اپنا نام اور جیکال کا نام سنتے ہی اس کے اعصاب تو ڈھیلے پڑ گئے۔ تھے۔ لیکن اس کے باوجود اس کی آنکھوں میں شوک کی پرچھائیاں لہرا رہی تھیں۔
 ”مادام ٹیلر نے پیکٹ بھیجنے کا پتہ تبدیل کر دیا ہے۔ اب آپ نے وہ پیکٹ بوکسٹن کے رہائشی علاقے جولے کا لوٹی کی کوٹھی نمبر بارہ میں پہنچا رہے۔۔۔“ عمران نے جواب دیا۔

”ادہ لیکن یہ اصولاً غلط ہے۔ مسٹر جیکال یہ ہدایت نہیں دے سکتے۔ یہ ہمارے اصول کے خلاف ہے۔۔۔“ فاک نے چونکتا ہوتے ہوئے کہا۔
 ”مسٹر فاک خاموشی سے بیٹھے رہو۔ ورنہ۔۔۔“ عمران نے اپنا یہ وار خالی جلتے دیکھ کر تیزی سے ریوالور نکال کر فاک کی پسلیوں میں لگاتے ہوئے کہا۔ اُسے دراصل کمپنی کے اصولوں کا علم نہ تھا۔ اس لیے اُس نے پہلے ہی کوشش کی تھی کہ اُسے جولے کا لوٹی کی مخصوص کوٹھی پر لے جائے جہاں ایکسٹو کی فارن مردوں کا ہیڈ کوارٹر تھا۔ لیکن ظاہر ہے اب سوائے ریوالور نکالنے کے اور کوئی چارہ نہ تھا۔

ٹیکسی اس وقت ایک انسان سڑک پر دوڑ رہی تھی۔ وہ شہر سے باہر نکل آئی تھی۔

”تم۔ تم کیا چاہتے ہو۔۔۔“ فاک نے ہونٹوں پر زبان پھیرتے ہوئے کہا۔
 ”کچھ نہیں بس خاموش بیٹھے رہو۔۔۔“ عمران نے غراتے ہوئے کہا البتہ

آواز اس نے دھیمی ہی رکھی تھی۔ اور فاک بے بسی سے کندھے اچکا کر خاموش ہو رہا۔

”ڈرائیور ٹیکسی روک دو میرے ساتھی کی طبیعت خراب ہو گئی ہے۔۔۔“ عمران نے اچانک ٹیکسی ڈرائیور سے مخاطب ہو کر کہا۔ اور ٹیکسی ڈرائیور نے بے اختیار بریکیں لگا کر ٹیکسی ایک سائیڈ میں روک دی۔ اُسی لمحے عمران کا ہاتھ تیزی میں حرکت میں آیا اور فاک کی گردن کی سائیڈ میں ریوالور کا دستہ پوری قوت سے پڑا اور وہ کراہتا ہوا سیٹ پر لڑھک گیا۔ عمران نے اتنی پھرتی سے وار کیا تھا کہ ٹیکسی ڈرائیور جو ٹیکسی روکنے میں مصروف تھا یہ حرکت نہ دیکھ سکا۔ چنانچہ جیسے ہی اُس نے ٹیکسی روکی۔۔۔ عمران دروازہ کھول کر باہر نکل آیا۔ ٹیکسی ڈرائیور نے پہلے مڑ کر دیکھا۔ اور فاک کو یوں سیٹ پر لڑھکے ہوئے دیکھ کر اُس کے چہرے پر پریشانی کے آثار نمایاں ہو گئے۔
 ”کیا ہوا۔ کیا ہوا انھیں۔۔۔“ اس نے چونکتے ہوئے کہا۔ مگر عمران اس عرصے میں گھوم کر دوسری طرف آیا اور اس نے دروازہ کھول کر فاک کو باہر کھینچ لیا۔ اُسی لمحے ان کے پیچھے آنے والی دوسری ٹیکسی بھی ان کے قریب رک گئی۔ اس ٹیکسی میں عمران کے ساتھی موجود تھے۔
 ”کیا ہوا جناب۔۔۔“ کیپٹن شکیل نے یوں کھڑکی سے سر نکال کر پوچھا جیسے وہ اجنبی ہو۔

”میرا ساتھی اچانک بے ہوش ہو گیا ہے۔۔۔“ عمران نے تیزی سے مڑ کر کہا۔

”ادہ میں ڈاکٹر ہوں۔۔۔“ کیپٹن شکیل نے کہا اور پھر تیزی سے دروازہ کھول کر نیچے اتر آیا۔ اس نے فاک کی نبض چیک کی۔

”اوہ یہ تو خطرناک حالت میں ہے۔ اس کو مسلسل ڈاکٹر کی نگرانی چاہیے۔ ہسپتال پہنچنے تک ایسا کرو ہماری ٹیکسی میں آ جاؤ۔ ہسپتال جانے تک میں اسے چیک کرتا رہوں گا۔“ کیپٹن شکیل نے تشویش بھرے لہجے میں کہا۔

”بہت بہت شکریہ۔“ عمران نے کہا اور پھر اس نے مڑ کر حبیب سے دو بڑے نوٹ نکال کر فاک والی ٹیکسی ڈرائیور کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا جو خود بھی باہر آ گیا تھا۔

”یہ آپ اپنا معاوضہ لے لیں شکریہ۔“ عمران نے نرم لہجے میں کہا۔ ”جناب وہ ٹیکسی تو پہلے ہی بھری ہوئی ہے اور ابھی ہوسٹن خاصی دور ہے۔ آپ ایسا کریں کہ اپنے ساتھی کے ساتھ ڈاکٹر صاحب کو بھی اس ٹیکسی میں بٹھالیں۔ اس طرح آسانی ہو جائے گی۔“ ٹیکسی ڈرائیور نے رقم لے کر حبیب میں ڈالتے ہوئے بڑے ہمدردانہ لہجے میں کہا۔

”ہاں تمہارا مشورہ بھی درست ہے۔ ٹھیک ہے ڈاکٹر صاحب آپ ادھر میری ٹیکسی میں آجائیں۔“ عمران نے فوراً ہی رضا مند ہوتے ہوئے کہا۔ وہ اس لیے رضا مند ہو گیا تھا کہ اسے علم تھا کہ یہاں کے ٹیکسی ڈرائیور بے حد ہوشیار ہوتے ہیں اگر یہ ٹیکسی ڈرائیور ذرا بھی مشکوک ہو جاتا تو وہ فوراً ہی نزدیکی پوچھتے سے پولیس کو فون کر دیتا اور پولیس نے حقوڑے ہی فاصلے پر دھر لینا تھا۔

عمران کے کہنے پر کیپٹن شکیل بھی فاک کے ساتھ اسی کی ٹیکسی میں آ گیا۔ عمران نے اسے پھلی سیدٹ پر لٹاتے ہوئے اس کی جیبوں کی باقاعدہ تلاشی لی اور پھر کوٹ کی اندرونی جیب سے اس کا مطلوبہ پیکٹ اسے

مل گیا۔ عمران نے پیکٹ جیب میں ڈالتے ہوئے خود ڈرائیور کے ساتھ پہلے والی سیدٹ پر آ گیا۔ اور ٹیکسی ڈرائیور نے ٹیکسی آگے بڑھا دی۔ ”ڈاکٹر صاحب میرا ساتھی کتنی دیر میں ہوش میں آجائے گا۔“ عمران نے پیچھے مڑ کر کیپٹن شکیل سے پوچھا۔

”اتفاق ہے کہ آج میرے پاس ایمر جنسی بیگ نہیں ہے۔ اگر بیگ ہوتا۔ تو یہ ابھی ہوش میں آ جاتا۔ بہر حال ایک گھنٹے بعد خود بخود ہوش میں آجائے گا۔“ کیپٹن شکیل نے اس کی نبض پکڑتے ہوئے کہا۔ اور عمران خاموش ہو گیا۔

دونوں ٹیکسیاں آگے پیچھے دوڑتی ہوئی تھوڑی دیر بعد ہوسٹن شہر میں داخل ہوئیں اور پھر ڈرائیور نے ہوسٹن کے جنرل ہسپتال کے کیاؤنڈ میں ٹیکسی موڑ دی۔ ایمر جنسی وارڈ کے سامنے ٹیکسی رکتے ہی عمران اور کیپٹن شکیل دونوں نے فاک کو ٹیکسی سے نیچے اتارا اور پھر اسے لیے ہوئے وارڈ کے اندر داخل ہو گئے۔ فاک کی حالت دیکھتے ہی وارڈ لوہائے اس کی طرف دوڑے اور پھر وہ فاک کو سٹرچر پر ڈال کر اندر لے گئے۔ عمران نے ٹیکسی ڈرائیور کا شکریہ ادا کیا اور ٹیکسی ڈرائیور سر ہلاتا ہوا واپس چلا گیا۔ جبکہ دوسرا ٹیکسی ڈرائیور وہیں موجود رہا۔

عمران نے اندر رہ کر بتایا کہ یہ شخص سڑک کے کنارے اسی حالت میں پڑا تھا کہ ہم اسے یہاں اٹھا لائے ہیں۔ اور اس کے بعد اس نے اپنا فرضی نام وپتہ رجسٹر راج کرایا اور کیپٹن شکیل کے ہمراہ باہر آ گیا۔ اس کا اندازہ تھا کہ ڈاکٹروں کی کوششوں کے باوجود فاک آدھے گھنٹے سے پہلے ہوش میں نہیں آئے گا۔ اس لیے وہ مطمئن تھا۔

بند کیا اور پھر اُسی پر سرسلطان کا پتہ لکھ کر پارسل باقی ایر پوسٹ کر دیا۔

پہنچ گیا۔ وہاں اُس نے فاک کا پتہ کیا تو اُسے بتایا گیا کہ اُسے ایک

فک کو لے آنے والا عمران ہی تھا۔ اس لیے عمران کو بغیر کسی حیل و حجت

والپس فاک کی اُسی جیب میں منتقل کر دیا۔ اس کے بعد وہ مظہر

روانہ ہو گیا۔ اس نے مادام ٹیلر اور چائی برڈ کا حاصل کردہ راز تو نہ صرف

لیکن اب اس کے ذہن میں مسئلہ ایکریمیا کی سپریم سیکرٹ ٹروس سے

مکمل حالت میں واپس اس کے ملک میں پہنچ جائے۔ ظاہر ہے اب

کے بعد عمران یہ کیسے برداشت کر سکتا تھا کہ اس کے ملک کا اتنا اہم

کیا تھا کہ وہ باقی آدھا فارمولا بھی حاصل کر کے ہی واپس چلے گا۔ لیکن اب

میں ہے۔ — ظاہر ہے ایسے فارمویں سیکرٹ سروس کے قبضے میں

نے کمزور افکار کے ذریعے آگے بڑھنے کا فیصلہ کیا تھا اور اس لیے وہ ساؤتھزوں

بڑھتی چلی گئی۔ — ٹیکسی کے جاتے ہی عمران ہسپتال سے نکلا اور پھر

ماں بکھر و قلم خریدی اور محروہ ایک کیفے کے ہاتھ میں گھس گیا۔ یہ ہاتھ کیفے

جانے کے لیے کیفے میں سے نہ گزرنا پڑتا تھا۔ ہاتھ میں جاتے ہی عمران

سے کھولنے کے بعد اس نے اس میں سے اصل فارمولے کی اصل فلم نکالی

کو دوبارہ اسی انداز میں بند کر دیا۔ اس کے بعد وہ ہاتھ سے باہر آگیا۔

کہ وہ فاک کے ٹیک آپ میں مینشن میں داخل ہوگا۔ لیکن اب اس

پیر ہی وصول کر لیا جائے۔ اس لیے اتنی لمبی پھوڑی پڑانگ کی ضرورت نہ

آفس پہنچا اور پھر اُس نے اصل فلم ایک مضبوط لفافے میں ڈال کر اس کے

کی گئی تھی کہ اس فلم کو سر داؤد کوڑے دیا جائے اور اُسے کہہ دیا جائے

کہ یہ ادھو سے فارمولا کی فلم ہے۔ سیچے اُس نے اپنا نام لکھ کر پکیٹ

جار ہا تھا تاکہ جب کمر افگر وہ نقلی فلم لے کر مینشن سے نکلے تو وہ اس کو ٹریپ کر سکے۔ تھوڑی دیر بعد اس کی ٹیکسی ساؤتھ زون پہنچ گئی اور پھر ٹیکسی ڈرائیور نے اس کے کہنے پر اُسے کیفے آلاک کے سامنے اتار دیا۔ وہ پہلے بھی کئی بار ساؤتھ زون میں آچکا تھا۔ اس لیے اُسے یہاں کے کیفوں، ہوٹلوں اور گلیوں کے بارے میں پوری طرح علم تھا۔

کیفے آلاک کا مالک رول جانسن اس کا دوست تھا۔ ایک بار اس نے اُسے غڑوں کے تشدد سے بچایا تھا اور تب سے وہ عمران کا بے حد معتقد بن گیا تھا۔ عمران جب بھی ساؤتھ زون آتا وہ رول جانسن سے ضرور ملتا تھا۔

کیفے آلاک میں داخل ہوتے ہی اُسے اپنے ساتھی ایک بڑی میز کے گرد اکٹھے نظر آ گئے اور عمران تیز تیز قدم اٹھاتا ان کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

چارٹرڈ طیارہ تاراک ایئر پورٹ پہنچتے ہی کمر افگر نے پارکنگ میں کھڑی ہوئی اپنی کار نکالی اور پھر مادام ٹیسلر اور مارٹن کو ہمراہ لیے وہ ساؤتھ زون کی طرف اڑتا چلا گیا۔ وہ جلد از جلد مادام کے مینشن پہنچ جانا چاہتا تھا۔ تاکہ وہاں سے فلم حاصل کرنے کے بعد وہ اُسے باس تک پہنچائے اور اس طرح اس کی ذمہ داری ختم ہو سکے۔

”فلم تو اب تک مینشن پہنچ چکی ہوگی۔“ کمر افگر نے ساؤتھ زون پہنچتے ہوئے کہا۔

”ہاں پہنچ تو جانی چاہیے۔ ہوٹل والوں نے کہا تھا کہ آٹھ بجے ڈیوڑھی ہو جائے گی اور آٹھ بجے ہی چکے ہیں۔“ مادام نے کلائی پر بندھی ہوئی کھڑی پر وقت دیکھتے ہوئے جواب دیا۔

اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ مینشن پہنچ گئے۔ کمر افگر کو ڈرائنگ روم میں بٹھانے کے بعد مادام ٹیسلر نے اپنے ملازم خاص کو بلایا۔ مارٹن بھی ساتھ ہی تھا۔

”یس مادام۔۔۔“ مسیح ملازم نے اندر داخل ہوتے ہوئے کہا۔ اس کا لہجہ بے حد مؤدبانہ تھا۔

”مغربی جرمنی سے ایک پیکٹ سپیشل مسجر روم سے یہاں پہنچا تھا وہ لے آؤ۔۔۔“ مادام نے انتہائی تحکمانہ لہجے میں کہا۔

”ابھی تک کوئی پیکٹ یہاں نہیں پہنچا۔“ مادام نے۔۔۔“ ملازم نے اُسی طرح مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

”اوہ یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ آٹھ بجے اس کی یہاں ڈلیوری تھی۔“ مادام نے بڑی طرح چونکتے ہوئے کہا۔

”یس مادام پیکٹ نہیں پہنچا۔۔۔“ ملازم نے جواب دیتے ہوئے کہا۔
”سیکورٹی انچارج سے پتہ کرو۔“ مادام نے انتہائی تحکمانہ لہجے میں کہا اور ملازم سر ہلاتا ہوا ڈرائنگ روم سے باہر نکل گیا۔ اور محوڑی دیر بعد وہ واپس آیا اور اس نے وہی جواب دیا کہ کوئی پیکٹ ابھی تک نہیں پہنچا۔

”ایسا نہ ہو کہ انٹرنیشنل ٹرین کسی وجہ سے لیٹ ہو گئی ہو۔“ مارٹن نے کہا۔
”نہیں وہ لیٹ نہیں ہو سکتی۔ ویسے تم فون کر کے پتہ کرو۔“ مادام نے کہا اور مارٹن نے میز پر پڑا ہوا فون اپنی طرف کھسکایا اور پھر انکوائری سے اس نے انٹرنیشنل ریلوے اسٹیشن کے نمبر معلوم کیے۔ نمبر معلوم کرنے کے بعد اس نے نمبر گھمائے۔

”انٹرنیشنل ریلوے اسٹیشن انکوائری بلینر۔۔۔“ رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے آواز سنائی دی۔

”مغربی جرمنی سے آنے والی انٹرنیشنل تاراک پہنچ گئی ہے۔“ مارٹن

نے پوچھا۔

”جی ہاں جناب پہنچ گئی ہے اور ٹھیک ساڑھے سات بجے اپنے صحیح وقت پر پہنچی ہے۔“ انکوائری سے جواب دیا گیا۔

”اور کے ٹھینک یو۔۔۔“ مارٹن نے جواب دیا اور رسیور رکھ دیا۔

اب مادام کا چہرہ رنگ بدلتے لگا۔ اب اسے خیال آ رہا تھا کہ اتنا اہم راز اس طرح کیوں غیروں کے ہاتھوں میں دے دیا۔ لیکن اُسے یہ خیال بھی نہ تھا کہ سپیشل مسجر کہاں گیا۔ ساڑھے سات بجے ٹرین پہنچنے کے بعد اُسے آدھے گھنٹے تک یہاں پہنچ جانا چاہیئے تھا۔۔۔“ کمر افکر نے تشریش بھرے لہجے میں کہا۔

”دیکھو کچھ دیر انتظار کر لیتے ہیں شاید کیسی وغیرہ خراب نہ ہو گئی ہو۔“ مارٹن نے کہا اور مادام نے بھی سر ہلا دیا۔

مادام چند لمحے خاموش بیٹھی رہی اور پھر اُس نے ٹیلیفون اپنی طرف کھسکایا اور مارٹن سے وہ ڈرافٹ نکالنے کے لیے کہا۔ مارٹن نے جیب سے وہ ڈرافٹ نکال کر مادام کے ہاتھ میں پکڑا دیا۔ مادام نے بینک کے نمبر گھمائے۔
”یس مینجر چارٹرڈ بینک۔۔۔“ دوسری طرف سے مینجر کی آواز سنائی دی اور مادام نے ڈرافٹ کے نمبر بتا کر اس کی کمیشن کارڈی کے بارے میں پوچھا۔

”ڈرافٹ درست ہے۔ ہم کمیشن کارڈی دیتے ہیں۔“ مینجر نے چند لمحوں کے بعد جواب دیا اور مادام نے شکریہ ادا کر کے رسیور رکھ دیا۔
”آپ خواہ مخواہ وہم کرتی ہیں۔“ مادام۔ سرکاری ڈرافٹ کبھی غلط نہیں ہو سکتے۔“ کمر افکر نے اس بار قد سے طنز پر لہجے میں کہا۔

”رقم کے معاملے میں وہم اچھا ہوتا ہے مگر کرافگر۔“ مادام نے سپاٹ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

اور پھر اس سے پہلے کہ کرافگر اس کی بات کا جواب دیتا۔ وہ ملازم اندر داخل ہوا۔ اس کے ہاتھ میں پیکٹ تھا۔

”پیکٹ آگیا۔“ مادام نے خوشی سے اچھلتے ہوئے کہا۔

”یس مادام ابھی سپیشل مسیجر دے کر گیا ہے۔“ ملازم نے پیکٹ مادام کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے۔“ مادام نے مسرت بھرے انداز میں پیکٹ لیتے ہوئے کہا اور ملازم واپس چلا گیا۔

”یہ لو پیکٹ۔ اس میں ادھوڑے فارمولے کی فلم ہے۔“ مادام نے پیکٹ کرافگر کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا اور کرافگر نے یوں پیکٹ مادام کے ہاتھوں سے چھپٹ لیا جیسے سچے ٹافی پر جھپٹتے ہیں اور پھر اس نے پیکٹ کو غور سے دیکھا اور مسکراتے ہوئے جیب میں رکھ لیا۔

”اچھا مادام مجھے اجازت دیجئے بہت بہت شکریہ۔ آپ نے واقعی حیرت انگیز کارنامہ سرانجام دیا ہے۔“ کرافگر نے اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

”ہائی برڈ کے لیے یہ معمولی مشن ثابت ہوا ہے۔“ مادام نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

”اوہ مادام گستاخی معاف۔ کیا یہ بہتر نہیں ہوگا کہ آپ اس فلم کو مجھے چیک کرا دیں۔ مجھے اچانک خیال آگیا ہے کہ باس نے مجھے اسے چیک کرنے کے لیے کہا تھا۔“ کرافگر نے جیب سے پیکٹ واپس

نکالتے ہوئے کہا۔

”اب تمہیں وہم ہو گیا ہے پہلے مجھے نصیحتیں کر رہے تھے۔ بہر حال ٹھیک ہے۔ اسے چیک ہونا چاہیے تاکہ بعد میں تم کوئی بہانہ بنا سکو۔“ مادام

نے کرافگر کے ہاتھ سے پیکٹ لیا اور پھر اسے پھاڑ کر اس میں سے فلم نکالی اس نے بڑی پیار بھری نظروں سے فلم کو دیکھا اور اس کے ساتھ ہی

اس نے مارٹن سے کہا کہ پروجیکٹر یہیں منگوا لو۔ مارٹن سر ہلاتا ہوا اٹھا اور ڈرائنگ روم سے باہر نکل گیا۔ مختصری دیر بعد وہ واپس آیا تو اس کے

پیچھے دو آدمیوں نے ایک جدید قسم کا پروجیکٹر اٹھایا ہوا تھا۔ انھوں نے بڑی چھرتی سے پروجیکٹر سیٹ کیا۔ فلم کو اس پر چڑھا دیا اور پھر تمام

بتیاں بند کر دیں۔ انھوں نے سامنے کی دیوار کو سکرین کے طور پر استعمال کیا تھا۔ اور پھر انھوں نے پروجیکٹر کا بٹن آن کر دیا۔ سر کی تیز آواز سے

پروجیکٹر چل پڑا اور سامنے والی دیوار کا ایک حصہ کسی سکرین کی طرح روشن ہو گیا۔ فلم چلنے کی آواز سنائی دی۔ لیکن سکرین پر کوئی تصویر یا

الفاظ نہ ابھرے۔ فلم چلتی رہی سکرین پونہی خالی رہی۔ چند لمحوں بعد ٹھٹھ کی آواز سے پروجیکٹر بند ہو گیا۔ اس کا مطلب ہے کہ فلم ختم ہو چکی ہے۔

اور اس کے ساتھ بتیاں جل اٹھیں۔ مگر مادام اور مارٹن کے چہرے زرد پڑ چکے تھے اور کرافگر کے چہرے پر شدید غصے کے تاثرات نمایاں تھے۔

”یہ کیا دھوکہ ہے۔ یہ آپ ڈیڑھ کروڑ ڈالر میں یہی خالی فلم ہمیں دے رہی تھیں۔ اس کو آپ معمولی مشن کہہ رہی تھیں۔“ کرافگر کے لہجے میں بے پناہ تلخی تھی۔

”شرٹ آپ تمہیں گستاخی کرنے کی جرأت کیسے ہوئی۔“ مادام نے

غصے سے چیختے ہوئے کہا پھر وہ مارٹن پر چڑھ دوڑی۔

”مارٹن یہ کیا ہے۔ یہ کیا بجوا کس ہے۔ کہاں ہے وہ اوصو را فار مولا۔“
 مادام کا چہرہ غصے کی شدت سے سیاہ پڑ گیا تھا۔ آنکھوں میں وحشت تھی۔
 ”مم۔ میں کیا کہہ سکتا ہوں مادام جو فلم میں نے آپ کو دی تھی وہ تو اصل
 تھی۔“ مارٹن کے لہجے میں شدید حیرت تھی البتہ اس کا رنگ یکلخت
 پھیکا پڑ گیا تھا۔

”تو یہ مارٹن صاحب ہی ہائی برڈ ہیں۔ اب سمجھا۔“ کرافکر نے سر
 ہلاتے ہوئے کہا۔ مادام ایک جھٹکے سے کرافکر کی طرف بڑھی اور دوسرے
 لمحے اس نے پروجیکٹر بردار افراد کو باہر جانے کا اشارہ کیا۔ اور وہ دونوں
 افراد پروجیکٹر اٹھائے تیزی سے باہر نکلے چلے گئے۔ ان کے باہر
 جانے ہی مادام نے زور سے مالی بجائی دوسرے لمحے ایک مسلح نوجوان اندر
 داخل ہوا۔

”یس مادام۔“ نوجوان نے اندر داخل ہوتے ہوئے کہا۔
 ”اس کرافکر کو گولی مار دو۔ اس نے ہماری شان میں گستاخی کرنے کی
 جرأت کی ہے۔“ مادام نے غصے سے چیختے ہوئے کہا۔ اور نوجوان
 نے انتہائی پھرتی سے کاٹھیر سے ٹشکی ہوتی مشین گن اتارنے کی کوشش
 کی مگر اسنی لمحے کرافکر اچھل کر کھڑا ہو گیا۔

”رک جاؤ رک جاؤ۔“ مادام میں معافی چاہتا ہوں۔“ کرافکر کے
 لہجے میں شدید عاجزی تھی اور مادام نے ہاتھ اٹھا کر مشین گن بردار کو
 روک دیا۔

تم سے دو غلطیاں ہوئی ہیں اور دونوں ناقابل معافی ہیں۔ ایک تو تم نے

ہماری شان میں گستاخی کی ہے اور دوسری یہ کہ ہائی برڈ کے ایک ادنیٰ
 ملازم کو ہائی برڈ کہہ دیا ہے۔ اس لیے تمہاری کم سے کم سزا موت ہو سکتی
 ہے۔“ مادام کے لہجے میں تیز غراہٹ تھی۔

”میں معافی چاہتا ہوں مادام دراصل حالات ہی ایسے ہو گئے تھے کہ
 میرا دماغ ماؤف ہو گیا تھا۔ میں آئندہ خیال رکھوں گا۔“ کرافکر نے
 عاجزانہ لہجے میں کہا۔

”ہوں واقعی حالات ایسے ہو گئے ہیں۔ ٹھیک ہے تمہیں آخری بار معافی
 دی جا رہی ہے۔“ مادام نے دانتوں سے ہونٹ کٹتے ہوئے کہا۔
 اور اس نے ہاتھ کے اشارے سے مسلح نوجوان کو واپس جانے کے لیے
 کہا اور نوجوان تیز قدم اٹھا کر اسے باہر نکلتا چلا گیا۔

”مگر وہ اصل فلم کہاں گئی۔“ مادام نے چنر لمحے خاموش رہنے کے
 بعد کہا۔ اس کی بات کا کسی نے نہ جواب دیا۔ مارٹن بھی خاموش بیٹھا تھا۔
 ”بولو تو تم بولتے کیوں نہیں ہو۔ کیا ہائی برڈ نے تمہیں یہی فلم دی تھی۔
 خالی۔“ مادام نے چیختے ہوئے مارٹن سے مخاطب ہو کر کہا۔ ظاہر
 ہے اب کرافکر کا شک مٹانے کی وجہ سے وہ اسے ہائی برڈ کا ملازم ظاہر
 کر رہی تھی۔

”میں نے خود چیک کیا تھا مادام۔ فلم صحیح تھی۔“ مارٹن نے دھیمے
 لہجے میں جواب دیا۔

”تو پھر وہ فلم کہاں گئی۔“ اور یہ خالی فلم کہاں سے آگئی۔ جب کہ
 پکیٹ بھی بند تھا۔ اور وہی تھا جو بھیجا گیا تھا۔“ مادام نے غصے سے
 پیر پچختے ہوئے کہا۔ اور پھر اس سے پہلے کہ مارٹن اس کی بات کا جواب

دیتا۔ اچانک میز پر پڑے ہوئے ٹیلیفون کی گھنٹی بج اٹھی۔

”یس۔۔۔“ مادام نے رسیور اٹھا کر چیخے ہوئے کہا۔

”مادام ایک صاحب پرس آف ڈھمپ آپ سے فوری بات کرنے کے خواہشمند ہیں۔“ دوسری طرف سے میٹشن کے ایکس چینج میں بیٹھے ہوئے آپریٹر کی مودیانہ آواز سنائی دی۔

”پرنس آف ڈھمپ اوہ ملاؤ۔۔۔“ مادام نے حیرت سے اچھلتے ہوئے کہا۔ ”سے پرس آف ڈھمپ کا نام سنتے ہی یوں لگا تھا جیسے سر پر ہم پھٹ پڑا ہو۔“

”پرنس آف ڈھمپ وہ کہاں سے آن پڑکا۔۔۔“ مارٹن نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اس کے لہجے میں بھی شدید حیرت تھی۔

”پرنس آف ڈھمپ یعنی علی عمران۔ پاکیشیا کا شیطان۔ اوہ۔۔۔“ کرافٹر اچھل پڑا کیونکہ وہ پرس آف ڈھمپ کے نام سے اچھی طرح واقف تھا۔
”مادام ٹیبلر میں آپ کا خادم پرس آف ڈھمپ یوں رہا ہوں سنائیے۔ کیا حال ہیں آپ کے۔ اس وقت آپ بوڑھی ہیں یا جوان۔۔۔“ دوسری طرف سے عمران کی چہکتی ہوئی آواز سنائی دی۔

”سنٹ آپ میں کسی پرس آف ڈھمپ کو نہیں جانتی۔ کون ہو تم۔“ مادام نے مصنوعی غصے سے کہا۔

”اے اے آپ کی یادداشت بے حد کمزور ہے۔ ایسا کریں بادام کی سات گریاں صبح نہار منہ کھایا کریں۔ میرے دادا جان کھایا کرتے تھے۔ ان کی یادداشت مرنے کے بعد بھی ٹھیک رہی تھی۔ انہیں مرنے کے بعد بھی ساری باتیں از بر یاد تھیں۔ یہ اور بات ہے کہ وہ بیچلے ہیں تبانہ سکتے تھے۔“

عمران نے کہا۔

”کیا بکواس ہے کون ہو تم۔۔۔“ مادام نے غصے سے چیخے ہوئے کہا۔
”اگر آپ نے اس نسخے پر عمل نہ کیا تو پھر یہی ہوگا کہ آپ کے ذہن کی قلم سے سب کچھ ایسے ہی صاف ہو جائے گا۔ جیسے ادھورا فارمولا غائب ہو گیا ہے۔“ عمران نے بڑے ناصحانہ انداز میں جواب دیتے ہوئے کہا۔
”ادھورا فارمولا۔ کیا مطلب۔۔۔“ مادام نے چونکتے ہوئے کہا۔ البتہ اس کا چہرہ بتا رہا تھا کہ وہ اصل کہانی سمجھ گئی ہیں۔

”مطلب تو آپ کا باڈی کارڈ سمجھائے گا۔ مگر فی الحال آپ کو انتظار کرنا پڑے گا۔ وہ ذرا تفریح کرنے اگلی دنیا میں گیا ہوا ہے۔“ عمران نے جواب دیا۔

”اوہ سوازو مر گیا ہے۔ یہ کیا کہہ رہے ہو۔۔۔“ مادام یوں چیخی جیسے اس کے بیروں تلے ہم پھٹ پڑا ہو۔

”ہاں بیچارہ سوازو۔ مجھے اس کی جواں مرگ پر افسوس ہے۔ ویسے آپ کو خوش ہونا چاہیے کہ گلشن کا لونی میں موجود آپ کے ساتھی ٹریگا سمیت گولیوں سے مرے ہیں جبکہ سوازو لڑ کر مر رہا ہے۔ مجھے کہنے لگا کہ میری حسرت ہے کہ میں جو اتنا سے مقابلہ کروں۔ چنانچہ میں نے اس کی ٹانگیں ٹھیک کر دیں اور جو اتنا کو بل کر اس کی حسرت پوری کر دی۔ اب مجھے کیا معلوم تھا کہ بیچلے کے دونوں گھٹنے ٹوٹ جائیں گے۔ ریڑھ کی ہڈی شکستہ ہو جائے گی اور گردن ٹوٹ کر پشت پر جا لگے گی۔ پچھ چھ بے چارے۔“ عمران نے باقاعدہ تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”میں تم سے انتقام لوں گی۔ بھینا تک انتقام یہ میرا فیصلہ ہے۔“ مادام کے لہجے میں بھوکے بھیڑیے جیسی غراہٹ تھی۔

”اوہ مجھ سے غلطی ہوئی۔ میں نے سوچا آپ کو اطلاع کر دوں تاکہ آپ اس کی روح کی تسکین کے لیے کچھ کریں مگر آپ تو اٹا مجھ سے ناراض ہو رہی ہیں۔ اب تو میں آپ کو یہ بتانا مناسب نہیں سمجھتا کہ آپ کا ساتھ ہی ہائی برڈ سربراہ بن کر سردار اود کی لیبارٹری سے جو فارمولا ادھورا لے اڑا تھا وہ واپس پہنچ گیا ہے۔ ظاہر ہے آپ ناراض ہو جائیں گی۔ اور آپ کی ناراضگی تو مجھ سے برداشت نہیں ہو سکتی۔ اس لیے میں آپ کو یہ بات نہیں بتاؤں گا۔

عمران نے جواب دیا۔

”کیسے پہنچ گیا یہ ناممکن ہے۔“ مادام نے کہا۔

”مادام دنیا میں کوئی چیز ناممکن نہیں ہے۔ میں نے آپ کو سواڑ کے متعلق بتانے کے لیے ہوٹل ناشس میں فون کیا۔ تو وہاں سے پتہ چلا کہ آپ اپنے مینشن کے لیے کوچ کر گئی ہیں۔ اور پھر مجھے وہاں سے یہ بھی پتہ چل گیا کہ آپ نے وہ فارمولا پیشل میسنجر مروس کے ذریعے پہلے ہی بھیج دیا ہے۔ چنانچہ جیسے ہی وہ پیشل میسنجر انٹرنیشنل ٹرین سے اترنا۔ اس سے درخواست کی گئی کہ سارا مال ہمیں دے دے۔ وہ نہ مانا چنانچہ اُسے آدھے گھنٹے کے لیے ہسپتال پہنچا دیا گیا اور وہ بچا رہا۔ اب اُسے کیا معلوم کہ پیکٹ کے اندر سے فلم بدل گئی ہے۔ اب آپ سوچیے ہم کتنے قیمتی ہیں کہ ہمارے ملک میں پیشل میسنجر کی جدید سہولت ہی نہیں ہے۔ بہر حال میں نے آپ کو فون اس لیے کیا ہے کہ آپ بے چارے ہائی برڈ پر ناراض نہ ہوتی رہیں۔“ عمران نے کہا۔

”تم اس وقت کہاں سے بول رہے ہو۔“ مادام نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد کہا۔

”ظاہر ہے پاکیشیا کے سوا اور کہاں سے بول سکتا ہوں۔ غریب آدمی ہوں۔ اتنے پیسے بھی نہیں ہیں کہ بیرونی سفر کر سکوں اور جا بر علی جیسے انکوائری آپریٹر کو انعام دے کر چھپ کر جہاز پر چڑھ سکوں۔“ عمران نے بڑے معصوم سے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اوہ اس کا مطلب ہے تم واقعی شیطان کی نسل سے ہو۔ تم سب کچھ جانتے ہو۔ مگر پیشل میسنجر سے فلم کس نے حاصل کی تھی۔“ مادام نے کہا۔

”ہمارے کچھ دوست ہیں جو بچا رہے آڑے وقتوں میں کام آجاتے ہیں۔ اچھا اب کب آرہی ہیں۔ یقین کیجئے یہ سب کچھ میں نے اس لیے کیا ہے کہ آپ سے دوبارہ ملنے کو بڑا جی چاہتا تھا۔ لیکن آپ چھپ کر چلی گئیں۔ اور میں عاشق نامراد کی طرح آہیں بھرتا رہ گیا۔“ عمران نے ٹھٹھکے عاشقوں کے سے لہجے میں کہا۔

”مشٹ آپ میں اب تم سے انتقام لوں گی ایسا انتقام کہ تمہاری آبادی اجداد کی روحیں بھی قبروں میں بلبلا اٹھیں۔“ مادام نے غصے سے چیخے ہوئے کہا اور پھر ریور پوری قوت سے کمریڈل پر چھینک مارا۔

”میں شرمندہ ہوں کہ انگریز میری بھڑی سی حماقت کی وجہ سے وہ فارمولا ہمارے ہاتھوں سے نکل گیا۔ میں ہائی برڈ کو دوبارہ بلاتی ہوں۔ اس بار میں فارمولا کے ساتھ اس پرنس کا سر بھی تمہارے حوالے کر دوں گی۔“ مادام نے کراہت سے مخاطب ہو کر کہا۔

نے ہی سکوت توڑا۔

”واقعی سپیشل مسیجر والی زبردست حماقت ہوئی۔“ مادام کہے لہجے میں بے پناہ افسوس تھا۔

”میں نے تو آپ سے کہا تھا مادام کہ سیدھے مینشن چلے چلیں۔ آپ نے لالچ کیا۔ اور اب انجام سلنے آگیا۔“ مارٹن نے پہلی بار قد سے تلخ لہجے میں کہا۔

”یہ بات میری سمجھ میں نہیں آتی کہ آخر عمران کو سب کچھ معلوم کیسے ہو گیا۔ اُسے اس جابر علی کا بھی پتہ تھا اور گلشن کا لونی کی کوٹھی۔ سوازو، ٹریکا وغیرہ کے بارے میں سب کچھ۔ اور پھر ہوٹل اور مینشن کا فون نمبر۔ آخر اس قدر معلومات اُسے کیسے مل گئیں۔“ مادام نے کہا۔

”میں بتاتا ہوں مادام۔ میں ساری بات سمجھ گیا ہوں۔ سرراشد کو ہم نے زندہ چھوڑ دیا تھا۔ اس طرح انھیں ادھوڑے فارمولے کے بارے میں پتہ چلا ہو گا کہ سرراشد کی لیبارٹری میں جانے والا اصل سرراشد نہ تھا۔ اس طرح انھیں ادھوڑے فارمولے کے بارے میں پتہ چلا ہو گا کیونکہ میں نے وہاں صرف وہی فائل دیکھی تھی اور پھر انھوں نے ہوائی اڈے چیک کیے ہوں گے۔

وہاں سے انھیں جابر علی کا پتہ چلا ہو گا کہ اس نے دو مسافروں کو چھپ کر جہاز پر چڑھایا ہے پھر انھوں نے وہ ٹیکسی ڈھونڈ کر لی ہو گی جس پر ہم سوار ہو کر آئے تھے یا پھر کسی طرح انھیں گلشن کا لونی میں واقع کوٹھی میں سوازو کا پتہ چلا ہو گا۔ چنانچہ وہ کوٹھی میں گھسے ہوں گے اور انھوں نے باقی ساتھیوں کو قتل کر کے سوازو پر تشدد کیا ہو گا۔ آپ نے سوازو کو تمام تفصیل بتا دی تھی۔ چنانچہ سوازو سے انھیں ساری بات کا علم ہو گیا ہو گا۔ انھوں نے

”مادام میں کیا کہہ سکتا ہوں۔ لیکن ایک مشورہ دوں گا کہ اب آپ تمام کام انتہائی ہوشیاری سے کریں۔ کیونکہ پرنس آف ڈھمپ دنیا کا خطرناک ترین آدمی ہے۔“ کمر افگر نے مجھے مجھے لہجے میں کہا۔

”میں دیکھ لوں گی اُسے۔ یہ تو تم یہ ڈرافٹ واپس لے جاؤ اور اپنے پاس کوڑے دینا۔ اب یہ میری ذاتی انا کا مسئلہ ہے۔ تم اپنے پاس سے کہنا کہ میں فارمولا بھی اُسے لاکر دوں گی اور اس کے ایک کروڑ ڈالر بھی واپس کر دوں گی۔“ مادام نے پرس سے ڈرافٹ نکال کر کمر افگر کے حوالے کرتے ہوئے کہا۔

”بہتر مادام۔“ کمر افگر نے ڈرافٹ پکڑتے ہوئے کہا اور کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔ مادام نے اس کے اٹھتے ہی تالی بجائی۔ اور وہی مسلح نوجوان اندر داخل ہوا۔

”مسٹر کمر افگر کو باہر چھوڑ آؤ۔“ مادام نے نوجوان کو مخاطب ہو کر کہا۔

”آئیے جناب۔“ نوجوان نے مؤدبانہ لہجے میں کمر افگر سے مخاطب ہو کر کہا۔

پھر میں باس کو کیا کہوں کہ کب تک فارمولا مل جائے گا۔“ کمر افگر نے چلتے ہوئے رک کر پوچھا۔

”مبدل مل جائے گا۔ اب مجھے کوئی ٹھوس منصوبہ بندی کرنی پڑے گی۔ بہر حال یہ میرا وعدہ ہے کہ فارمولا آپ کو مل جائے گا۔“ مادام نے جواب دیا اور کمر افگر سر ہلاتا ہوا اس نوجوان کے پیچھے چلتا ہوا کمرے سے باہر نکلتا چلا گیا۔

کمر افگر کے جانے کے بعد چند لمحوں تک خاموشی طاری رہی۔ پھر مادام

ہوٹل تاش سنے پتہ کیا اور پھر وہاں سے انھیں سپیشل میسجر سروس سے بھیجے جانے والے پکیٹ کا پتہ چلا اور اس طرح انھوں نے بڑی آسانی سے وہ فلم واپس حاصل کر لی۔ "مارٹن نے اندازہ لگاتے ہوئے کہا۔ وہ چونکہ بے حد ذہین آدمی تھا۔ اس لیے اس کا اندازہ بھی درحقیقت بالکل درست تھا۔

"میں یہ قطعاً تسلیم نہیں کر سکتی کہ سوازو نے تشدد کے سامنے زبان کھول دی ہوگی۔" مادام نے پر زور لہجے میں کہا۔

"مادام زبان کھولنے کے کئی ایسے طریقے ہیں جن میں تشدد کا دور دور تک پتہ نہیں ہوتا۔ ایسے نفسیاتی طریقے استعمال کیے جاتے ہیں کہ آدمی خود بخود طوطے کی طرح بولنے لگ جاتا ہے۔ یہ حال یہ طے ہے کہ سوازو نے زبان کھولی ہے۔ تبھی انھیں ہوٹل تاش اور مینشن کا پتہ چلا ہے۔" مارٹن نے تلخ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اچھا چھوڑو مارٹن اب بتاؤ کیا پروگرام ہے۔" مادام نے اکھڑے ہوئے لہجے میں کہا۔

"پروگرام۔ اب تو کوئی نیا ہی پروگرام سوچنا پڑے گا۔ کیونکہ ہو سکتا ہے اب وہ ادھورا فارمولا سر دائف کی لیبارٹری سے ہٹا لیا گیا ہو۔ اب تو ایک ہی صورت ہے کہ ہم اس عمران کو پکڑیں اور اس سے ہی سب کچھ اگلوایں۔ چاہے جس طرح بھی اگلوانا پڑے۔" مارٹن نے کہا۔

"ہاں واقعی اس کے سوا اور کوئی صورت نظر نہیں آتی۔ بھٹیک ہے میرے خیال میں ہمیں فوراً چلنا چاہیے۔" مادام نے کہا۔

"نہیں مادام ہمیں کم از کم ایک ہفتہ خاموش رہنا ہوگا۔ عمران نے یقیناً

تمام ایئر پورٹس اور داخلے کے راستوں پر نگرانی کر رکھی ہوگی۔ ہم کسی بھی میک آپ میں وہاں جائیں گے فوراً دھریلے جائیں گے۔ اس لیے ہمیں خاموش رہنا ہوگا تاکہ وہ ڈھیلے پڑ جائیں اور اس کے علاوہ ہمیں پاکیشیا میں داخلے کے لیے کوئی نیا منصوبہ سوچنا ہوگا کوئی ایسا منصوبہ جو ان کے ذہن میں بھی نہ آسکے۔" مارٹن نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"تمہاری بات درست ہے۔ بس تم ہی سوچو۔ میرا تو دماغ ماؤف ہو رہا ہے۔" مادام نے سر پکڑتے ہوئے کہا۔

"میں سوچ لوں گا۔ آپ ایسا کریں کہ اب اگر اس عمران کا فون آئے تو اسے کہہ دیں کہ ہم نے اس مشن سے ہاتھ اٹھا لیا ہے اور اس پر یہ ظاہر کر دینا جیسے یہ مشن ہمارے لیے ناممکن تھا۔ اس لیے ہم پیچھے ہٹ گئے ہیں۔ تاکہ وہ پوری طرح مطمئن ہو جائے۔" مارٹن نے جواب دیا۔

"کاش کسی طرح عمران اس مینشن میں آجائے تو پھر میں دیکھوں گی کہ وہ کتنے پانی میں ہے۔" مادام نے اٹھتے ہوئے کہا اور پھر وہ مارٹن کو وہیں چھوڑتی تیز قدم اٹھاتی مکے سے باہر نکلتی چلی گئی۔

”اب کیا حکم ہے عمران صاحب۔“ کیٹن شکیل نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”جوزف یہیں کار میں رہے گا۔ اگر کوئی کوٹھی سے نکلے تو وہ اس کا تعاقب کرے گا۔ تم دونوں کوٹھی کی پشت پر چلے جاؤ اور میں اندر جاتا ہوں ضرورت پڑی تو وایح ٹرانسمیٹر پر تمہیں کال کر لوں گا۔“ عمران نے کہا اور کیٹن شکیل اور تنویر نے سر ہلا دیا۔ اور پھر دونوں تیزی سے قدم اٹھاتے ہوئے سڑک پار کر کے کوٹھی سے ملحقہ سائڈ روڈ پر بڑھتے چلے گئے۔

عمران واپس کار میں بیٹھ گیا اور اس نے کار کی پچھلی نشست کے نیچے ہاتھ ڈال کر ایک چمٹا سا باکس نکالا اور باکس کھول کر اس نے چہرے پر میک اپ کرنا شروع کر دیا۔ کار کے شیشے چونکہ اس انداز کے تھے کہ ان میں سے اندر سے تو دیکھا جاسکتا تھا جبکہ باہر سے کچھ نظر نہ آتا تھا۔ اس لیے عمران بڑے اطمینان سے میک اپ میں مصروف تھا۔

”باس کیا میں آپ کے ساتھ نہ چلوں۔“ جوزف نے کچھ لمحوں کی خاموشی کے بعد کہا۔

”تمہیں ساتھ لے جانے سے تو بہتر ہے کہ میں اخبار میں اشتہار دے کر اندر جاؤں۔ تم تو چلتے پھرتے سائن بورڈ ہو اور پھر یہ کراؤنگریڈ میں سپر سٹروس کارکن ہے اور یہ سیکرٹ سروس کئی بار پاکیشیا میں کام کر چکی ہے۔“ عمران نے میک اپ کر تے ہوئے جواب دیا۔

اور جوزف نے یوں سر ہلا دیا جیسے بات سمجھ میں آگئی ہو۔

”لیکن باس کیا میرا میک اپ نہیں ہو سکتا۔“ چند لمحوں بعد جوزف نے کہا۔

حکمران کی کار جیسے ہی پہاڑی سے نیچے اتر کر مین روڈ پر آئی۔ ایک طرف کھڑی ہوئی سرخ رنگ کی بڑی سی کار اس کے پیچھے چل پڑی۔ اور اس کار کے چلتے ہی اس سے کافی دور فاصلے کھڑی جیپ بھی حرکت میں آگئی۔ اور پھر وہ دونوں سمجھی کراؤنگریڈ کی کار سے آگے ہو جاتیں کبھی پیچھے۔ کراؤنگریڈ بڑے اطمینان سے کار چلاتا ہوا آگے بڑھتا چلا جا رہا تھا۔ چونکہ سڑک پر فاصلہ ریش تھا۔ اس لیے کراؤنگریڈ کو اپنے تعاقب کا ذرا برابر بھی احساس نہ ہو سکا اور پھر تاراک پہنچنے تک یہ تعاقب اسی طرح جاری رہا۔ تاراک پہنچتے ہی کراؤنگریڈ ایک رہائشی کالونی میں گھستا چلا گیا اور تھوڑی دیر بعد وہ ایک چھوٹی سی کوٹھی کے پھاٹک پر رک گیا۔ جیپ اور کار آگے بڑھتی چلی گئیں۔ کافی آگے جا کر وہ دونوں ایک طرف رکنگ گئیں اور پھر جیپ میں سے کیٹن شکیل اور تنویر اتر کر کار کی طرف آئے۔ کار میں عمران اور جوزف سوار تھے۔ کار رکتے ہی وہ دونوں بھی باہر آگئے تھے۔

پھاٹک پر پہنچ کر اس نے بڑے مطمئن انداز میں ہاتھ اٹھایا اور کال بیل کاٹن دیا دیا۔ پھاٹک کے ساتھ کسی پروفیسر جان پال کی نیم پلیٹ لگی ہوئی تھی اور عمران پلیٹ دیکھتے ہی سمجھ گیا کہ کراٹھ جی جان پال کے نام سے اس کو کھٹی میں رہتا ہے۔

”کون ہے۔۔۔“ کال بیل کاٹن دباتے ہی قریبی ستون میں بنے ہوئے خانے میں ایک آواز ابھری۔

”مجھے پروفیسر سے ملنا ہے۔ میرا نام کھتری ہے۔۔۔“ عمران نے بڑے مطمئن انداز میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”کھتری یہ کیسا نام ہوا۔۔۔ اور تم پروفیسر سے کیوں ملنا چاہتے ہو۔۔۔“ دوسری طرف سے حیرت بھیرے لہجے میں پوچھا گیا۔

”کھتری کا مطلب ہے عقلمند آدمی۔ یہ بین الاقوامی زبان کا لفظ ہے اور جہاں تک پروفیسر سے ملنے کا تعلق ہے میں نے ان سے ٹیوشن پڑھنی ہے۔“ عمران نے جواب دیا۔

”ٹیوشن پڑھنی ہے۔ تھاک جاؤ۔ پروفیسر صاحب فارغ نہیں ہیں۔“ اندر سے غصیلے لہجے میں کہا گیا۔

”اچھا میں انتظار کر لیتا ہوں۔ جب فارغ ہو جائیں تو پھر میں مل لوں گا۔ مگر انھیں کہہ دیں کہ ذرا جلدی فارغ ہو جائیں۔“ عمران نے بڑے لاپرواہ سے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”آخر تم چاہتے کیا ہو۔۔۔“ اندر سے خنجلائے ہوئے لہجے میں پوچھا گیا۔

”کہا تو ہے ٹیوشن پڑھنی ہے۔ ایک مضمون ہے۔ کراٹھ جی۔ میں نے سنا ہے پروفیسر اس میں پی۔ ایچ۔ ڈی کر رہے ہیں۔ بس اسی مضمون کی ٹیوشن

”ہو سکتا ہے۔ کہو تو تمہیں حینہ عالم بنا کر ساتھ لے چلوں مگر پھر باکسنگ کی بجائے آنکھوں کے تیر چلانے پڑیں گے۔ اور جوزف کی جگہ تمہارا نام جوزف یا جوزفین ہو گا۔۔۔“ عمران نے جواب دیا۔

”اوہ باس فارگ اڈ سیک خاموش ہو جاؤ۔ میں اور عورت میں پہلے خودکشی کروں گا پھر عورت بن سکتا ہوں۔“ جوزف نے باقاعدہ کانوں کو ہاتھ لگاتے ہوئے کہا۔

”چلو تم ملنے تو سہی۔ جلدی کرو خودکشی کرو۔ تاکہ میں تمہارا میک آپ شروع کر دوں۔ آھا۔ آھا۔ اتنی موٹی۔ قوی ہیکل عورت چوبیس بوتلیں شراب چڑھا جاتی ہے۔ بڑے بڑے رسم تم پر عاشق ہو جائیں گے۔“ عمران نے کہا۔

”باس خاموش ہو جاؤ۔ بس میں اس سے زیادہ برداشت نہیں کر سکتا ورنہ میں کار سے اتر جاؤں گا۔“ جوزف نے کہا۔

”اے اے تم نے ابھی سے عورتوں کی طرح روٹھنا شروع کر دیا۔ اسے ابھی تو تم عورت بنے نہیں ہو اور تمہارا یہ حال ہے۔ پھر تو تمہیں منانے کے لیے دس بارہ کریٹ شراب کی بوتلیں لانا پڑیں گے۔ تاہم یہ سودا مہنگا ہے۔ میں ویسے بھی غریب آدمی ہوں۔ عمران نے جلدی سے کہا اور پھر اس نے چہرے پر فٹنگ ٹیچ لگاتے ہوئے ڈبلے کو واپس سیٹ کے نیچے دھکیلا اور دوسرے لمحے دروازہ کھول کر نیچے اتر گیا۔ اب وہ ایک نوجوان ایکریمین نظر آ رہا تھا۔ لا ابالی سا۔ لاپرواہ سا شخص اور پھر کار سے اترنے ہی وہ یز تیز قدم بڑھاتا کراٹھ کی کوٹھی کے پھاٹک کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

پڑھتی ہے۔۔۔۔۔“ عمران نے جواب دیا۔

”اوہ اچھا ٹھیک ہے میں پھاٹک کھولتا ہوں تم سیدھے پورچ میں آ جاؤ۔ دائیں ہاتھ پر ڈرائنگ روم ہے۔ وہاں بیٹھ جانا۔ پروفیسر فانس ہو کر تم سے مل لیں گے۔“ اندر سے چونکے ہوئے لہجے میں کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی پھاٹک خود بخود کھلتا چلا گیا۔ پھاٹک کھلتے ہی عمران بڑے مطمئن انداز میں اندر داخل ہوا۔ اندر پورچ میں وہی کار موجود تھی جس میں ابھی ابھی کرا فنگر آیا تھا۔ عمران بڑے اطمینان سے چلتا ہوا بتاؤ تم میں پہنچا اور پھر دائیں طرف کے کمرے میں ہدایت کے مطابق پہنچ گیا۔ یہ کمرہ واقعی ڈرائنگ روم کے انداز میں سجایا ہوا تھا۔ عمران اندر جا کر بڑے مطمئن انداز میں ایک صوفے پر بیٹھ گیا۔

چند لمحوں کے بعد کرا فنگر اندر داخل ہوا۔ اس کے چہرے پر الجھن کے تاثرات نمایاں تھے۔

”میرا نام پروفیسر جان پال ہے۔“ کرا فنگر نے اندر داخل ہوتے ہوئے کہا اور پھر وہ عمران سے ذرا فاصلے پر رکھے ہوئے صوفے کے ایک کونے میں بیٹھ گیا۔

”اچھا تو آپ ہیں پروفیسر۔ آپ نو جوان آدمی ہیں میں نے تو سمجھا تھا کہ آپ بوڑھے کھوسٹ قسم کے آدمی ہوں گے۔ ایک عدد جوان اور خوبصورت طرح دار لڑکی کے والد۔ مگر آپ تو خود بھی ابھی تازہ تازہ بالغ دکھائی دیتے ہیں۔“ عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

کرا فنگر خندے ہوئے بھینچے اسے دیکھتا رہا پھر اس نے انتہائی پھرتی سے جیب سے ریو اور نکال لیا۔ اس کے چہرے کے نقوش یکسو

کمرخت ہوتے چلے گئے۔

”شرافت سے بتا دو کہ تم کون ہو۔ اور یہاں کیوں آئے ہو ورنہ۔۔۔۔۔“ کرا فنگر نے انتہائی سخت لہجے میں کہا۔

”ورنہ تم یہ پٹافوں سے بھرا ہوا پستول چلا دو گے۔ یہی کہنا چاہتے ہو نا۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

”بتاؤ تم کون ہو۔“ کرا فنگر نے اس بار غرلے ہوئے کہا۔

”سنو کرا فنگر میرا نام شانی لاک ہے۔ بسپیش ملٹری سیکرٹ سروس کا شانی لاک سمجھے۔ ہمیں اطلاع ملی ہے کہ تم ایک بین الاقوامی مجرمہ مادام ٹیلر سے ملتے جلتے رہے ہو۔“ اور تم اب بھی اسی کے مینشن سے واپس آ رہے ہو اور تم اپنے چارٹرڈ طیلے میں انھیں کہیں باہر سے لے کر نارا ک آئے ہو۔ اس پر ہمیں تشویش ہوئی ہے۔ سپر سیکرٹ کا ایک اہم رکن اس طرح بین الاقوامی مجرموں سے ربط و ضبط ہمارے ملک کے لیے خطرناک

ہی ہو سکتا ہے اور دوسری بات یہ کہ تمہاری یہ رہائش گاہ اس وقت ملٹری سیکرٹ سروس کے گھیرے میں ہے۔ اس لیے یہ کھلو تا داپس اپنی جیب میں رکھ لو اور میری بات کا جواب دو۔ ہمیں مطمئن کر دو ورنہ تم جلتے ہو کہ ہماری تشویش کا کیا نتیجہ نکل سکتا ہے۔“ عمران نے یکسو

سجیدہ لہجے میں کہا۔ اس کے چہرے پر چٹانوں کی سی سنجیدگی ابھر آئی تھی۔

”ادہ تو یہ بات ہے۔ لیکن اگر تم سب کچھ جانتے ہو تو پھر تمہیں ہمارے پاس سے بات کرنی چاہیے تھی۔ وہ تمہیں خود ہی تمام تفصیل بتا دیتے۔“

کرا فنگر نے طویل سانس لیتے ہوئے کہا اور ساتھ ہی اس نے ریو اور بھی جیب میں رکھ لیا۔

”ہمارا طریقہ کار اپنا ہے۔ ہو سکتا ہے کہ تمہارا پاس بھی تم سے ملا ہو۔
ہمیں دو طرف نظر رکھنی پڑتی ہے۔“ عمران نے سخت لہجے میں جواب
دیتے ہوئے کہا۔

”لیکن اس بات کا کیا ثبوت ہے کہ تم واقعی ملٹری سیکرٹ سروس سے
تعلق رکھتے ہو مجھے تو تم کوئی آوارہ اور لوفر قسم کے آدمی نظر آ رہے ہو۔“
کرافکر نے پنیترہ بدلتے ہوئے کہا۔

”آوارہ اور لوفر قسم کے آدمیوں کو کیا ضرورت ہے کہ وہ ایکریٹ میں سیکرٹ
سروس کے اہم رکن کرافکر کی نگہانی کرتے پھریں۔ سمجھ۔ میں تمہیں آخری بار
وارننگ دے رہا ہوں کہ مجھے مطمئن کر دو ورنہ اس کے بعد تمہیں اس بات
کا موقع نہ ملے گا۔ پھر ملٹری سیکرٹ سروس کے ہیڈ کوارٹر میں پہنچنے کے
بعد چاہے تم بے گناہ بھی ثابت ہوئے تب بھی تمہاری زندہ واپسی نہیں
ہو سکے گی۔“ عمران نے غراتے ہوئے کہا۔

”دیکھو تم لوگ خواہ مخواہ مجھ پر شک کر رہے ہو۔ میں اپنے پاس کے کہنے
پر ایک سرکاری کام سے مادام ٹیلر سے ملنے گیا تھا۔“ کرافکر نے ہونٹ
بھینچتے ہوئے جواب دیا۔

”بین الاقوامی مجرموں سے کیا سرکاری کام ہو سکتا ہے ال کی وضاحت
کرو۔“ عمران نے کہا۔

”میں وضاحت نہیں کر سکتا۔ یہ ایک سرکاری راز ہے۔ ٹاپ سیکرٹ۔
اگر تم مزید مطمئن ہونا چاہتے ہو تو پاس سے رابطہ قائم کرو۔ وہ تمہیں خود ہی
مطمئن کر دے گا۔“ کرافکر نے سپاٹ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔
”چلو پاس سے بات کراؤ۔ اسے کہو کہ ملٹری سیکرٹ سروس کا شاید

بات کرنا چاہتا ہے۔“ عمران نے سخت لہجے میں کہا۔
”ٹھیک ہے میں بات کر دیتا ہوں۔“ کرافکر نے کرسی سے
اٹھتے ہوئے کہا اور پھر وہ باہر جانے کے لیے پلٹا۔

”ٹھہرو رک جاؤ۔ میں تمہارے ساتھ چلتا ہوں۔“ عمران نے انتہائی

سخت لہجے میں کہا اور کرافکر نے سر ہلا دیا۔ عمران اٹھ کر اس کے ساتھ چل
پڑا۔ اس کمرے سے نکل کر وہ ایک راہداری میں آیا اور پھر ایک کمرے کا دروازہ

کھول کر اندر داخل ہوا۔ عمران اس کے پیچھے تھا۔ یہ کمرہ دفتر بنا تھا۔ کرافکر

ایک کرسی پر بیٹھ گیا اور عمران نے سائنے والی کرسی سنبھال لی۔ مینر ٹیلیفون

پر اٹھوا تھا۔ کرافکر نے سیور اٹھایا اور نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیے۔

چونکہ ٹیلیفون کی پشت عمران کی طرف تھی۔ اس لیے کرافکر اطمینان سے

نمبر ڈائل کر رہا تھا۔ اس کا خیال تھا کہ عمران کو نمبروں کے بارے میں علم نہیں

ہو سکتا چونکہ وہ پہلے چیف کا موجودہ نمبر معلوم کر چکا تھا۔

اس لیے اس نے براہ راست وہی نمبر ڈال کر دیا۔

یس چیف سپیکنگ۔“ چند لمحوں بعد دوسری طرف سے کرجت آواز

سنائی دی۔

”کرافکر بول رہا ہوں جناب۔“ کرافکر نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

”اوہ ابھی تو تم نے رپورٹ دی ہے۔ پھر کیا ضرورت پڑ گئی۔“ چیف

کے لہجے میں جیت بھتی۔

”باس ملٹری سیکرٹ سروس کا شانی لاک میرے پاس موجود ہے۔“

کرافکر نے بغور عمران کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

”شانی لاک اور تمہارے پاس کیوں۔“ پاس نے بری طرح چونکتے

ہوئے کہا۔

”باس ان کا کہنا ہے کہ میرا تعلق بین الاقوامی مجرموں سے ہے۔ اس لیے وہ مشکوک ہو گئے ہیں۔ میں نے انہیں بتایا ہے کہ میں سرکاری کام میں مصروف ہوں لیکن وہ مان ہی نہیں رہے اور وہ کام پوچھنے پر اصرار کر رہے ہیں۔“ کرافنگر نے کہا۔

”اوہ رسیورسٹائی لاک کو دو۔“ باس نے کہا اور کرافنگر نے رسیورسٹائی لاک کی طرف بڑھا دیا۔

”سیسٹائی لاک سپیکنگ۔“ عمران نے بڑے باوقار لہجے میں کہا۔
”سٹرائی لاک آپ مطمئن ہیں کرافنگر میری ہدایت پر مادم ٹیبلر سے مل رہا ہے۔ یہ سرکاری کام ہے۔“ دوسری طرف سے نرم لہجے میں کہا گیا۔

سرکاری کام اور بین الاقوامی مجرم سے۔ وہ ایک اہم جنگی راز چھپانے میں ملوث ہے۔ اس لیے ہم اس کی نگرانی کر رہے تھے۔ اور اس نگرانی کے دوران ہی ہمیں پتہ چلا کہ سٹرائی لاک ان سے باقاعدہ ملاقاتیں کر رہے ہیں اور اب آپ کہہ رہے ہیں کہ سرکاری کام ہے۔ میں اسے کیسے تسلیم کر لوں۔“ عمران کا لہجہ سخت ہونے کے ساتھ ساتھ بے پناہ سرد تھا۔

”میں سپر سیکرٹ سروس کا چیف ہوں سٹرائی لاک۔ آپ مجھ پر بھی بد اعتمادی کر رہے ہیں۔“ چیف نے انتہائی تلخ لہجے میں کہا۔
”سوری سٹرائی لاک یہ معاملہ ہی ایسا ہے۔ اس لیے آپ کو ہمیں پوری طرح مطمئن کرنا ہو گا۔“ عمران نے جواب دیا۔

”تو آپ کس طرح مطمئن ہو سکتے ہیں۔“ چیف نے غصے سے سہرٹکتے

ہوئے لہجے میں کہا۔

”آپ ہمیں بتائیں کہ وہ کون سا سرکاری راز ہے جس کے لیے سیکرٹ سروس بین الاقوامی مجرموں سے میل جول رکھ رہی ہے۔“ عمران کا لہجہ بے حد خشک تھا۔

”سوری یہ راز بتایا نہیں جاسکتا۔ آپ اوپر رپورٹ کر دیں میں نیٹ لوں گا۔“ چیف کو بھی غصہ آ گیا۔

”ہمیں رپورٹ کی کیا ضرورت ہے۔ ہم سٹرائی لاک کو ہیڈ کوارٹر لے جا رہے ہیں۔ یہ وہاں جا کر خود ہی سارا معاملہ بتا دیں گے۔ اس کے بعد آپ رپورٹ کر تے رہنا اور سننے جہاں تک ہمارا خیال ہے۔ آپ اور کرافنگر مل کر ملک کے خلاف کسی اہم سازش میں مصروف ہیں۔ اس لیے ہمارے لیے اس راز کا معلوم کرنا انتہائی ضروری ہو گیا ہے۔“ عمران نے بھی غصیلے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”سنئے آپ کرافنگر کو کچھ مت کہیے۔ یہ میرا نمائندہ ہے۔ آپ ایسا کریں کہ براہ راست میرے پاس آجائیں۔ میں آپ کو مطمئن کر دوں گا۔“ ملٹری سیکرٹ سروس کے ہیڈ کوارٹر کا نام سنئے ہی چیف ڈھیل پڑ گیا۔
”دیکھتے چونکہ براہ راست تعلق سٹرائی لاک کا ہے۔ اس لیے ہمارا اصل ٹارگٹ یہی ہیں۔ ایسا ہو سکتا ہے کہ آپ بعد ازاں اس بات سے صاف مشکوک ہو جائیں کہ آپ کا بین الاقوامی مجرم مادم ٹیبلر سے کوئی ربط نہیں ہے۔ اور سٹرائی لاک کسی بھی حادثے میں ہلاک ہو سکتے ہیں یا کر لے جاسکتے ہیں۔ اس لیے یہ باتیں سٹرائی لاک کی موجودگی میں ہو سکتی ہیں۔ اس لیے بہتر یہی ہے کہ آپ یہاں سٹرائی لاک کی کوٹھی پر آجائیں یا میں پھر کرافنگر سمیت

آپ کے پاس آسکتا ہوں۔ دونوں صورتوں میں ایک صورت پسند کر لیجئے۔“
عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اوہ مسٹر شائی لاک آپ نے تو ہمیں پوری طرح غدار اور مجرم سمجھ لیا ہے۔
ٹھیک ہے میں ثبوت سمیت آپ کے پاس وہیں پہنچ جاتا ہوں آپ میرا
انتظار کر لیجئے۔“ دوسری طرف سے چیف نے جھنجھلائے ہوئے
ہجے میں کہا اور اس کے ساتھ رابطہ ختم ہو گیا۔ عمران نے رسیور کمریڈل
پر پھینک دیا۔

”آپ ملٹری سیکرٹ سروس کے چیف ہیں۔“ کرافنگ نے عمران سے
مخاطب ہو کر پوچھا۔

”میرا نام ہی سب کچھ ہے مسٹر کرافنگ۔ میرے لیے عہدہ کوئی اہمیت نہیں
رکھتا۔“ عمران نے دانستہ مبہم لہجے میں کہا اور کرافنگ خاموش ہو گیا۔
دراصل وہ اس بات پر حیران تھا کہ شائی لاک آخر کیا حیثیت رکھتا ہے کہ
سپیر سیکرٹ سروس کا چیف خود اسے مطمئن کرنے کے لیے آ رہا ہے حالانکہ
اس کے خیال کے مطابق ملٹری سیکرٹ سروس سے سپیر سیکرٹ سروس
زیادہ با اختیار ہے لیکن اسے کیا معلوم کہ عمران نے جان بوجھ کر شائی لاک
کا نام استعمال کیا تھا۔ اسے معلوم تھا کہ شائی لاک ایکریمیا کی ریڈیو کاشناختی
نشان ہے۔ یہ انتہائی خفیہ ادارہ ہے جو براہ راست صدر مملکت کو جوابدہ
ہے اور اسے روسیہ کے خلاف استعمال کیا جاتا ہے۔ اس لیے اسے
انتہائی خفیہ رکھا گیا ہے تاکہ روسیہ والے اسے ٹریس نہ کر سکیں۔ وہ عام
سیکرٹ سروسز میں ہی اُبھے رہیں۔ یہ شناخت کے لیے ملٹری سیکرٹ
سروس کا نام استعمال کرتے تھے لیکن دراصل ملٹری سیکرٹ سروس سے

ان کا براہ راست کوئی تعلق نہ تھا۔ اور چونکہ اختیارات ان کے اتنے زیادہ
تھے کہ سیکرٹ سروس کا چیف بھی شائی لاک کا شناختی نشان سنتے ہی گھبرا
گیا تھا اور اس نے ضروری سمجھا تھا کہ انھیں مطمئن کر دے۔

تھوڑی دیر بعد کال بیل کی آواز سنائی دی اور کرافنگ نے چونک کر
مینز کے کنا سے لگا ہوا ایک ٹن دبا دیا۔ سامنے دیوار پر سکرین روشن
ہو گئی جس پر گیٹ کے باہر ایک سیاہ رنگ کی بڑی سی کار کھڑی دکھائی
دے رہی تھی اور ایک ادھیڑ آدمی ڈرائیوروں جیسی وردی پہنے ستون کے
ساتھ کھڑا تھا۔

”کون ہے۔“ کرافنگ نے مینز کے کنا سے پر نصب ایک چھوٹے سے
ٹانک میں کہا۔

”بھانٹک کھولو میں چیف ہوں۔“ اس ڈرائیور نے کہا اور کرافنگ
نے سر ہلاتے ہوئے تیزی سے پہلے ٹن کے ساتھ لگا ہوا ایک شرح
رنگ کا ٹن دبا دیا۔ اس ٹن کے دبے ہی سکرین تاریک ہو گئی اور کرافنگ
کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔

”کہاں جا رہے ہو۔“ عمران نے سرد لہجے میں پوچھا۔

”میں پاس کو یہاں لے آؤں۔“ کرافنگ نے جلدی سے کہا۔

”چلو میں بھی تمھارے ساتھ چلتا ہوں۔“ عمران نے بھی اٹھتے ہوئے
کہا اور پھر وہ دونوں ایک دوسرے کے پیچھے چلتے ہوئے کمرے سے باہر
نکلے اور راہداری میں سے ہوتے ہوئے پورچ میں پہنچ گئے۔ جہاں اسی لمحے
وہ سیاہ رنگ کی کار آکر رکی اور پھر وہ ڈرائیور بیچے اترے۔

”سلام پاس۔“ کرافنگ نے باقاعدہ ہاتھ اٹھا کر سلام کرتے

ہوئے کہا۔

”یقیناً یو۔۔۔“ باس نے کہا اور وہ قدم بڑھاتا ہوا عمران کی طرف بڑھا جو بڑے مطمئن انداز میں کمر افگر سے ذرا پیچھے کھڑا تھا۔ اس نے مصافحہ کے لیے ہاتھ بڑھایا۔

”سوری جب تک میں مطمئن نہ ہو جاؤں میں مصافحہ نہیں کر سکتا۔“ عمران نے سپاٹ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا اور باس نے ندامت بھرے انداز میں اپنا بڑھا ہوا ہاتھ پیچھے کھینچ لیا۔

”آئیے میں آپ کو مطمئن کر دوں۔“ باس نے کہا اور پھر کمر افگر کے ساتھ چلتا ہوا واپس اسی کمرے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ عمران ان کے پیچھے تھا۔ کمرے میں پہنچ کر وہ تینوں اطمینان سے بیٹھ گئے۔

”سب سے پہلے تو آپ مجھے اپنی سرکاری شناخت دکھائیے۔ تاکہ مجھے تسلی ہو کہ آپ واقعی شانی لاک ہیں۔“ باس نے کسی پر ہلچلتے ہی خشک لہجے میں کہا۔

”سوری۔ شانی لاک کا نام ہی کافی ہے۔ یہ بات آپ ابھی طرح جانتے ہیں۔ ویسے آپ کے اطمینان کے لیے میں آپ کو زیر و مروس کا حوالہ دے سکتا ہوں۔“ عمران نے بھی خشک لہجے میں کہا۔ اُسے معلوم تھا کہ زیر و مروس کا حوالہ شانی لاک کا صدر مملکت سے براہ راست رابطے کا کوڈ تھا۔

”اوہ ٹھیک ہے میں مطمئن ہوں۔ ویسے میں نے آج تک شانی لاک کا صرف ذکر ہی سنا تھا آج پہلی بار کسی شانی لاک سے ملاقات ہو رہی ہے۔“ چیف نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

”معاف کیجئے تمہید میں وقت ضائع کرنے کی ضرورت نہیں۔ آپ اہل

موضوع پر بات کیجئے اور مجھے بتائیے کہ مسٹر کمر افگر آخر بین الاقوامی مجرموں سے کیوں مل رہے ہیں۔“ عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

”دیکھئے مسٹر شانی لاک سیکرٹ مروس کا اپنا ایک دائرہ کار ہوتا ہے۔ ہم اپنے طور پر ہر مسئلے کا حل نکالتے ہیں۔ اور بعض دفعہ ایسے مسائل بھی سامنے آجاتے ہیں کہ ہمیں بین الاقوامی مجرموں کو بھی آلہ کار بنانا پڑتا ہے۔“ چیف نے سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

”دیکھئے مسٹر چیف۔ میں نے پہلے بھی آپ کو بتایا ہے کہ مادام ٹیلر ایک اہم جنگی راز کے سلسلے میں مشکوک ہے اور آپ جانتے ہیں کہ ہمارا دائرہ کار ایک ہی ملک ہے۔ روسیہ۔ اس لیے ظاہر ہے کہ مادام ٹیلر روسیہ کی خفیہ ایجنٹ ہے۔ اس لیے اس ایجنٹ سے سپر سیکرٹ مروس کا میل جول بہت بڑے شک کا دروازہ کھول دیتا ہے۔ اگر آپ کسی عام مجرم سے ربط ضبط رکھتے تو ہمیں کوئی اعتراض نہ ہوتا لیکن مادام ٹیلر کا مسئلہ دوسرا ہے۔ اس لیے بہتر یہی ہے کہ آپ کھل کر بات کیجئے۔ ورنہ دوسری صورت میں ہم یہ سمجھنے پر مجبور ہو جائیں گے۔“ کمرہ داری سپر سیکرٹ مروس بھی در پردہ روسیہ کی آلہ کار بنی ہوئی ہے یا بنائی جا رہی ہے۔“ عمران نے کہا۔

”اوہ تو یہ بات ہے۔ اسی لیے آپ سخت ہو رہے ہیں۔“ ویسے مجھے اس مسئلے کا قطعاً علم نہ تھا۔ اگر علم ہوتا تو میں یہ قدم کبھی نہ اٹھاتا۔ بہر حال مختصر طور پر بات یہ ہے کہ ایک اہم جنگی فارمولا کا دوسرا حصہ ہمارے ہاتھ لگا جبکہ پہلا حصہ پاکیشیا کی ایک لیبارٹری میں محفوظ تھا۔ یہ چونکہ اہم جنگی نوعیت کا فارمولا تھا۔ اس لیے سیکرٹ مروس نے اس سلسلے میں کام شروع کر دیا۔ اور مجھے یہ کہنے میں کوئی ندامت نہیں کہ سیکرٹ مروس

اپنی بہترین کوششوں کے باوجود اس ادھولے فارمولے کو حاصل کرنے میں ناکام رہی جس پر سیکرٹ مروس نے بین الاقوامی مجرموں کا تعاون حاصل کرنے کا پروگرام بنایا۔ اور ایک مجرم تنظیم ایس مہتری کو اس کام کے لیے منتخب کیا گیا۔ مگر ایس مہتری ناکام رہی۔ اس پر ایک بار پھر کوششیں شروع کی گئیں کہ کوئی ایسی تنظیم منتخب کی جائے جو ناکام نہ ہو۔ چنانچہ بے پناہ سوچ و بچار کے بعد ہائی برڈ کا انتخاب کیا گیا۔ ہائی برڈ ایک ایسا مجرم ہے جو بے پناہ ذہین اور چالاک و عیار ہے اور اس کا ریکارڈ ہے کہ وہ آج تک ناکام نہیں ہوا اور ہمارے پاس ایسی کوئی اطلاع نہ تھی کہ وہ ایکرمیا کے خلاف کسی کیس میں ملوث ہوا ہو۔ اس لیے اس کا انتخاب کیا گیا۔ چونکہ مادام ٹیلر کے ذریعے ہی اس سے رابطہ قائم کیا جاسکتا ہے۔ اس لیے کرائنگر کو ان کے پاس بات چیت کے لیے بھیجا گیا تھا۔ بس اصل معاملہ یہی تھا۔“ چیف نے مختصر طور پر جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اوہ اسی لیے مادام ٹیلر پاکیشیا گئی اور پھر وہ مغربی جرمنی پہنچی جہاں کرائنگر ان سے ملے اور پھر انھیں اپنے طیارے پر لے کر یہاں واپس آئے۔ ویسے ہم اس بات سے ان کی طرف سے مشکوک ہوئے تھے۔“ عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

”اب تو آپ مطمئن ہو گئے ہیں۔“ چیف نے قد سے مسرت تھیرے لہجے میں کہا۔

”ہاں کسی حد تک لیکن کیا ایسا نہیں ہو سکتا تھا کہ ہمارے سائنسدان اس فارمولے کو خود ہی مکمل کر لیتے۔ آخر ہمارے پاس دنیا کے بہترین سائنسدان موجود ہیں۔“ عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

”ہمارے سائنسدانوں نے کوشش کی لیکن وہ ناکام رہے کیونکہ بنیادی ابتداء کی تفصیلات کے بغیر ایسا ناممکن تھا۔“ چیف نے جواب دیا۔

”تو اب یہ کوشش ختم کر دی گئی ہوگی اور فارمولا آپ نے اپنے قبضے میں لے لیا ہوگا اس دعویٰ کے ساتھ کہ آپ اسے مکمل کر سکتے ہیں۔“ عمران نے کہا۔

”نہیں جناب کوشش تو بہر حال ختم کر دی گئی ہے۔ کیونکہ مین لیبارٹری کے چیف نے ناکامی کا اعلان کر دیا ہے۔ لیکن یہ بات غلط ہے کہ فارمولا ہمارے قبضے میں ہے۔ ہم نے اسے کیا کرنا ہے۔ وہ ابھی تک مین لیبارٹری میں موجود ہے۔ ہم نے تو صرف اس کا ابتدائی حصہ حاصل کر کے لیبارٹری پہنچا نا ہے تاکہ وہ مکمل کر سکیں۔“ چیف نے اس کی بات کی تردید کرتے ہوئے کہا۔

”آپ کی اس وضاحت کے بعد میرے لیے یہ ضروری ہو گیا ہے کہ مین لیبارٹری کے انچارج سے اس سلسلے میں بات کروں اگر انھوں نے اس بات کی تصدیق کر دی کہ واقعی وہ ادھورا فارمولا ان کے پاس موجود ہے اور باقی آدھا حصہ کے حصول کے لیے آپ کی خدمات حاصل کی گئی ہیں۔ تب تو سارا معاملہ ٹھیک سے ورنہ سارا معاملہ مشکوک ہو جائے گا۔“ عمران نے چند لمحوں کی خاموشی کے بعد کہا۔

”آپ کی بات درست ہے۔ آپ بے شک ان سے رابطہ قائم کر لیں اور تصدیق کر لیں۔ اس فارمولے کا سرکاری نمبر ایون سکس ہاف ہے۔ وہ آپ کو بتا دیں گے۔ ویسے آپ کہیں تو میں یہیں فون پر آپ کے سامنے بات کر کے تصدیق کر ادوں۔“ چیف نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اگر ایسا ہو جائے تو زیادہ بہتر ہے۔ تاکہ ہم اس معاملے کی فائل ہمیشہ کے لیے بند کر دیں۔“ عمران نے اثبات میں جواب دیتے ہوئے کہا۔ اور چیف نے فون اپنی طرف کھسکایا اور رسیور اٹھا کر نمبر گھمانے شروع کر دیئے اور عمران خاموش بیٹھا رہا۔

”ہیلو میں چیف آف سپر سیکرٹ سروس بول رہا ہوں مسٹر جارج بیسٹ سے بات کر رہی۔“ رابطہ قائم ہوتے ہی چیف نے حکمانہ لہجے میں کہا اور پھر چند لمحوں کے لیے خاموش ہو گیا۔

”ہیلو مسٹر جارج بیسٹ میں چیف آف سیکرٹ سروس بول رہا ہوں۔ ایک الجھن آپری ہے۔ آپ کو علم ہے کہ ہم ایمون سکس ہاف کو مکمل کرنے کے لیے کام کر رہے ہیں لیکن ہماری حکومت کا ایک اعلیٰ اختیاراتی ادارہ شافی لاک اس سلسلے میں ہماری کارگزاری سے مشکوک ہو گیا ہے۔ وہ آپ سے اس سلسلے میں تصدیق کرنا چاہتے ہیں۔“ چیف نے کہا۔

”یعنی آپ خود بات کر لیجئے۔“ چیف نے دوسری طرف سے فقرہ سننے کے بعد رسیور عمران کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

”ہیلو شافی لاک سپیکنگ۔“ عمران نے رسیور لیتے ہوئے کہا۔ ”اوہ شافی لاک آپ کیسے مشکوک ہو گئے۔“ دوسری طرف سے ایک بوڑھی سی آواز سنائی دی۔

”اس بات کو چھوڑئیے۔ صرف یہ وضاحت کر دیجئے کہ کیا واقعی ایسا فارمولا آپ کے پاس ہے جو ادھورا ہے اور جسے مکمل کرنے کے لیے سپر سیکرٹ سروس کام کر رہی ہے۔“ عمران نے سخت لہجے میں کہا۔ ”جی ہاں یہ درست ہے میں اس کی تصدیق کرتا ہوں۔“ بوڑھی

آواز نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اور۔ کے شکریہ۔“ عمران نے کہا اور رسیور کمر بڈل پر رکھ دیا۔ ”بہت بہت شکریہ مسٹر چیف اور مسٹر کرافٹ آپ کو واقعی تکلیف ہوئی لیکن یہ مسئلہ اتنا اہم تھا کہ ہمیں مطمئن ہونا پڑا۔“ ویسے میرا ایک مشورہ ہے کہ آپ اس سلسلے میں کوئی اور پروگرام بتالیجئے تو زیادہ بہتر ہے کیونکہ مادام ٹیلر ہمارے لیے مشکوک ہے۔“ عمران نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے جناب ہم اس بارے میں سوچیں گے۔“ چیف نے بھی کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا اور ظاہر سے کرافٹ بھی اٹھ کھڑا ہوا۔ اور اس بار عمران نے باقاعدہ ان دونوں سے مصافحہ کیا اور پھر وہ تیزی سے قدم بڑھاتا ہوا کمرے سے باہر نکلا اور پھر پھاٹک کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ وہ جیسے ہی پھاٹک کے قریب پہنچا۔ پھاٹک خود بخود کھلتا چلا گیا اور عمران پھاٹک سے باہر نکل کر چند لمحے کھڑا ادھر ادھر دیکھتا رہا۔ پھر ٹرک پارک کے وہ کار کی طرف بڑھتا چلا گیا جس میں جوزف موجود تھا۔ کار میں بیٹھتے ہی اس نے وایح ٹرانسمیٹر کا بٹن دبا دیا۔

”ہیلو عمران کالنگ اوور۔“ عمران نے اس بار اپنے اصل لہجے میں کہا۔

”نیس کیپٹن شیکل بول رہا ہوں اوور۔“ دوسری طرف سے جواب ملا۔ ”کام ہو گیا تم فوراً کیفے آلاک پہنچو۔ میں بھی جوزف کے ساتھ وہیں جا رہا ہوں اوور اینڈ آل۔“ عمران نے کہا اور پھر مین آف کمرے کے اس نے جوزف کو چلنے کا اشارہ کیا اور خود اس نے سیٹ کی نیچے سے ڈیو

کھینچا اور اُسے کھول کر میک آپ صاف کرے والا محلول چہرے پر
 ملنا شروع کر دیا اور پھر جب اس نے بالوں اور چہرے پر محلول مل کر
 اُسے تو لیے سے صاف کیا تو وہ اصل شکل میں آگیا تھا۔ کار تیز رفتاری
 سے واپس کیفے آلاک کی طرف بڑھتی چلی جا رہی تھی۔ جہاں سے عمران
 نے کار اور جمپ حاصل کی تھی۔ وہ فارمولے کا ٹکڑا کا نہ معلوم کرنے میں
 کامیاب ہو گیا تھا۔ اس لحاظ سے اس نے ایک اہم ترین کام مکمل
 کر لیا تھا۔ اب صرف مسئلہ اس کے حصول کا تھا اور اب وہ اس سلسلے
 میں کوئی پلاننگ ترتیب دینے میں مصروف تھا۔

مادام کا چہرہ بچا بچھا سا تھا۔ وہ جیتا ہوا مشن ہار گئی تھی۔ اور اب
 اُسے رہ رہ کر اپنی لاپرواہی پر غصہ آرہا تھا۔ سوارو جیسے محافظ کے ساتھ ساتھ
 وہ چار دیگر ساتھی بھی ہلاک کرنا بیٹھی اور معاملہ وہیں پہلی جگہ پہنچ گیا۔ بلکہ
 اب مسئلہ اور پیچیدہ ہو گیا تھا۔ مارٹن بھی الجھا ہوا تھا۔ ادھر اس کا
 نام اور ساکھ بھی خطرے میں پڑ گئی تھی۔ غرضیکہ ہر طرف سے مایوسی کا زور تھا۔
 اور اُمید کی کوئی کرن بھی کہیں سے ابھرتی ہوئی نظر نہ آ رہی تھی۔ مادام نے
 زندگی بھر اس قدر مایوسی اور بے بسی کبھی محسوس نہ کی تھی۔ حالانکہ اس نے
 ہائی برڈ کے ساتھ مل کر بڑے بڑے معرکے مارے تھے۔ ایسے ایسے پیچیدہ
 مشن سرانجام دیئے تھے کہ جرائم پیشہ برادری میں ان کا نام کامیابی کی ضمانت
 بن کر رہ گیا تھا۔ اور شاید یہی وجہ تھی کہ سپر سیکرٹ سروس نے بھی اتنی بھاری
 ادائیگی کر کے انہی کو کام دیا تھا۔ ورنہ ان کے ساتھ ایکرمیا میں بے شمار
 تنظیمیں ایسی تھیں جو اس سے کہیں کم معاوضے پر کام کرنے پر تیار ہو سکتی

”پاکیشیا۔ مگر اطلاع کیا ہے۔“ مادام نے پاکیشیا کا نام سنتے ہی چونک کر پوچھا۔

”مادام کیفے آلاک کے مالک ارل جانسن کے پاس پاکیشیا کے چیدہ ہاں آئے ہیں جن میں سے ایک نوجوان کا نام پرنس آف ڈھمپ ہے۔ اس کے ساتھ دو قوی ہیکل نوجوان اور دیو ہیکل حبشی ہے۔ پرنس آف ڈھمپ پہلے سے ارل جانسن کا واقف ہے۔ بلکہ ارل جانسن کے روتے سے یوں محسوس ہوتا ہے جیسے وہ اس کا ممنون احسان ہو۔ اس نے خلاف توقع پرنس آف ڈھمپ کی بے حد آؤ بھگت کی۔ اس کے باقی ساتھی شاید اس سے واقف نہیں ہیں۔ کیونکہ وہ پہلے آکر ہال میں اجنبیوں کی طرح بیٹھ گئے تھے۔ جبکہ پرنس آف ڈھمپ تقریباً آدھے گھنٹے بعد پہنچا اور پھر جب وہ ارل جانسن سے ملا تھا تو وہ اس کے سامنے کچھ کچھ گیا۔ اس کے بعد پرنس اور اس کے ساتھی ارل جانسن سے ایک کار اور ایک جیپ لے کر چلے گئے۔ اور اب تقریباً ایک گھنٹے بعد وہ واپس آئے ہیں۔ پرنس آف ڈھمپ بے حد خوش ہے۔ میں نے سوچا کہ شاید پاکیشیا کی وجہ سے آپ کو ان سے کوئی تعلق ہو۔“ میکور نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”اوہ میکور تم نے حیرت انگیز اطلاع دی ہے۔ انتہائی حیرت انگیز جلدی سے مجھے اس پرنس آف ڈھمپ اور اس حبشی کا حلیہ بتاؤ۔“ مادام کے لہجے میں بے پناہ اشتیاق اور زندگی عود کر آئی۔

میکور نے عمران اور جوزف کا حلیہ تفصیل سے دھرایا۔

”ویری گڈ۔ ویری گڈ میکور تم بہت بڑے الغام کے مستحق ہو گئے

تھیں۔ لیکن اب معمولی سی غفلت کی بناء پر وہ سب کچھ ڈوب بیٹھی تھی۔ یہی وجہ تھی کہ اس کا موڈ سخت آف تھا۔ اور وہ مارٹن کو چھوڑ کر اپنی خواب گاہ میں آگئی تھی۔ تاکہ اس مسئلے پر غور کر سکے۔ وہ اپنے آرام وہ بیڈ پر لیٹی ہوئی انہی خیالات میں غلطاں اور پہچاں تھی کہ اچانک قریب تپائی پر پرائیڈ فون مقررہ آواز سے بچ اٹھا۔ مادام کے چہرے پر جھنجھلاہٹ کے آثار ابھرائے۔ اس وقت اسے ٹیلی فون کی آواز بھی بے حد گراں گزری تھی۔ لیکن اسے معلوم تھا کہ اس وقت کوئی اہم فون ہی آیا ہوگا۔ اس لیے بادل نحواستہ ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

”یس۔“ مادام نے کاٹ کھانے والے لہجے میں کہا۔

”مادام کیفے آلاک سے میکور ایک اہم اطلاع دینا چاہتا ہے۔ اس کا اصرار ہے کہ وہ براہ راست مادام سے بات کرے گا۔“ دوسری طرف سے آپریٹر کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

”میکور اوہ اچھا بات کراؤ۔“ مادام میکور کا نام سنتے ہی چونک پڑی۔

میکور اس کا خاص آدمی تھا۔ جو کیفے آلاک میں ملازم تھا۔ کیفے آلاک چونکہ اعلیٰ جرائم پیشہ طبقے کی سب سے پسندیدہ جگہ تھی۔ اس لیے میکور وہاں سے بعض اوقات اہم راز حاصل کر لیتا تھا۔

”مادام میں میکور بات کر رہا ہوں۔“ چند لمحے بعد دوسری طرف سے ایک مؤدبانہ مردانہ آواز سنائی دی۔

”کیا بات ہے میکور۔“ مادام نے لہجے کو نرم کرتے ہوئے پوچھا۔

”مادام پچھلے دنوں آپ پاکیشیا گئی تھیں۔ میں نے سوچا کہ شاید یہ اطلاع آپ کے لیے اہم ہو۔“ میکور نے کہا۔

ہو ویری گڈ۔ اب یہ لوگ کہاں ہیں۔۔۔“ مادام نے خوشی سے چیختے ہوئے کہا۔

”اس وقت ارل نے انہیں کیفے کے نیچے بنے ہوئے تہہ خانوں میں ٹھہرایا ہوا ہے اور وہ سب وہاں اکٹھے ہیں۔ وہ دوپہر کا کھانا کھانے کی تیاری کر رہے ہیں۔۔۔“ میکور نے جواب دیا۔

”اوتکے۔ تم نے ان کی نگرانی کرنی ہے۔ خاص طور پر اس پرنس آف ڈھمپ کی۔ شاید ہم لوگ وہاں چھپا پھریں۔ مجھے یہ پرنس آف ڈھمپ زندہ حالت میں چاہیے۔۔۔“ مادام نے کہا۔

”آپ حکم فرمائیں مادام تو میں دوسرے ساتھیوں سمیت اسے اغوا کر کے مینشن پہنچا دوں۔۔۔“ میکور نے کہا۔

”نہیں وہ انتہائی خطرناک آدمی ہے۔ اگر وہ اس بار ہاتھ سے نکل گیا تو کبھی ہاتھ نہیں آئے گا۔۔۔“ مادام نے کہا۔

”ایسی کوئی بات نہیں مادام ان کا کھانا میں نے تیار کرنا ہے میں اس کھانے میں ایلنیشم فائبر کے چند قطرے ملا دوں گا۔ اس سے وہ سانس بے ہوش ہو جائیں گے۔ اور ان تہہ خانوں کا خفیہ راستہ مجھے معلوم ہے۔ میں اسی راستے سے انہیں نکال کر مینشن بھجوا دوں گا۔۔۔“ میکور نے تجویز پیش کرتے ہوئے کہا۔

وہ ارل جانسن تو رکاوٹ نہیں بنے گا۔۔۔“ مادام نے پوچھا۔

”اُسے تو معلوم ہی نہ ہو سکے گا مادام۔ میں تو بالا بالا ہی رہوں گا۔ میں اس سسٹم میں جیگزنگ روپ کو استعمال کروں گا۔ اور آپ جانتی ہیں کہ ارل جانسن جیگزنگ روپ کا کچھ بھی نہیں بگاڑ سکتا۔۔۔“ میکور نے

جواب دیا۔

”اوہ اگر تم یہ سب کچھ کامیابی سے کر گزرو تو میں تمہیں بہت بڑا انعام دوں گی۔ لیکن یہ کام جلد سے جلد ہونا چاہیے۔۔۔“ مادام نے اس تجویز پر رضامند ہونے ہوئے کہا۔

”آپ بے فکر رہیں مادام۔ زیادہ سے زیادہ آدھے گھنٹے بعد یہ لوگ مینشن پہنچ جائیں گے۔۔۔“ میکور نے بڑے با اعتماد لہجے میں کہا۔

”او۔۔۔ گے۔ جیسے ہی جیگزنگ روپ انہیں لے کر روانہ ہو تم نے مجھے اطلاع کرنی ہے تاکہ میں ان کے مینشن میں وصولی کے احکامات جاری کر دوں۔“ مادام نے خوشی سے چھپاتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے مادام ایسا ہی ہو گا۔۔۔“ میکور نے جواب دیا۔

”سب کام انتہائی ہوشیاری اور چابکدستی سے کرنا۔ معمولی سی لاپرواہی اور غفلت سے سارا کام بگڑ جائے گا۔ اور سنو کھانے میں ایلنیشم فائبر ہی ملنا۔ اس کی موجودگی کا کسی کو احساس نہ ہو سکے گا اور وہ پریٹ میں پہنچنے کے دس منٹ بعد کام شروع کرتی ہے۔۔۔“ مادام نے اُسے تنبیہ کرتے ہوئے کہا۔

”میں سمجھتا ہوں مادام آپ بے فکر رہیں۔۔۔“ میکور نے کہا اور مادام نے او۔۔۔ کے کہہ کر رسیور کو ہڈل پر رکھا اور پھر وہ تیزی سے اٹھ کر مارٹن کے کمرے کی طرف دوڑی۔ تاکہ اُسے اہم ترین اطلاع دے سکے۔ اس کا چہرہ خوشی اور مسرت کی زیادتی سے جگمگا رہا تھا۔

کی کلائی کی گھڑی میں سے ہلکی ہلکی ٹوکوں کی آوازیں ابھرنے لگیں اور اس نے چونک کر گھڑی اتاری اور پھر اس کا ڈکٹر مین مخصوص انداز میں تین بار دبا یا۔

”ہیلو نمبر تھری ون سپیکنگ اور۔۔۔“ دوسری طرف سے ایک باریک سی آواز سنائی دی۔

”یس چیف اور۔۔۔“ چیف نے حکمانہ لہجے میں کہا۔

”چیف کرافٹر کی کوٹھی سے نکلنے والا شخص سرخ رنگ کی ایک کار میں بیٹھ گیا۔ اس سے پہلے کرافٹر کی کوٹھی کے عقب سے دو آدمی نکل آئے تھے۔ اس نے ان دونوں کو ہدایات دیں اور پھر وہ خود کار میں بیٹھ گیا۔ کار کے شیشے دن سائڈ تھے۔ وہ دو آدمی بھی جیب میں بیٹھ کر ان کے پیچھے چلے گئے اور ایک خاص بات یہ کہ وہ دونوں آدمی ایشیائی تھے۔ اور کار میں پہلے سے ایک حبشی موجود تھا۔ ڈرائیونگ دہی کر رہا تھا۔ ہم نے پروگرام کے مطابق ان کا تعاقب کیا تو وہ سب کیفے آلاک پہنچے اور حیرت انگیز بات یہ ہے کہ کیفے آلاک پہنچ کر جب سرخ کار سے وہ آدمی باہر نکلا تو وہ بھی ایشیائی تھا۔ وہ سب کیفے آلاک کے مالک ارل جانسن کے دفتر میں چلے گئے ہیں۔ اور اب تک وہیں ہیں۔ اور“ دوسری طرف سے تفصیل بتاتے ہوئے کہا گیا۔

”کیا وہ ایکریٹین کار سے نہیں اترا اور۔۔۔“ چیف نے چونکتے ہوئے کہا۔
”نہیں جناب وہ ایشیائی تھا۔ اور اس کا لباس وہی تھا جو ایکریٹین کا تھا۔ اور۔۔۔“ تھری ون نے جواب دیتے ہوئے کہا۔
”او۔۔۔ کے تم نگرانی جاری رکھو لیکن کسی قسم کی مداخلت نہیں ہونی چاہیے۔“

باس آخر یہ سنائی لاک کتنے اختیارات رکھتا ہے۔۔۔“ کرافٹر نے عمران کے جانے کے بعد قریب بیٹھے باس سے مخاطب ہو کر کہا۔
”خاموش رہو۔ تم نہیں جانتے یہ ایکریٹین کا سب سے یا اختیار ادارہ ہے ان کے مقابلے میں ہماری جیتھریٹ صفر بھی نہیں ہے لیکن جانے کیا بات ہے میں اس سائے معاملے میں مشکوک ہوں۔“ چیف نے بے چینی سے پہلو بدلتے ہوئے کہا۔

”مشکوک وہ کیسے۔۔۔“ کرافٹر نے چونکتے ہوئے کہا۔
”بظاہر تو شک والی کوئی بات نہیں۔ سنائی لاک کا نام زیر ہاوس کا حوالہ شناخت کے لیے کافی ہے۔ لیکن میری چھٹی حس بار بار خطرے کا آلام بجا رہی ہے لیکن کوئی بات واضح طور پر سامنے نہیں آرہی۔ بہر حال جلدی میں معلوم کر لوں گا۔“ چیف نے بے چین سے لہجے میں کہا۔
وہ بار بار اپنی کلائی کی گھڑی کو دیکھ رہا تھا۔ پھر تقریباً دس منٹ بعد اس

میں تمہیں بعد میں ہدایات دوں گا اور اینڈ آل۔“ چیف نے کہا اور ونڈ پٹن دیا کر رابطہ ختم کر دیا۔

”یہ کیا مسئلہ ہوا چیف کیا یہ شانی لاک والا فراڈ تھا۔“ کرافگر نے کہا۔ ”کچھ سمجھ میں نہیں آ رہا۔ شانی لاک بے حد عیار اور چالاک لوگ ہوتے ہیں۔ وہ ہر قسم کے میک آپ کے ماسٹر ہوتے ہیں۔ اس لیے ہو سکتا ہے کہ کسی وجہ سے انہوں نے ایشیائی میک آپ کر رکھا ہو اور ان کا یہ میک آپ بدلنا اور کیفے آ لاک جانا بھی مشکوک نظر آتا ہے۔ ادھر شانی لاک کا شناختی نشان اور زیر و سروں کا حوالہ بھی میرے سامنے ہے۔ کوئی غیر متعلق آدمی زندگی بھر ایسے حوالے نہیں دے سکتا۔“ چیف نے اتہائی اُلجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

”میرا ایک آدمی کیفے آ لاک میں ملازم ہے۔ اگر آپ کہیں تو میں اس سے رابطہ قائم کر کے اُسے کہوں کہ وہ اندر کی بات کا پتہ کر کے ہمیں بتائے۔“ کرافگر نے چند لمحوں کی خاموشی کے بعد کہا۔

”اوہ ہاں اس طرح شاید مسئلہ سلجھ جائے۔ آخری شانی لاک کیفے آ لاک کیوں گیا ہے۔“ چیف نے چونکے ہوئے کہا۔

”بہتر میں ابھی پتہ کر دیتا ہوں۔“ کرافگر نے کہا اور میز پر پڑا ہوا ٹیلیفون اپنی طرف کھسکایا اور پھر سیور اٹھا کر نمبر ڈائل کرنے لگا۔ آل کی انگلیاں تیزی سے نمبروں پر گھوم رہی تھیں۔

”نیس کیفے آ لاک۔“ چند لمحوں بعد دوسری طرف سے آواز سنائی دی۔

”مجھے نارمن سے ملنا ہے۔ اسسٹنٹ سپروائزر نارمن گفرڈ۔“ کرافگر نے نرم لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”آپ کون صاحب ہیں۔“ دوسری طرف سے پوچھا گیا۔

”میں ان کا دوست کرافگر ہوں۔“ کرافگر نے جواب دیا۔

”او۔ کے۔ ایک منٹ ہولڈ آن کیجئے۔“ دوسری طرف سے کہا گیا۔ اور کرافگر خاموش بیٹھا رہا چیف بھی خاموش بیٹھا ہوا تھا۔

”ہیلو نارمن گفرڈ بول رہا ہوں۔“ چند لمحوں بعد دوسری طرف سے ایک آواز سنائی دی۔

”نارمن میں کرافگر بول رہا ہوں تم پبلک بوکھٹے سے مجھے فون کرو فوراً۔“ کرافگر نے جواب دیا۔

”او۔ کے۔“ دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا اور کرافگر نے سیور کریدل پر رکھ دیا۔

”یہ نارمن کون ہے۔ چیف نے پوچھا۔

”میرا پرسنل آدمی ہے۔ کیفے آ لاک چونکہ اعلیٰ جرائم پیشہ افراد کی جگہ ہے اس لیے ان کے تازہ ترین حالات سے باخبر رہنے کے لیے اُسے انکج کیا ہوا ہے۔“ کرافگر نے جواب دیا۔

”اٹ۔“ چیف نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ کوئی جواب دیتا۔ ٹیلیفون کی گھنٹی بج اٹھی۔

”میں کرافگر بول رہا ہوں۔“ کرافگر نے سیور اٹھاتے ہوئے کہا۔

”فرمائیے کیا حکم ہے۔“ دوسری طرف سے نارمن کی آواز سنائی دی۔

”نارمن کیفے آ لاک میں ابھی ابھی سُرخ رنگ کی کار اور جیب پر چند ایشیائی اور ایک حبشی پہنچے ہیں۔ یہ لوگ وہاں کیا کر رہے ہیں۔ ان کے بارے میں تفصیلات چاہیں۔“ کرافگر نے کہا۔

”اوہ آپ پرنس آف ڈھمپ کے بارے میں پوچھ رہے ہیں۔“ نارمن نے چونکتے ہوئے کہا۔

”کیا کہا تم نے۔ پرنس آف ڈھمپ۔“ کرافکر بے اختیار اچھل پڑا۔ اس کے لہجے میں شدید حیرت تھی۔

”جی ہاں یہی نام ہے اس نوجوان کا۔ یہ پاکیشیا سے آئے ہیں۔“ ارل جانسن کے ذاتی دوست ہیں۔ سُرخ کار اور جیپ ارل جانسن کی ہی ہے۔ وہ اس سے مانگ کر لے گئے تھے اور اب کیفے کے پخلے تہہ خانوں میں دوپہر کا کھانا کھاتے ہیں۔“ نارمن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”کیا تمہیں یقین ہے کہ یہ پرنس آف ڈھمپ ہی ہے۔“ کرافکر نے تیز لہجے میں کہا۔

”مجھے ارل جانسن نے خود بتایا ہے۔ ارل جانسن اس کا ممنون احسان ہے۔“ نارمن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے تم ذرا ان پر نظر رکھنا میں تمہیں ہو سکتا ہے بعد میں کچھ ہدایات دوں۔“ کرافکر نے بے چین لہجے میں کہا۔

”بہتر جناب میں خیال رکھوں گا۔“ نارمن نے جواب دیا اور کرافکر نے اور کے کہہ کر رسیور رکھ دیا۔

”یہجے باس۔ یہ آپ کا شانی لاک تو پرنس آف ڈھمپ نکلا۔“ کرافکر نے رسیور رکھتے ہی قلعے طنز پر لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”پرنس آف ڈھمپ کون ہے میں سمجھا نہیں۔“ چیف نے اُٹھتے ہوئے لہجے میں کہا۔

”اوہ باس شاید آپ کے اس نام کا علم نہیں ہے۔ مجھے ایس قری کے چیف سے اس کا یہ نام معلوم ہوا تھا۔ یہ پاکیشیا کا سب سے خطرناک آدمی علی عمران ہے۔“ کرافکر نے جواب دیا۔

”علی عمران۔ اوہ کیا کہہ رہے ہو تم۔ علی عمران یہاں کیسے آگیا۔“ چیف

علی عمران کا نام سنتے ہی یوں اچھلا جیسے اس کے پیروں میں بم بھٹ پڑا ہو۔

”جہاں تک میں نے اندازہ لگایا ہے چیف۔ حالات کچھ اس طرح پیش آئے ہیں کہ ہائی برڈ وہاں لیبارٹری سے فارمولا لے اڑا۔ اور اسی نے فارمولا

مادام کو قے دیا۔ مادام فارمولا لے کر مغربی جرمنی آگئی۔ مادام ٹیسلر چونکہ مجید

لالچی عورت ہے۔ اس لیے اس نے ہم سے مزید رقم مارنے کے لیے سودا بازی

شروع کر دی۔ اور اُسے چونکہ خطرہ تھا کہ ہم سودے بازی پر آمادہ نہ ہوں۔

اور اس سے جبراً فارمولا چھین لیں اس نے سپیشل مسیجر سروس کی مدد سے

فارمولا مینشن پر بھیج دیا۔ اس دوران میں وہاں پہنچ گیا اور میں مادام

کو لے کر مینشن آگیا۔ وہ سیکرٹ سروس کو اس فارمولا کے اڑانے

جانے کی خبر مل گئی۔ چنانچہ فارمولا کے پیچھے لگ گئے۔ اب یہ معلوم

نہیں کہ انھیں کیسے معلوم ہوا کہ مادام ٹیسلر فارمولا سمیت مغربی جرمنی

کے ہوٹل نائش میں موجود ہے۔ بہر حال علی عمران اپنے ساتھیوں سمیت

وہاں سے مادام کے پیچھے مغربی جرمنی کے ہوٹل نائش پہنچا۔ لیکن ہم لوگ

وہاں سے چل پڑے تھے۔ وہیں اُسے یہ معلوم ہوا ہو گا کہ مادام نے سپیشل

مسیجر سروس کے ذریعے کوئی پیکٹ بھجوا یا گیا ہو گا۔ چونکہ انٹرنیشنل ٹرین

دوسرے روز صبح یہاں پہنچتی ہے اس لیے وہ اس ٹرین سے پہلے

یہاں پہنچ گئے۔ ہو سکتا ہے اس سلسلے میں اس نے کوئی جیٹ لیبارہ

چار ٹرڈ کیا ہو۔ کیونکہ مجھے خیال آ رہا ہے کہ راستے میں ہمیں گرین ایر و کمپنی کے ایک جیٹ طیارے نے کراس کیا تھا۔ بہر حال کسی بھی طرح وہ ہم سے پہلے پہنچ گیا۔ اس نے ٹرین سے اس سپیشل مسیجر کو ٹریپ کیا۔ اُسے بے ہوش کر کے ہسپتال بھیج دیا اور اس کی جیب سے وہ پکیٹ اڑایا۔ اس میں اسلحہ فارمولے کی فلم نکال کر اس نے خالی فلم ڈال دی۔ سپیشل مسیجر کو چونکہ پکیٹ کا ہی پتہ تھا۔ اور پکیٹ اس کے پاس موجود تھا۔ اس لیے اس نے وہ پکیٹ مینشن پہنچا دیا۔ جہاں میں پہلے سے موجود تھا۔ اور وہاں پتہ چلا کہ فلم خالی ہے اور پھر پرنس آف ڈھمپ نے میری موجودگی میں مینشن فون کیا اور طنزیہ انداز میں سب کچھ مادام کو بتایا۔ اس نے مادام کو یہی تاثر دیا کہ وہ پاکیشیا سے بول رہا ہے اور یہ فارمولا اس کے آدمیوں نے اڑایا ہے۔ حالانکہ وہ یہیں نارنگ زون سے ہی بول رہا تھا۔ اُسے ہمارا بھی پتہ چل گیا اور مجھے یقین ہے کہ اُسے یہ بھی علم ہو گیا کہ آج تک جس فارمولے کو وہ ادھورا سمجھ رہے ہیں۔ اس کا دوسرا حصہ یہاں موجود ہے۔ چنانچہ اُس نے یہی پروگرام بنایا کہ اب آتو گیا ہوں۔ دوسرا حصہ بھی یہاں سے حاصل کرتا جاؤں۔ مینشن سے وہ میرا تعاقب کرتا ہوا یہاں تک آیا اور یہاں وہ مشائی لاک بن کر ہم سے ٹکرایا۔ اور ہم سے اُس نے وہ بنیادی معلومات حاصل کر لیں کہ فارمولے کا دوسرا حصہ کہاں موجود ہے۔ اب ظاہر ہے۔ اس کا ٹارگٹ مین لیبارٹری ہوگی۔ ”کرا فگر نے بڑی عقلمندی سے سارے حالات کا تجزیہ کرتے ہوئے کہا۔

”گڈ تم نے تو سارا معاملہ حل کر دیا ہے۔ بہر حال میں ابھی تک اس بات پر حیران ہوں کہ علی عمران کو مشائی لاک کا مخصوص نام اور زیر و سرورس

کے مخصوص اشارے کا کیسے علم ہوا لیکن اس کے متعلق جو باتیں اب تک سننے میں آئی ہیں اس لحاظ سے یہ بات بعید از قیاس نہیں ہے کہ اُسے اس سلسلے میں بھی مکمل معلومات حاصل ہوں۔ بہر حال اب کیا کیا جائے۔ کیا ہم اُسے پکڑ لیں۔“ چیف نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

”میرا خیال ہے چیف کہ میں مادام ٹیلر کو اس سلسلے میں اطلاع دینی چاہیے۔ یہ بات تو ماننے کی نہیں ہے کہ علی عمران جیسا چالاک آدمی فارمولے کو اپنے پاس رکھے ہوئے ہوگا۔ اس نے یقیناً پہلی فرصت میں اُسے واپس بھیج دیا ہوگا۔ لیکن عمران سے اس کا پتہ لگ سکتا ہے اور چونکہ مادام ٹیلر کو ہم نے ادائیگی کی ہوئی ہے۔ اس لیے یہ اس کی ڈیوٹی ہے کہ وہ فارمولا حاصل کر کے ہمیں دے۔ ہاں اگر وہ ناکامی کا اعلان کرے اور ہماری رقم واپس کر دے تو پھر ہم براہ راست بھی میدان میں کود سکتے ہیں۔ اب یہ بات کہ باقی ادھورے فارمولے کی حفاظت کا مسئلہ تو اُسے فوری طور پر مین لیبارٹری سے ہٹا کر کسی اور جگہ پہنچایا جاسکتا ہے۔ تاکہ عمران چاہے بھی سہی تو اُسے حاصل نہ کر سکے۔“ کرا فگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”لیکن اگر علی عمران اور اس کے ساتھیوں نے مادام ٹیلر اور ہائی برڈ کا خاتمہ کر دیا تو نہ صرف ہماری رقم بھی ہمیشہ کے لیے ڈوب جائے گی۔ بلکہ عمران بھی ہاتھ سے نکل جائے گا۔“ چیف نے جواب دیا۔

”میں صرف فی الحال نگرانی کرنی چاہیے۔ اگر ایسی بات ہوئی تو ہم میدان میں کود پڑیں گے۔ باقی رہی یہ بات کہ ہم نے عمران کو قابو بھی کر لیا تو پھر بھی فارمولا ہمیں نہیں مل سکے گا۔ اس کے حصول کے لیے

نے جواب دیا۔

”میں کہہ رہی ہوں کہ تم غلط کہہ رہے ہو۔ تم ہی اطلاع دینا چاہتے ہو کہ پرنس آف ڈھمپ اپنے تین ساتھیوں جن میں ایک حبشی جوزف نامی شامل ہے۔ کینے آلاک کے تہہ خانوں میں موجود ہے۔ اس لیے کہہ رہی ہوں کہ ہم احمق نہیں ہیں۔“ مادام نے جواب دیا۔

”اوہ آپ کو اطلاع مل گئی ہے۔“ کرافکر نے ڈھیلے پڑتے ہوئے کہا۔ ”ہم جبراً تم پریشہ افراد کی ہزار آنکھیں ہوتی ہیں مسٹر کرافکر۔ نہ صرف ہمیں اطلاع مل چکی ہے۔ بلکہ میرے آدمیوں نے پرنس آف ڈھمپ اور اس کے ساتھیوں کو اغوا کر کے مینشن پر بھی پہنچانے کا پروگرام بنالیا ہے اور زیادہ سے زیادہ دس منٹ بعد وہ میرے سامنے موجود ہوگا۔“ مادام نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اوہ مادام واقعی آپ بہت باخبر ہیں۔ لیکن یہ علی عمران عرف پرنس آف ڈھمپ انتہائی خطرناک شخصیت ہے۔ ایسا نہ ہو کہ آپ کی آدمیوں کی غفلت کی بنا پر وہ ہاتھ سے نکل جائے۔“ کرافکر نے کہا۔

”تم فکر نہ کرو وہ ہمارے مقابلے میں کوئی حیثیت نہیں رکھتا۔ تم تسلی رکھو تمہیں فارمولا چاہیے وہ تمہیں مل جائے گا۔ ہائی برڈ نے کام شروع کر دیا ہے۔“ مادام نے جواب دیا۔

”ٹھیک ہے۔ ویسے ایک بات عرض کر دوں کہ اس علی عمران کو کسی بھی انداز میں استعمال کرنے سے پہلے ہزار بار سوچ لیجئے۔ ایسا نہ ہو کہ یہ آپ کو ہیکر دے جائے۔ بلکہ بہتر یہ ہے کہ آپ اس کے ساتھیوں سمیت ہلاک کر دیجئے تاکہ یہ کاٹا ہمیشہ کے لیے راستے سے دور ہو جائے۔“

پاکیشیا جانا ہوگا اور وہاں سیکرٹ سروس بدستور موجود ہے۔ ہائی برڈ بے حد ذہین اور عیار آدمی ہے۔ یہ فارمولا بھی ہمیں حاصل ہو جاتا اگر مادام ٹیلر حماقت نہ کرتی۔ میرا خیال ہے ہائی برڈ کام سنبھال لے گا۔ ہمیں ہاتھ پیر ہلانے کی ضرورت پیش نہیں آئے گی۔“ کرافکر نے باقاعدہ بحث کرتے ہوئے کہا۔

”اوہ کے تمہاری بات درست ہے تم مادام ٹیلر کو فون کر کے اسے یہ معلومات دے دو۔ ہم بھی نگرانی کرتے رہیں گے تاکہ حالات کا پتہ چلتا رہے۔“ چیف نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور کرافکر نے تیزی سے ٹیلیفون کا رسپور اٹھایا اور پھر اس کی انگلیاں تیزی سے نمبروں کو گھمانے میں مصروف ہو گئیں۔ ”میں مادام ٹیلر مینشن۔“ رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

”میں کرافکر بول رہا ہوں سپر سیکرٹ سروس سے۔ مادام سے فوراً بات کراؤ۔ اٹ از ایمر جنسی۔“ کرافکر نے تیز اور حکیمانہ لہجے میں کہا۔ ”بہتر ہو لڑاں کیجئے۔“ دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔

”ہیلو مادام سپیکنگ۔“ چند لمحوں بعد رسیپور پر مادام کی آواز ابھری۔ ”مادام میں کرافکر بول رہا ہوں۔ آپ کے لیے ایک اہم اطلاع ہے۔ پرنس آف ڈھمپ یہاں نارکڈ زون میں موجود ہے۔“ کرافکر نے بڑے سنسنی خیز لہجے میں کہا۔

”کرافکر تم ہمیں کیا سمجھتے ہو۔ یہ درست ہے کہ معمولی سی لاپرواہی کی وجہ سے فارمولا ہمارے ہاتھ سے نکل گیا لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ ہم احمق ہیں۔“ مادام کا لہجہ یکجہت تلخ ہوتا چلا گیا۔

”آپ خواہ مخواہ ناراض ہو رہی ہیں مادام۔ میں نے درست کہا ہے۔“ کرافکر

کرا فنگر نے مشورہ دیتے ہوئے کہا۔

”آپ اپنے مشورے اپنے تک لکھیے ہم جو مناسب سمجھیں گے کریں گے۔ آپ اس معاملے میں پلیئر مداخلت نہ کریں ورنہ کسی قسم کی ناکامی کے ہم ذمہ دار نہ ہوں گے۔“ مادام کا لہجہ ایک بار پھر تلخ ہو گیا۔

”ٹھیک ہے مادام ہمیں تو فارمولا چاہیے یہ واقعی آپ کا کام ہے کہ آپ اسے کیسے حاصل کریں گے یہی ہم مداخلت نہیں کریں گے۔“ کرا فنگر نے جواب دیا اور اس کے ساتھ ہی رسیور رکھ دیا۔

اُس لمحے چیف کی گھڑی سے ایک بار پھر کون کون کی آوازیں نکلنے لگیں۔ اور چیف نے تیزی سے ونڈ ٹن کو دوبارہ مخصوص انداز میں دیا۔

”تھرتی ون سپیکنگ اور۔۔۔“ دوسری طرف سے تھرتی ون کی آواز ابھری۔
”یس چیف سپیکنگ اور۔“ چیف نے حکمانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”چیف ایک جرائم پیشہ گروپ جیکرز کے آدمی کیفے آلاک کے گروڈ پرامر سرگرمیوں میں مصروف ہیں اور ابھی ابھی انھوں نے کیفے آلاک کے خفیہ راستے سے ان ایشیائی لوگوں کو اغوا کر کے کاروں میں ڈالا ہے۔ یہ ایشیائی لوگ بے ہوش ہیں۔ ہم چونکہ صرف نگرانی کر رہے ہیں۔ اس لیے میں نے بہتر سمجھا کہ آپ کو اطلاع کر دوں۔ اور۔۔۔“ تھرتی ون نے کہا۔

”وہ ان کو کہاں لے جا رہے ہیں اور۔۔۔“ چیف نے چونکتے ہوئے کہا۔
”میرا اندازہ ہے ان کا ٹرک مادام ٹیلر مینشن کی طرف ہے لیکن جب تک وہ پہاڑی کی مخصوص سڑک پر مڑ نہ جائیں۔ اس وقت تک حتمی طور پر کچھ کہا نہیں جاسکتا اور۔۔۔“ تھرتی ون نے جواب دیا۔

”ٹھیک ہے تم ان کی نگرانی کرو اگر ان ایشیائی لوگوں کو مادام ٹیلر مینشن میں لے جایا جائے تو تم نے اس مینشن کی نگرانی کرنی ہے اور اگر کہیں اور لے جایا جائے تو مجھے فوراً اطلاع دینی ہے اور۔۔۔“ چیف نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اور۔۔۔ کے پاس اور۔۔۔“ دوسری طرف سے کہا گیا اور چیف نے ادور اینڈ آل کہہ کر رابطہ ختم کر دیا۔

”تو مادام ٹیلر نے پرنس آف ڈھمپ کے اغواء کے لیے جیکرز گروپ کی خدمات حاصل کی ہیں۔“ کرا فنگر نے کہا۔

”دیکھو ہو سکتا ہے کہ جیکرز گروپ اپنے طور پر کسی وجہ سے درمیان کو در پڑا ہو۔“ چیف نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”نہیں جیکرز گروپ صرف مقامی طور پر کام کرتا ہے۔ وہ کسی بین الاقوامی کام میں دخل اندازی نہیں کر سکتا بلکہ کرنے کے قابل ہی نہیں ہے۔“ کرا فنگر نے با اعتماد لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا اور چیف نے صرف سر ہلا دینے پر ہی اکتفا کیا۔ تقریباً دس منٹ تک کی خاموشی کے بعد ایک بار پھر وچ ٹر انسمیٹر سے کون کون کی آوازیں ابھریں اور چیف نے دوبارہ رابطہ قائم کر لیا۔

”یس چیف سپیکنگ اور۔۔۔“ چیف نے کہا۔

”تھرتی ون سپیکنگ۔ چیف جیکرز گروپ ان ایشیائیوں کو لے کر مادام ٹیلر مینشن کی طرف مڑ گیا ہے۔ کیا ہمیں مینشن کے اندر جانا ہو گا اور۔۔۔“ دوسری طرف سے تھرتی ون نے پوچھا۔

”نہیں بس تم یا ہر سے نگرانی کرو کسی کام میں مداخلت نہ کرو۔ ہاں

اگر یہ ایشیائی لوگ وہاں سے واپس آئیں یا کہیں اور لے جائے تو تم نے نگرانی کرنی ہے اور۔۔۔ چیف نے ہدایات دیتے ہوئے کہا اور پھر تھری ون کے او۔ کے کمنے پر اس نے بھی اور اینڈ آل کہہ کر رابطہ ختم کر دیا اور پھر گھڑی کو کلانی سے باندھنے میں مصروف ہو گیا۔

”تمہاری بات درست ہے۔ بہر حال اب میں چلتا ہوں۔ تم بھی حالات سے متعلق رہنا۔“ چیف نے اٹھتے ہوئے کہا اور کمراننگر بھی سر ہلاتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا اور پھر وہ چیف کو چھوڑنے پر چرچ تک آیا اور جب چیف کی کار پھاٹک کراس کر گئی تو پھاٹک بند کر کے وہ واپس اپنے دفتر کی طرف مڑتا چلا گیا۔

سپورٹس آپ مجھے بتائیں تو سہی کہ یہاں نارنگھڑوں میں آپ کا مشن کیا ہے۔۔۔ ارل جانسن نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا وہ اس وقت کیفے آلاک کے آرام دہ تہہ خانے میں بیٹھے کھانے کا انتظار کر رہے تھے۔

”یازمن ایسا ہے کہ مجھے کہتے ہوئے شرم آتی ہے۔“ عمران نے بڑی طرح شرماتے ہوئے کہا اور اہل جانسن اس کے انداز پر بے اختیار قہقہہ مار کر منہس پڑا۔ جبکہ کیٹن شکیل مسکرا دیا۔ البتہ تنویر اسی طرح سنجیدہ بنا بیٹھا تھا۔

”اچھا کچھ بھی ہو آپ مجھے بتائیں۔ میں اس سلسلے میں آپ کی بھرپور مدد کروں گا۔“ ارل جانسن نے ہنستے ہوئے کہا۔

”دراصل ایک لڑکی کو اغوا کرنا ہے لیکن وہ ظالم اس قدر خوبصورت ہے کہ اس کے سامنے جلتے ہی ہم بت بن جاتے ہیں اور حسن کی بارگاہ میں سلام کر کے واپس آ جاتے ہیں۔“ عمران نے بڑے شرماتے ہوئے انداز میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ایک لڑکی کو اغوا کرنے کے لیے آپ پاکیشیا سے یہاں آئے ہیں۔ ایسی کون سی لڑکی ہے آپ مجھے بتائیں میں ایک لمحے میں اُسے آپ کے سامنے پیش کر دیتا ہوں۔“ ارل جانسن نے حیرت سے آنکھیں میچاڑتے ہوئے کہا۔

”کیوں تنویر بتا دوں۔“ عمران نے تنویر سے مخاطب ہو کر کہا۔ ”سٹ آپ تم خواہ مخواہ اس بے چارے کو بے وقوف بنانے پر تلے ہوئے ہو۔“ تنویر نے بڑا سامنے بٹلتے ہوئے کہا۔

”یار یہ تنویر کسی کی مداخلت پسند نہیں کرتا۔ یہ کہتا ہے کہ کسی غیر محرم نے اس پر نظری ڈال دیں تو اس کا حصن گھنا جلے گا اور شادی تو اس سے تنویر نے کرتی ہے۔“ عمران نے سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا اور تنویر نے بڑا سامنے بنا کر دوسری طرف رخ پھیر لیا۔

”کیا واقعی آپ سنجیدہ ہیں۔“ ارل جانسن نے مشکوک لہجے میں کہا۔ ”ایک لڑکی ہے اس کا نام صوفیہ ہے وہ ابکرمیا کی مین لیبارٹری میں کام کرتی ہے۔ بس اُسی کا چکڑ ہے۔“ عمران نے کہا اور اس بار کہیں شیکل کے ساتھ ساتھ تنویر بھی چونک پڑا۔ مین لیبارٹری کا سن کر وہ دونوں سمجھ گئے تھے کہ عمران کیس کے سلسلے میں ارل جانسن کو حکم دے رہا ہے۔

”اوہ مین لیبارٹری لیکن وہ تو نارنگھ زون میں نہیں ہے۔ وہ تو فلاڈیلفیا میں ہے۔“ ارل جانسن نے چونکتے ہوئے کہا۔

”فلاڈیلفیا میں۔ مگر ہمیں تو پتہ چلا ہے کہ وہ نارنگھ زون میں ہے ہم خواہ مخواہ یہاں تم پر بوجھ آن بنے۔“ عمران نے سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔ ”وہ تو پرنس فلاڈیلفیا میں ہے۔ مجھے اس لیے علم ہے کہ میرا ایک کزن

اس میں کام کرتا ہے۔“ ارل جانسن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”کیا نام ہے تمہارے کزن کا۔“ عمران نے معصوم سے لہجے میں پوچھا۔ ”چرڈ آرک۔ وہ وہاں سیکورٹی انچارج ہے۔ ویسے اگر آپ کو اس لیبارٹری میں کوئی کام ہے تو میں آپ کو چرڈ آرک کے نام رقعہ دے سکتا ہوں وہ آپ سے پورا تعاون کرے گا۔“ ارل جانسن نے جواب دیا۔

”تمہارا کزن لیبارٹری کے اندر ہی رہتا ہے۔“ عمران نے پوچھا۔ ”نہیں لیبارٹری سے ہٹ کر آفیسرز کا لونی بنی ہوئی ہے۔ وہ وہاں رہتا ہے۔ باقاعدہ ڈیوٹی پر جاتا ہے۔“ ارل نے جواب دیا۔

”کیا وہ شادی شدہ ہے۔“ عمران نے پوچھا۔ ”نہیں کنوارا ہے۔ ویسے عیاشی آدمی ہے۔ اس لیے شادی کی پابندیوں سے بھاگتا ہے۔“ ارل نے جواب دیا۔

”اچھا اس کا پتہ بتا دو میں اس سے مل لوں گا۔“ عمران نے کچھ سوچتے ہوئے پوچھا۔

”آفیسرز کا لونی بلاک سیون بنگلہ نمبر ایون۔ مین لیبارٹری نام تو آپ کو پتہ ہی ہے۔“ ارل جانسن نے کہا۔

”بھٹک ہے تمہارا حوالہ دے کر اس سے مل لوں گا۔ چلو وہ اور کچھ نہ کرے صوفیہ سے تنویر کی بات چیت تو کر ہی دے گا۔ تنویر کے لیے اتنا ہی کافی ہے۔“ عمران نے سنجیدہ انداز میں مہرلاتے ہوئے کہا۔

”وہ سب کچھ کر سکتا ہے۔ آپ کی تمام خواہش پوری ہو سکتی ہیں۔ وہ ایسا ہی آدمی ہے۔“ ارل نے ہنستے ہوئے کہا۔

”کیا اس کا لونی میں جانے کے لیے کوئی چیلنگ تو نہیں ہے۔“ عمران

نے پوچھا۔

”نہیں لیبارٹری میں تو کسی بغیر متعلق آدمی کو داخل نہیں ہونے دیا جاتا۔
البتہ کالونی میں جانے پر کوئی پابندی نہیں ہے۔“ ارل نے جواب دیا۔
”اور کے تھینک یو۔ تم نے تو تمام مسئلہ ہی حل کر دیا۔“ عمران
نے بڑے ممنونانہ انداز میں کہا۔

اسی لمحے دو ویٹر ٹالیاں دھکیلتے ہوئے اندر داخل ہوئے۔

”اچھا آپ کھانا کھائیں میں چلتا ہوں۔ شام کو ملاقات ہوگی۔ میں نے
ایک کام کرنا ہے۔“ ارل جانسن نے اٹھتے ہوئے کہا اور پھر وہ
تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا تہہ خانے سے باہر نکلتا چلا گیا۔ جبکہ وہ سب کھانے
کی طرف متوجہ ہو گئے۔ ویٹروں نے بڑی پھرتی سے درمیانی میزوں پر کھانا
چن دیا۔ اور پھر وہ ادب سے ایک طرف ہٹ کر کھڑے ہو گئے۔

”تم لوگ جاؤ جب ضرورت ہوگی تمہیں بلا لیا جائے گا۔“ عمران نے
کہا اور ویٹر سر ہلاتے ہوئے کمرے سے باہر نکلتے چلے گئے۔

”آؤ بھئی کھانا تو کھاؤ پھر صوفیہ کو بھی ڈھونڈنے چلیں گے۔ بزرگ کہتے
ہیں کہ خالی پیٹ تو عشق بھی رفوچکر ہو جاتا ہے۔“ عمران نے کہا اور
سب مسکراتے ہوئے کھانے پر ٹوٹ پڑے۔ کھانا چونکہ خاص طور پر ان
کی فرمائش پر خصوصی طور پر پکوا یا گیا تھا اس لیے کھانا بے حد لذیذ اور
مزیدار تھا۔ اور ان سب نے پیٹ بھر کر کھانا کھایا۔ کھانے کے بعد
انہوں نے سویٹ ڈش کھائی اور پھر وہ آرام کرنے کے لیے قریب بچھے ہوئے
بستروں پر لیٹ گئے۔ جبکہ جوزف نے اپنی جیب سے شراب کی بوتل
نکال کر پینی شروع کر دی۔

”ابھی انہیں لیٹے ہوئے چند ہی لمحے گزرے ہوں گے کہ اچانک ان
سب کے سر گھومنے لگے۔ جوزف کے ہاتھ سے بوتل نکل کر نیچے گری۔
اور وہ دھڑام سے کرسی سے نیچے فرش پر گر پڑا۔

”اسے یہ کیا ہو رہا ہے۔“ کیٹین شکیل نے کہا اور پھر وہ بھی لڑھک
گیا۔ عمران نے اپنے ذہن پر قابو پانے کی کوشش کی لیکن بے سود
چند لمحوں بعد اس کے ذہن پر بھی تاریکی کا پردہ تیزی سے پھیلتا چلا
گیا۔ تنویر تو بستر پر لیٹے لیٹے ہی ہوش و حواس کی سرحد پار کر گیا تھا۔
عمران کے ذہن میں آخری تاثر یہی ابھرا تھا کہ کھانے میں انہیں بے ہوشی
کی دوا ملا کر دی گئی ہے۔ اس کے بعد کیا ہوا۔ اس کا اسے علم نہ ہو سکا۔

پھر جب اس کی آنکھ کھلی تو اس نے اپنے آپ کو ایک بڑے سے ہال کمرے
میں ایک کرسی پر بیٹھا ہوا پایا۔ اس کا پورا جسم نائیلون کی رسیوں سے بندھا
ہوا تھا۔ صرف اس کی گردن ہی حرکت کر سکتی تھی۔ ساتھ والی کرسیوں پر کیٹین شکیل
تنویر اور جوزف بھی موجود تھے۔ ان سب کی گردنیں ابھی تک ڈھکی ہوئی تھیں۔
عمران نے آنکھیں کھولتے ہی ادھر ادھر دیکھا۔ خاصا بڑا کمرہ تھا۔ لیکن کمرہ
ہر طرف سے بندھا تھا۔ کہیں کوئی دروازہ یا روشندان موجود نہ تھا۔ اس کے
باوجود کمرے میں گھٹن کا کوئی احساس نہ تھا۔ شاید خفیہ طور پر تازہ ہوا
کی آمد کا بندوبست کیا گیا تھا اور کمرے میں سولے ان لوگوں کے
اور کوئی آدمی یا فزینچر ٹائپ کی کوئی چیز موجود نہ تھی۔ عمران کا ذہن
گھومنے لگا کہ آخر وہ کہاں ہیں اور کن لوگوں کے قبضے میں ہیں۔ کیونکہ ارل جانسن
کے اس خفیہ تہہ خانے میں سے ان کالیوں باہر نکلتا اور پھر کھانے میں
بے ہوشی کی دوا۔ بات کچھ پہلے نہ پڑ رہی تھی۔ ایک لمحے کے لیے اسے

خیال آیا کہ شاید یہ سارا چکر ارل جانسن کا چلایا ہوا ہو۔ وہ شاید بین لیبارٹری کی وجہ سے کھٹک گیا ہو اور اس کی حب الوطنی جاگ اٹھی ہو۔ مگر پھر اس نے یہ خیال چھوڑ دیا۔ کیونکہ ارل جانسن اس وقت اٹھا تھا جب کھانا اندر آگیا تھا۔ اس وقت وہ کھانے میں کوئی چیز ملانے کے قابل بھی نہ تھا، اور پھر آہستہ آہستہ اس کے ساتھیوں کو بھی ہوش آتا گیا۔

”یہ ہم کہاں ہیں عمران صاحب۔“ تو بیر نے گھبرائے ہوئے لہجے میں پوچھا۔
 ”فی الحال تو یہی کہا جاسکتا ہے کہ کسی مہذب قسم کی جہنم میں ہیں۔“
 عمران نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔ اور پھر اس سے پہلے کہ کوئی اس کی بات کا جواب دیتا۔ اچانک سلسلے والی دیوار میں سرسراہٹ کی آواز گونجی اور پھر دیوار کا ایک حصہ تیزی سے ایک طرف کھٹک چلا گیا اور عمران سمیت سب کی نظریں دیوار میں پیدا ہونے والے اس خلا پر جم گئیں۔ دوسرے لمحے عمران کے حلق سے ایک طویل سانس نکل گئی۔ کیونکہ اسی خلا میں سے مادام ٹیلر اور مارٹن اندر داخل ہوئے تھے۔ ان کے پیچھے ایک آدمی اندر داخل ہوا۔ جس نے ایک بڑا سا اچھی کیس اٹھایا ہوا ان کے اندر آتے ہی دروازہ خود بخود بند ہوتا گیا۔ بیگ والا تو دیوار کے ساتھ بیگ رکھ کر کھڑا ہو گیا۔ جبکہ مادام ٹیلر اور مارٹن تیزی سے عمران کی طرف بڑھتے چلے آئے۔
 ”خوش آمدید مادام ٹیلر۔“ اچانک عمران کے منہ سے نکلا اور ملاوٹا ٹیلر چٹک کر رک گئی۔

”تو تمہیں ہوش آگیا۔“ مادام ٹیلر نے سخت لہجے میں کہا۔

”ہوش مادام جب سے تمہیں دیکھا ہے ہوش تو طویل رخصت پر چلے گئے ہیں۔ اور رخصت بھی بلا تنخواہ۔ اس لیے عاشقی کے ساتھ ساتھ فاقے

بھی ہو رہے ہیں۔“ عمران نے ڈھیٹ عاشقوں کے سر لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”جو اس مدت کو تم نے تو مجھے جیکر دینے کی کوشش کی تھی کہ تم پاکیشیا سے بول رہے ہو۔“ مادام نے غصیلے لہجے میں کہا۔

”میں نے سوچا کہ چلو آپ پر کیا مہمانی کا بوجھ ڈالنا ہے۔ آپ ہی مہمان بن جائیں۔ لیکن آپ کو شاید میزبانی کا شوق کچھ زیادہ ہی ہے۔ اس لیے آپ نے ہمیں ہی مہمان بنالیا۔“ عمران نے بڑے مطمئن لہجے میں کہا۔

”دیکھو علی عمران۔ تم اب ایسی جگہ پر ہو جہاں سے میری اجازت کے بغیر تمہاری روح بھی باہر نہیں جاسکتی۔ اس لیے اگر تم آسان موت کے خواہشمند ہو تو وہ فارمولا میرے حوالے کر دو۔“ مادام نے کرحت لہجے میں کہا۔
 ”ہوں آپ بڑی بھولی ہیں مادام روایتی محبوب کی طرح۔ کس کمبخت کی روح یہاں سے جانا چاہتی ہے۔ محبوب کا گھر تو عاشق کی جنت ہوتی ہے۔“ عمران نے بڑے ٹھوس لہجے میں کہا۔

”چلو ایسا ہی سہی ابھی تمہاری یہ ٹر ٹر ختم ہو جائے گی۔“ مادام نے سخت لہجے میں کہا اور پھر اس نے مڑ کر بیگ کے قریب کھڑے ہوئے آدمی کو اشارہ کیا اور اس آدمی نے تیزی سے بیگ اٹھایا اور عمران کی طرف بڑھتا چلا آیا۔ اس نے مادام کے قریب رک کر بیگ کو زمین پر رکھا اور پھر وہ بیگ کھولنے میں مصروف ہو گیا۔

”یہ تم کس شعبہ کے باز کو پکڑ لائی ہو۔ مجھے حکم کرو میں تمہیں ایسے شعبہ کے دکھاؤں کہ تم مادام کی بجائے سنہری چڑیا بن جاؤ۔“ عمران نے ہنستے ہوئے کہا۔

”ٹٹ آپ۔۔۔“ مادام نے غصے سے پیر پٹختے ہوئے کہا اُسی لمحے بیگ والے نے بیگ میں سے ایک بڑی سی بوتل نکال لی جس کا ڈھکن مضبوطی سے بند تھا۔

”پہلے اس کے پیر پر ڈالو تاکہ اُسے معلوم ہو جائے کہ یہ واقعی دنیا کا تیز ترین تیزاب ہے۔ اس کے بعد اس کے چہرے پر پلٹ دینا۔“ مادام نے اس آدمی سے مخاطب ہو کر انتہائی سخت لہجے میں کہا اور اس آدمی نے سر ہلاتے ہوئے بوتل کا ڈھکن کھولنا شروع کر دیا۔

”اپنے عاشق کا چہرہ لگاڑو گی مادام۔ پھر تو تمہیں بد صورت عاشق پر گزارا کرنا پڑے گا۔“ عمران کا لہجہ اُسی طرح مطمئن تھا۔

مادام نے کوئی جواب نہ دیا وہ اُسی طرح خاموش کھڑی رہی۔ بوتل والے نے ڈھکن کھولا اور پھر وہ تیزی سے عمران کی طرف بڑھنے لگا۔

”ٹھٹھو رک جاؤ تم کیا پوچھنا چاہتی ہو۔ تم تو ظالم محبوب ہو میں باز آیا ایسی محبت سے۔“ عمران نے اچانک سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”رک جاؤ۔“ مادام نے بوتل والے سے کہا اور بوتل والا ایک طرف ہٹ کر کھڑا ہو گیا۔ بوتل ابھی تک اس کے ہاتھ میں تھی۔

”مجھے اس فارمولے کی فلم چاہیے جو تم نے سیشل سے سبجری سے اڑائی ہے۔“ مادام نے سخت لہجے میں کہا۔

”وہ تو میں نے اُسی روز ہوسٹن کے ڈاکھلے سے سر داؤد کو واپس بھیجا دی تھی۔“ عمران نے سپاٹ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”پھر تم یہاں کیوں رک گئے تھے۔“ مادام نے پوچھا۔

”اب تم نے پوچھا ہے تو بتا دیتا ہوں میں نے اس فارمولے کا باقی حصہ

یہاں سے حاصل کرنا ہے۔ وہ فارمولا میرے ملک کی ایجاد ہے اور اس کا فائدہ میرے ملک کو ہی اٹھانا چاہیے۔“ عمران کے لہجے میں چٹانوں جیسی سنجیدگی تھی۔

”اوہ تو یہ بات ہے۔ بہر حال مجھے اس سے کوئی غرض نہیں کہ تم کیا کرنا چاہتے ہو اور کیا نہیں۔ مجھے فارمولا چاہیے۔“ مادام نے کہا۔

”تو جاؤ جا کر حاصل کر لو۔ پہلے بھی تو تم نے حاصل کر ہی لیا تھا۔“ عمران نے جواب میں سخت لہجہ اختیار کرتے ہوئے کہا۔

”نہیں تم یہاں سے ٹیلیفون کر دو اور سر داؤد سے کہو کہ وہ فارمولا تمہیں یہاں واپس بھیج دے۔ اس کے لیے تم جو چاہو بہانہ تراشو۔ مجھے اس سے

کوئی مطلب نہیں۔ البتہ میں تم سے ایک وعدہ کر سکتی ہوں کہ اگر تم اس فارمولے کی فلم مجھے منگوا دو تو میں تمہیں زندہ چھوڑ دوں گی۔ اس کے بعد میرا کوئی

مطلب نہیں کہ تم جو چاہو کرتے پھر و۔“ مادام نے کہا۔

”تم یا تو احمق ہو یا ضرورت سے زیادہ ہی معصوم بنتی ہو مادام۔ تم کیا سمجھتی ہو کہ میں اپنے ملک کا فارمولا خود ہی مجرموں کے حوالے کر دوں گا میں

نے فارمولا حاصل کرنے کا بعد تمہارا پیچھا چھوڑ دیا تھا کیونکہ مجھے معلوم تھا کہ تم صرف اکرا یہ پر حاصل کی گئی ہو۔ ورنہ میرا پہلا پروگرام ہی تھا کہ میں تمہیں

تمہارے مینشن میں تڑپا ترپا کر ماروں گا۔ لیکن اب تم خود ہی راستے میں آگئی ہو تو پھر اپنی موت کے لیے تیار ہو جاؤ۔“ عمران کا لہجہ بتدریج تلخ سے تلخ تر ہوتا چلا گیا۔

”اوہ تم میرے مینشن میں مجھے ہی دھمکیاں دے رہے ہو۔ شاید موت کو سامنے دیکھ کر تمہاری عقل غائب ہو گئی ہے۔“ مادام نے غصیلے

لہجے میں کہا۔

”تمہارے مینشن میں۔ تو کیا ہم اس وقت تمہارے مینشن میں ہیں۔“

عمران مینشن کا نام سن کر چونک پڑا۔

”تو تم کیا سمجھ رہے تھے کہ تم کیفے آلاک میں ہو اور وہ اہل تمہیں بچائے

گا۔ جہاں کوئی تمہیں سچانے نہیں سکتا۔“ مادام نے بڑے با اعتماد لہجے

میں کہا۔

”اچھا میں تو واقعی یہی سمجھ رہا تھا کہ میں ابھی کیفے میں ہی ہوں۔ مگر تم نے

میں وہاں سے کیسے اغوار کرا لیا۔“ عمران نے کہا۔

”اس سے تمہارا کوئی مطلب نہیں۔ میرے لیے کوئی کام مشکل نہیں

ہے۔“ مادام نے کہا اور وہ بوتل والے سے مخاطب ہو گئی۔

”سنو اس کے دونوں پیر گلا ڈالو۔ اس کے بعد اس کے دونوں بازوؤں

کا نمبر آئے گا اور آخر میں اس کا چہرہ اولہ پھر سب سے آخر میں دونوں

آنکھیں۔“ مادام نے بوتل والے سے مخاطب ہو کر کہا اور خود دو قدم

پیچھے ہٹتی چلی گئی۔ اور بوتل والا سر ہلاتا ہوا ایک بار پھر عمران کی طرف بڑھا۔

جب وہ عمران کے قریب پہنچا تو اچانک عمران نے ایک بار پھر اُسے دیکھتے

ہوئے مادام سے مخاطب ہو کر کہا۔

”سنو مادام میں تمہیں آخری بار وارننگ دے رہا ہوں کہ تم راستے

سے سبٹ جاؤ۔ ورنہ تمہارا انجام اتنا عبرت ناک ہو گا کہ تمہاری روح

بھی کسی کو شکل دکھانے کے قابل نہیں رہے گی۔“ عمران کے بچے

میں بے پناہ سنجیدگی نکلتی۔

”ہوں یہ گبڈر بھبھکیاں کسی اور کو دینا۔ ابھی تو میں نے تمہارے اس

حیثی سے سوا زو کا انتقام بھی لینا ہے۔“ مادام نے کرخت لہجے

میں جواب دیتے ہوئے کہا اور بوتل بردار نے ایک قدم آگے بڑھایا اور

پھر وہ بوتل سے تیزاب کو عمران کے بندھے ہوئے پیروں پر انڈیلنے کے

لیے جیسے ہی جھکا۔ عمران کے دونوں بازو جو گریسی کی پشت پر بندھے ہوئے

تھے بجلی کی سی تیزی سے حرکت میں آئے اور بوتل بردار ایک جھٹکے سے

ٹر کر عمران کی بھولی میں آگرا۔ بوتل اس کے ہاتھوں سے نکل کر فرش پر گری

اور اس میں سے تیزاب نکل کر فرش پر تیزی سے بہنے لگا۔ پھر اس سے

پہلے کہ مادام یا مارٹن سنبھلتے۔ عمران نے ایک لمحے سے بھی کم عرصے میں

اُسی آدمی کی جیب سے ریوا لور نکال کر اُسے فرش پر بہنے والے تیزاب

پر دھکیل دیا اور اس آدمی کی زبردست چیخوں سے ہال گونج اٹھا اس

کے جسم کا جو جو حصہ تیزاب سے ٹکرایا تھا۔ وہ گلنا شروع ہو گیا تھا اور وہ

اٹھ کر پانچلوں کی طرح پورے ہال میں دوڑنے لگا۔ وہ مسلسل چیخیں مار رہا

تھا۔ اس سے بچنے کے لیے مادام اور مارٹن تیزی سے پیچھے کی طرف ہٹے۔

اس افراتفری میں اس کی نظریں عمران کے ہاتھ میں پکڑے ہوئے ریوا لور پر پڑ

پڑیں اور نہ ہی اُسے اس بات کا خیال رہا کہ آخر عمران کے بندھے ہوئے

بازو کس طرح حرکت میں آگئے۔ عمران اسی انتظار میں تھا کہ بوتل والا مادام

کے قریب پہنچے اور پھر اس کا داؤ چل گیا۔ جیسے ہی تیزاب سے جلتا ہوا بوتل

والا مادام کے قریب پہنچا عمران نے فائر کر دیا۔ گولی اس آدمی کی پشت میں

لگی اور وہ اچھل کر مادام سے ٹکرایا اور پھر تکلیف کی شدت اور موت

کے آخری لمحات کی وجہ سے وہ مادام کے سامنے بُری طرح چمٹ گیا اور مادام

کے حلق سے بے اختیار چیخیں نکلتے لگیں۔ اس آدمی کے کپڑوں سے

لگا ہوا تیزاب مادام کے جسم پر بھی لگ گیا اور پھر مادام نے پوری قوت سے اُسے دور دھکیل دیا۔ مارٹن نے انتہائی پھرتی سے ریوالور نکالنا چاہا مگر عمران نے اطمینان سے دوسرا فائر کیا اور گولی اس کے سینے میں دھنستی چلی گئی اور وہ فرش پر گر کر تڑپنے لگا۔ اب مادام بھی پاگلوں کی طرح چیختی ہوئی اور کیڑے پھاڑتی ہوئی ہال میں چکرانے لگی اور ہال میں عمران کے قہقہے گونسنے لگے۔

”اب تم زیادہ خوبصورت ہو جاؤ گی مادام۔“ عمران نے قہقہے لگاتے ہوئے کہا اور اُسی لمحے شاید مادام کو ہوش آگیا اور وہ اٹھ کر اس جگہ کی طرف بھاگنے لگی جہاں دروازہ نمودار ہوا تھا۔ اس نے اس جگہ دیوار کی جڑ میں زور سے پیر مارا مگر دوسرے لمحے عمران نے ٹریگر دبا دیا اور مادام چیختی ہوئی اچھل کر پہلو کے بل فرش پر جا گری۔ گولی اس کے پہلو میں بڑی تھتی۔

نیچے گرتے ہی وہ چن لے تڑپتی رہی اور پھر ساکت ہو گئی۔ عمران نے بڑی پھرتی سے اپنے جسم کی باقی رسیاں کھولنا شروع کر دیں اور پھر اس نے کمرسی پر سے پھیلانگ لگائی اور نیچے پڑے ہوئے تیزاب کو پھیلانگ کر صاف جگہ پر جا کھڑا ہوا۔

”عمران صاحب اگر اس آدمی کی جیب میں یہ ریوالور نہ ہوتا تب تو بڑی مشکل بن جاتی۔“ کیپٹن شکیل نے کہا۔

”تم نے مجھے صرف عاشق ہی سمجھ رکھا ہے۔ میں نے پہلے ہی اس کی جیب سے ریوالور کا انبار دیکھ لیا تھا۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر وہ تیزی سے تیزاب سے بچتا بچتا آگے بڑھا اور اس نے چند

ہی لمحوں میں کیپٹن شکیل کی رسیاں کھول ڈالیں۔

”تم باقی تمام لوگوں کو کھولو میں ذرا مادام کی تیمارداری کروں۔“ عمران نے کیپٹن شکیل سے مخاطب ہو کر کہا اور پھر وہ تیز تیز قدم اٹھاتا مادام کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اس نے مادام کی بتض بکڑ کر دیکھی۔ دوسرے لمحے مطمئن انداز میں اس نے اس کا ہاتھ چھوڑ دیا۔

مادام صرف بے ہوش تھی۔ گولی نے اس کی کھال کو پھاڑا تھا۔ اس لیے اس کے مرنے کا فوری خطرہ بھی نہ تھا۔ عمران مادام کا بازو چھوڑ کر تیزی سے اس دیوار میں بننے والے دروازے کی طرف متوجہ ہوا اور پھر اُس نے اُسی جگہ پر پیر مارا تو دروازہ ایک بار پھر بند ہو گیا۔

”ارے ارے آپ نے تو دروازہ بند کر دیا۔“ کیپٹن شکیل نے دروازہ بند ہوتے ہی چونک کر کہا وہ اس وقت تنویر کی رسیاں کھولنے میں مصروف تھا۔

فی الحال اسے بند ہی رہنا چاہیئے۔“ عمران نے کہا اور پھر اُس نے جھک کر مادام کو اٹھایا اور اُسے لاکر اپنی والی کمرسی پر بٹھا دیا۔ کمرسی کھینچ کر اُس نے صاف جگہ پر کر دی۔ مادام کو کمرسی پر بٹھا کر اُس نے رسیوں سے ابھی طرح باندھ دیا۔ اور پھر وہ ایک کمرسی کے پائے کے ساتھ ٹکی ہوئی تیزاب کی بوتل کی طرف متوجہ ہوا۔ اس نے ہاتھ بڑھا کر وہ بوتل اٹھالی۔ اس کی تہ میں ابھی خاصی تعداد میں تیزاب موجود تھا۔ اس نے بوتل اٹھا کر مادام کی کمرسی کے قریب رکھی اور پھر وہ اس بیگ کی طرف متوجہ ہوا۔ اس نے بیگ کے اندر جھانکا اور پھر ہر تارے لگا۔ بیگ میں اذیت دینے والی بے شمار جدید چیزیں موجود تھیں اور اُسے

بیگ کے کونے میں رکھی ہوئی ایک چھوٹی سی بوتل نظر آگئی اور وہ بوتل عمران نے نکال لی۔ اس کا ڈھکن کھول کر اُسے سونگھا اور پھر مطمئن انداز میں مادام کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ یہ الکلی کی بوتل تھی جو تیزاب کا اثر ختم کرنے کے کام آتی تھی۔ اس نے بوتل میں موجود محلول کو مادام کے جسم کے ان حصوں پر انڈینا شروع کر دیا۔ جہاں جہاں تیزاب نے اس کی کھال کو تھپسا دیا تھا۔ تیزاب چونکہ محدود تعداد میں لگا تھا۔ اس لیے اس نے صرف کھال ہی تھپسائی تھی ابھی گوشت گھسنے کی نوبت نہ آئی تھی اور پھر اُس نے مادام کے پیلو میں جہاں گولی لگی تھی۔ مارٹن کی قمیض پھاڑ کر پی باندھ دی۔ تاکہ وہاں سے خون رسنا بند ہو جائے۔

اب تنویر کیپٹن شکیل اور جوزف کریسیوں سے اٹھ کر عمران کے پیچھے خاموش کھڑے ہوئے تھے۔

اس تمام کام سے فائدہ ہونے کے بعد عمران نے مادام کی ناک ایک ہاتھ سے اور دوسرے ہاتھ سے اس کا منہ بند کر دیا۔ چند لمحوں بعد ہی مادام کے جسم میں حرکت پیدا ہونی شروع ہو گئی اور عمران اس کی ناک اور منہ چھوڑ کر دو قدم پیچھے ہٹ گیا۔ اس نے کرسی کے قریب پڑی ہوئی تیزاب کی بوتل اٹھالی۔ چند لمحوں بعد مادام کی آنکھیں کھل گئیں اور آنکھیں کھلتے ہی اس کے منہ سے کمرہ نکلی۔ اس کے چہرے پر شدید ترین تکلیف کے آثار اُبھر آئے تھے۔ وہ پھٹی پھٹی آنکھوں سے ماحول کو دیکھنے لگی۔ اُسے عمران اور اس کے ساتھی آزاد حالت میں اپنے سامنے کھڑے دکھائی دے رہے تھے جبکہ وہ خود کرسی سے بندھی ہوئی تھی اور سامنے بیگ والا اور مارٹن کی لاشیں پڑی ہوئی تھیں۔

”تت تت تم نے یہ سب کیسے کیا۔ تمہاری مکمل تلاشی لی گئی تھی۔ پھر یہ ریوالور۔“ مادام نے اٹک اٹک کر گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

”یہ ریوالور تھکے ہی ساتھی کا تھا۔ مادام تم نے اپنے ساتھیوں کی بھی تلاشی لے لی تھی۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”مم۔ مگر یہ رسیاں۔“ مادام نے اپنے جسم کو کسمساتے ہوئے کہا۔

”عاشقوں کے لیے یہ رسیاں کچھ دھلکے بن جاتی ہیں مادام۔ اب دیکھو میرے ہاتھ میں اُسی تیزاب کی بوتل ہے جو تم میرے اوپر انڈینا چاہتی تھیں۔ اس میں آنا تیزاب موجود ہے کہ تمہارا یہ خوبصورت چہرہ اور خوبصورت جسم بگڑ سکے اور تم چلتی پھرتی چڑیل نظر آؤ۔ بولو کیا خیال ہے۔“ عمران نے بوتل کو آگے بڑھاتے ہوئے کہا۔

”نن نن۔ یہ ظلم مت کرو۔ مجھے مار ڈالو مگر مجھے بد صورت مت کرو۔“ مادام نے دہشت بھرے لہجے میں کہا۔ اس کی آنکھیں بوتل دیکھ کر پھٹی چلی گئی تھیں۔

”اوہ ہو کتنی خوفزدہ ہو رہی ہو۔ میری بار تو تمہارا چہرہ چہک رہا تھا۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”مجھ سے غلطی ہو گئی۔ مجھے معاف کر دو۔“ مادام نے عاجزانہ لہجے میں کہا۔

”میں نے تو معاف کر دیا تھا مگر تم نے خود ہی مجھے یہاں بلوایا۔ اب بھگتو۔“ عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”میں کہہ رہی ہوں مجھے معاف کر دو۔ میں اب کچھ بھی نہ کروں گی۔“ مادام کا لہجہ سخت دہشت زدہ سا تھا۔

”تم کو بھی کچھ نہ سکوگی مادام۔ یہ تیزاب تمہیں کچھ کرنے کے قابل بھی نہ چھوٹے گا۔“ عمران نے کہا اور پھر اس نے ایک قدم آگے بڑھا دیا اور مادام نے دہشت زدہ ہو کر بے اختیار چیخیں مارتی شروع کر دیں۔

”اے اے اتنی گھبراہٹوں گئی ہو تم بہت خوبصورت ہو اور کسی چیز کی اکثریت اچھی نہیں ہوتی۔ اس لیے تھوڑی سی بد صورتی تمہارے لیے بڑی فائدہ مند رہے گی۔“ عمران نے بوتل کو مادام کے چہرے کی طرف جھکاتے ہوئے کہا۔

”رک جاؤ۔ رک جاؤ خدا کے لیے رک جاؤ۔“ مادام نے بڑی طرح چیختے ہوئے کہا۔

”کیوں رک جاؤں۔ اگر میں رک گیا تو پھر میری روح تمہارے اس مینشن سے کیسے نکل سکے گی۔“ عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”تم جو کہو میں کہنے کو تیار ہوں میں تمہیں حفاظت یہاں سے نکال سکتی ہوں۔ پلیز مجھ پر رحم کرو۔“ مادام نے پھٹے پھٹے لہجے میں کہا۔

”پہلے تم یہ بتاؤ کہ تمہیں ہمارے متعلق کیسے پتہ چلا۔“ عمران نے کچھ سوچتے ہوئے کہا اور مادام نے تیزی سے میکرو کے فون سے لے کر ان کے یہاں پہنچنے تک ساری تفصیل بتا دی۔ اس کے ساتھ ہی اس نے یہ بھی بتا دیا کہ کراؤنگر کا فون آیا تھا وہ بھی تمہارے کیفے آلاک میں موجودگی سے واقف تھا۔

”اوہ اچھا۔ پھر کراؤنگر نے کیا کہا۔“ عمران نے چونکے ہوئے کہا۔

”وہ اس بات پر زور دے رہا تھا کہ میں تم سب کو فوری طور پر قتل کر دوں۔ لیکن میں نے اُسے جھڑک دیا۔“ مادام نے کہا۔

”ہاں بھلا تم اپنے عاشق کو کیسے مار سکتی تھیں مادام۔ تم نے صرف ہمیں

دعوت پر یہاں بلایا تھا۔“ عمران نے بڑے سنجیدہ انداز میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔ اور مادام ہونٹ بھینچ کر خاموش ہو گئی۔

”سنو مادام تم کراؤنگر کو فون کر کے اُسے بتاؤ گی کہ تم نے عمران اور اس کے ساتھیوں کو ختم کر دیا ہے اور اس کی لاشیں تیزاب کے حوض میں ڈال کر گلا دی ہیں۔“ عمران نے کچھ دیر کی خاموشی کے بعد کہا۔

”ٹھیک ہے میں اُسے یہ کہہ دوں گی۔“ مادام نے فوراً ہی صامی بھرتے ہوئے کہا۔

”دیکھو مادام یہ تمہاری زندگی اور تمہارے حُسن کے بچاؤ کا آخری موقع ہے۔ اگر تم نے واقعی غلط حرکت کرنے کی کوشش کی۔ تو ہمارے ساتھ جو کچھ ہوگا بعد میں ہوگا۔ میں یہ بوتل پوری تم پر انڈیل دوں گا۔“ عمران نے انتہائی سخت لہجے میں کہا۔

”تم مجھے معاف کر دو۔ تم جو کہو گے میں ویسے ہی کروں گی۔“ مادام نے انتہائی عاجزانہ لہجے میں کہا اور عمران کو اس کی آنکھوں کے تاثرات سے ہی اس بات کا یقین ہو گیا۔ کیونکہ وہ خوبصورت عورتوں کی نصیحت کو اچھی طرح جانتا تھا کہ وہ موت تو قبول کر سکتی ہیں لیکن بد صورتی برداشت نہیں کر سکتیں۔ اس لیے اُسے یقین تھا کہ تیزاب کی بوتل کی دھمکی ریو الو سے بھی زیادہ کارگر رہے گی۔

”تنویر اُسے کھول دو۔“ عمران نے تنویر سے مخاطب ہو کر کہا اور تنویر نے اُسے بڑھ کر مادام کی رسیاں کھولنا شروع کر دیں اور عمران نے جیب سے ریو الوز نکال کر قریب کھڑے کیپن شکیل کی طرف بڑھا دیا کیپن شکیل نے ریو الوز جیب میں ڈال لیا۔

”تنویر اُسے کھول دو۔“ عمران نے تنویر سے مخاطب ہو کر کہا اور تنویر نے اُسے بڑھ کر مادام کی رسیاں کھولنا شروع کر دیں اور عمران نے جیب سے ریو الوز نکال کر قریب کھڑے کیپن شکیل کی طرف بڑھا دیا کیپن شکیل نے ریو الوز جیب میں ڈال لیا۔

”تنویر اُسے کھول دو۔“ عمران نے تنویر سے مخاطب ہو کر کہا اور تنویر نے اُسے بڑھ کر مادام کی رسیاں کھولنا شروع کر دیں اور عمران نے جیب سے ریو الوز نکال کر قریب کھڑے کیپن شکیل کی طرف بڑھا دیا کیپن شکیل نے ریو الوز جیب میں ڈال لیا۔

”تنویر اُسے کھول دو۔“ عمران نے تنویر سے مخاطب ہو کر کہا اور تنویر نے اُسے بڑھ کر مادام کی رسیاں کھولنا شروع کر دیں اور عمران نے جیب سے ریو الوز نکال کر قریب کھڑے کیپن شکیل کی طرف بڑھا دیا کیپن شکیل نے ریو الوز جیب میں ڈال لیا۔

”تنویر اُسے کھول دو۔“ عمران نے تنویر سے مخاطب ہو کر کہا اور تنویر نے اُسے بڑھ کر مادام کی رسیاں کھولنا شروع کر دیں اور عمران نے جیب سے ریو الوز نکال کر قریب کھڑے کیپن شکیل کی طرف بڑھا دیا کیپن شکیل نے ریو الوز جیب میں ڈال لیا۔

”تنویر اُسے کھول دو۔“ عمران نے تنویر سے مخاطب ہو کر کہا اور تنویر نے اُسے بڑھ کر مادام کی رسیاں کھولنا شروع کر دیں اور عمران نے جیب سے ریو الوز نکال کر قریب کھڑے کیپن شکیل کی طرف بڑھا دیا کیپن شکیل نے ریو الوز جیب میں ڈال لیا۔

رسیاں کھلتے ہی مادام اچیل کر کھڑی ہو گئی۔ اب اس کے چہرے پر اطمینان کے تاثرات ابھر گئے تھے۔ اور پھر وہ دروازے کی طرف بڑھی۔ دروازے کے قریب ہی مارٹن کی لاش پڑی تھی۔ مادام اس کے قریب پہنچ کر رک گئی۔ اس کے چہرے پر بے پناہ تکلیف کے آثار ابھر آئے۔ ”تم نے ظلم کیا ہے۔ پہلے سواز کو ختم کر دیا اور اب مارٹن کو بھی۔“ مادام نے ڈوبتے ہوئے لہجے میں کہا۔

”مارٹن نہیں مادام ہائی برڈ کہو۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ ”ہاں اب تو اس کا اصل نام لینے سے بھی کوئی ترق نہیں پڑتا۔“ مادام نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور پھر آگے بڑھ کر اس نے دیوار کی جڑ میں زور سے پیر مارا تو دیوار میں دروازہ نمودار ہو گیا اور مادام قدم بڑھاتی دوسری طرف نکل گئی تھی۔ اس کے پیچھے عمران ہاتھ میں تیزاب کی بوتل پکڑے چل رہا تھا جبکہ باقی افراد اس کے پیچھے تھے۔ یہ ایک طویل راہداری تھی۔ راہداری کے آخر میں لوہے کا ایک مضبوط دروازہ تھا۔ جو بند تھا۔ مادام نے اس دروازے کے قریب جا کر اس پر مخصوص انداز میں تین بار دستک دی۔ تو دروازے کے اوپر سے ایک آواز اندر آئی۔

”دور کوڈ بتائیے۔“ بولنے والے کا لہجہ بے حد سخت تھا۔

”آئی برڈ تھری سکس میں مادام ہوں دروازہ کھول دو۔“ مادام نے سنجیدہ لہجے میں کہا اور اس کا فقرہ مکمل ہوتے ہی دروازہ خود بخود کھلتا چلا گیا۔ کیپٹن شکیل اور تنویر دل ہی دل میں عمران کی عقلمندی پر داد و تحسین کے ڈونگے برسے میں مصروف ہو گئے کیونکہ اگر مادام کو وہ اس انداز میں ٹریپ نہ کرتا۔ تو پھر یہاں سے صحیح سلامت نکلنا ایک مسئلہ بن جاتا۔ دروازہ

کھلتے ہی مادام آگے بڑھی اور اس کے پیچھے یہ لوگ بھی آگئے۔ دروازے کی دوسری طرف مشین گنوں سے مسلح چار افراد موجود تھے وہ حیرت سے مادام اور ان لوگوں کو دیکھنے لگے۔ لیکن خاموش رہے۔

”پیکو مارٹن اور ایون تھری کی لاشیں ہاں سے اٹھا کر برقی بھٹی میں ڈال دو۔“ مادام نے ایک مسلح آدمی سے مخاطب ہو کر کہا۔ ”لاشیں۔“ پیکو نے بڑی طرح چونکتے ہوئے کہا۔

”ہاں ان دونوں نے مجھ سے غداری کرنے کی گستاخی کی تھی۔“ مادام نے کرخشت لہجے میں کہا اور پھر آگے بڑھتی چلی گئی۔

مختلف راہداریوں سے گزرنے کے بعد وہ ایک بڑے کمرے میں داخل ہوئی۔ یہ کمرہ دفتر کے اندر میں سمجھا ہوا تھا۔ عمران اور اس کے ساتھی بھی اس کے ہمراہ ہی تھے۔

”اب میں کراؤنگ کو فون کرتی ہوں اس کے بعد تم لوگ چلے جاؤ گے۔“ مادام نے میز پر پڑے ہوئے فون کو اپنی طرف کھسکاتے ہوئے کہا۔

”تو اور کیا ہم نے یہاں کرکٹ کھیلنی ہے۔“ عمران نے براہ سائنہ بناتے ہوئے جواب دیا اور مادام نے سر ہلاتے ہوئے ریور اٹھایا اور پھر تیزی سے نمبر ڈائل کرنے لگی۔ چند لمحوں بعد دوسری طرف سے آواز اچھی۔ ”بیس کون بول رہا ہے۔“ بولنے والا گواہ بدل کر بول رہا تھا۔ لیکن عمران اس کے لہجے سے ہی سمجھ گیا کہ وہ کراؤنگ ہے۔

”ہیلو کراؤنگ میں مادام بول رہی ہوں۔“ مادام نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔ ”اوہ مادام کیا ہوا۔ اس پرنس آف ڈھمپ کا۔“ کراؤنگ نے دوسری طرف سے اشتیاق آمیز لہجے میں پوچھا۔

”کیا ہونا چاہیے تھا۔ میں نے اس سے تمام معلومات حاصل کر کے اُسے اس کے ساتھیوں سمیت موت کے گھاٹ اتار دیا ہے۔ ان کی راکھ اس وقت برقی بھٹی کی تہ میں پڑی ہوئی ہے۔“ مادام نے مونٹ بھینچتے ہوئے جواب دیا۔ اس کی نظریں عمران کے ہاتھ میں موجود تیزاب کی بوتل پر جمی ہوئی تھیں۔

”اوہ کیا واقعی۔“ کرافگر نے چونکے ہوئے پوچھا۔

”کرافگر میں نے اس لیے فون نہیں کیا کہ تم کو رپورٹ دے کر اس کے سچ جھوٹ کی وضاحت کرتی رہوں۔“ مادام کا لہجہ بے حد کرحشت ہو گیا۔

”اوہ مادام ناراض ہونے کی بات نہیں۔ دراصل اس پرنس کے بارے میں اس قدر باتیں سننے میں آئی ہیں کہ اس کی موت کا یقین نہیں آتا۔“ کرافگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”بہر حال تمہیں یقین آئے یا نہیں۔ یہ میرا مسئلہ نہیں ہے۔ میں نے جو کہا ہے وہ درست ہے۔ میں نے تمہیں اس لیے فون کیا ہے کہ اس پرنس نے مجھے بتا دیا ہے کہ وہ فارمولے کا دوسرا حصہ حاصل کرنے کے لیے یہاں رکھا تھا۔ میں نے سوچا کہ میں ایسا نہ ہو کہ وہ پہلے ہی یہاں موجود فارمولا حاصل کر چکا ہو۔ اسی طرح تو تمہارے لیے فارمولے کا پہلا حصہ بیکار ہو جائے گا۔ ویسے اس کی تلاش میں اس قسم کی کوئی چیز اس سے یا اس کے ساتھیوں سے برآمد نہیں ہوئی۔“ مادام نے کہا۔

”ایسی کوئی بات نہیں مادام یہ فارمولا یہاں سے حاصل کرنا کسی کے لیے بھی ناممکن ہے۔“ کرافگر نے طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

”اور کے ٹھیک ہے بس میں یہی پوچھنا چاہتی تھی۔“ مادام نے کہا۔

اور پھر اس نے رسیور رکھ دیا۔

”ٹھیک ہے میں نے ٹھیک کہا ہے نا۔“ مادام نے کن آنکھوں سے عمران کے ہاتھ میں پکڑی ہوئی بوتل کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

”اپنے کسی آدمی کو بلاؤ اور اُسے میک آپ باکس اور سہارے لیے کپڑے لانے کا حکم دو۔“ عمران نے بوتل پر ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا۔ اور مادام نے سر ہلا دیا اور پھر اُس نے انٹرکام کا بٹن دبا کر یہی آرڈر دہرایا۔

چند لمحوں کے بعد دونوں جوان اندر داخل ہوئے۔ ان میں سے ایک ہاتھ میں بڑا سا میک آپ باکس اور دوسرے کے ہاتھ میں پلاسٹک کا ایک بڑا سا مقبلا تھا۔

”ٹھیک سے رکھ کر جاؤ۔“ مادام نے کہا اور وہ دونوں ان چیزوں کو میز پر رکھ کر واپس کمرے سے نکل گئے۔

”کیپٹن شکیل یہ بوتل لے کر کھڑے ہو جاؤ۔“ مادام اگر کوئی بھی مشکوک حرکت کرے تو بڑی تسلی سے اس کا چہرہ بگاڑ دینا۔“ عمران نے کیپٹن شکیل سے مخاطب ہو کر کہا اور کیپٹن شکیل نے آگے بڑھ کر عمران کے ہاتھ سے بوتل مقام لی۔ اور ایک سائیڈ میں بڑے مطمئن انداز میں کھڑا ہو گیا۔ عمران نے سب سے پہلے اپنا میک آپ کیا پھر تنویر اور جوزف کا میک آپ ہوا۔ جوزف کو عمران نے افریقی کی بجائے یورپین بنا دیا اور مادام کی آنکھیں حیرت سے چٹکتی چلی گئی۔ وہ یوں عمران کو دیکھ رہی تھی جیسے اُسے عمران کی حیرت انگیز صلاحیتوں پر یقین نہ آ رہا ہو۔ اگر یہ میک آپ مادام کے سامنے نہ ہوتے تو مادام کو زندگی بھر اس بات پر یقین نہ آتا کہ یہ لوگ میک آپ میں ہیں۔ پھر عمران کے کہنے پر بوتل تنویر کے ہاتھ میں پہنچ گئی اور عمران

بڈیوں کے ڈھانچوں میں تبدیل ہوتے جا رہے ہیں۔ بے پناہ اور اچانک تکلیف کی وجہ سے ان کے ذہنوں پر اندھیروں نے یلغار کر دی اور وہ سارے پلٹ پھٹنے میں دھڑام سے راہداری کے فرش پر گر گئے۔ چلے گئے۔ عمران کے ہاتھ میں پکڑی ہوئی بوتل اس کے ہاتھ سے چھوٹ کر پختہ فرش پر گری اور ایک چھنکے سے ٹوٹی چلی گئی اور بوتل میں موجود سیال ان کے بے ہوش جسموں سے ٹکراتا ہوا آگے بہتا چلا گیا۔ جہاں جہاں وہ تیزاب ٹکراتا وہیں وہیں ان کے جسموں سے دھواں سانکنے لگا اور راہداری مادام کے فاسخانہ تہقہوں سے گورخ اٹھی۔

نے کیپٹن شکیل کا میک آپ کیا۔
 ”اب تمہیں ہمارے ساتھ چلنا ہو گا۔ جب ہم محفوظ مقام پر پہنچ جائیں گے تو ہم تمہیں آزاد کر دیں گے۔“ عمران نے مادام سے مخاطب ہو کر کہا۔
 ”چلو میں تیار ہوں۔“ مادام نے بڑے مطمئن لہجے میں کہا اور پھر اٹھ کر کمرے سے باہر کی طرف چل پڑی۔ عمران اسی طرح بوتل ہتھامے اس کے پیچھے تھا اور اس کے پیچھے یاتی لوگ۔ مختلف راہداریوں سے گزرنے کے بعد مادام ایک اور راہداری کے دروازے میں داخل ہوئی۔ اس راہداری کے دروازے پر مخرج رنگ کا بلب جل رہا تھا۔ جو کہ مادام کے داخل ہوتے ہی سبز ہو گیا۔ یہ ایک طویل راہداری تھی۔ اور چھت پر مختلف رنگوں کے بلبوں کی ایک طویل قطار نظر آرہی تھی۔ اس راہداری میں داخل ہوتے ہی عمران لاشعوری طور پر محتاط ہو گیا۔ اس لیے وہ مادام کے بالکل ساتھ ساتھ چل رہا تھا لیکن ابھی انہوں نے آدھی راہداری ہی کر اس کی تھی کہ اچانک مادام یوں لڑکھڑائی جیسے اس کا پیر پٹ گیا ہو اور لڑکھڑاتے ہوئے وہ تیزی سے آگے کو بڑھی۔ عمران اس کے اچانک لڑکھڑانے پر بڑی طرح چونکا۔ مگر اس کا یہ چونکنا اس کے کسی کام نہ آیا۔ کیونکہ پلٹ پھٹنے میں سر کی آواز سے اس کے اور مادام کے درمیان شفاف شیشے کی ایک دیوار کھڑی ہو گئی۔ دیوار چونکہ فرش سے نکلی تھی۔ اس لیے عمران چھلانگ نہ لگا سکا۔ دیوار درمیان میں آتے ہی وہ سب بڑی طرح اچھلے اور اسی لمحے چھت پر لگے ہوئے بلب تیزی سے جلنے بجھنے لگے اور پھر ایک بلب میں مخرج رنگ کی تیز روشنی نکلی اور انہیں یوں محسوس ہوا جیسے ان کے جسموں پر سے گوشت بلکھٹ غائب ہوتا چلا گیا ہے اور وہ گوشت پوست کے انسانوں کی بجائے

”میں کہتا ہوں کہ میرے مہمان آخر کس طرح اغوار ہوئے۔ کس نے انہیں اغوار کیا۔“ ارل جانسن غصے کی شدت سے پاگل ہو گیا۔ اُسی لمحے دروازہ کھلا اور دو مستح آدمی ایک ادھیڑ عمر آدمی کو دھکیلتے ہوئے اندر داخل ہوئے اس ادھیڑ عمر آدمی کا چہرہ جگہ جگہ سے پھٹ گیا تھا۔ یوں لگتا تھا جیسے اس پر بے پناہ تشدد کیا گیا ہو۔ اس کے دونوں ہاتھ پشت پر لوہے کی تھکڑی سے بندھے ہوئے تھے اور اس سے اپنے پیروں پر کھڑا نہ ہوا حیار ہا تھا۔ اندر داخل ہوتے ہی ان دونوں نے اس ادھیڑ عمر آدمی کو زور سے دھکا دیا۔ اور وہ منہ کے بل فرش پر جا گرا اور اس کے حلق سے دردناک چیخ نکل گئی۔ ”میکور۔ کیا مطلب کیا ہوا اسے۔“ ارل جانسن نے آنے والے کی حالت دیکھ کر حیرت سے چونکتے ہوئے کہا۔

”باس اس نے قبول کر لیا ہے کہ اس نے مہانوں کے کھانے میں بے ہوشی کی دواملاتی تھی اور اسی کے کہنے پر جبکہ زگر وپ نے مہانوں کو اغوا کر لیا ہے۔“ ایک آدمی نے تلخ لہجے میں کہا۔

”اوہ تو یہ وہ غدار جس نے مجھے ذلیل کر دیا ہے۔“ ارل جانسن نے اچھلتے ہوئے کہا۔ اس کی تند نظریں فرش پر پڑے ہوئے میکور پر جمی ہوئی تھیں۔

”باس کمرے کی حالت بتا رہی تھی کہ مہانوں کو بے ہوشی کے عالم میں اغوا کیا گیا ہے۔ اس لیے یہیں شک پڑا کہ ان کے کھانے میں کوئی چیز ملائی گئی ہے۔ چنانچہ ہم نے کچن سے اپنی تفتیش کا آغاز کیا اور پھر ڈش واش کرنے بتایا کہ آخری لمحوں میں جب کھانا تیار تھا میکور بڑے چم اسرار انداز میں اندر داخل ہوا تھا اور اس نے ڈش واش کو سگمہ ریٹ اٹھا لانے

ارل جانسن کا چہرہ غصے کی شدت سے بگڑا ہوا تھا۔ آنکھوں میں وحشت کے چراغ پوری شدت سے جل رہے تھے۔ اس کے سامنے دو مستح نوجوان بھیگی بلی بنے کھڑے ہوئے تھے۔

”انسوس ناک انتہائی افسوس ناک ارل جانسن کو اب خودکشی کر لینی چاہیے۔“ اس کے مہمان اُس کے گھر سے اغوار کر لیے جائیں۔“ ارل جانسن نے میز پر بار بار مکے ملتے ہوئے چیخ چیخ کر کہنا شروع کر دیا۔ اُسے ابھی ابھی اطلاع ملی تھی کہ اس کے مہمان تہہ خزانے سے غائب ہو گئے ہیں اور ارل جانسن بھاگتا ہوا دہاں گیا۔ دہاں اُن کا بکھرا ہوا سامان اور فرش پر شراب کی ٹوٹی ہوئی بوتل دیکھ کر ہی وہ سمجھ گیا تھا کہ انہیں اغوار کر کے لے جایا گیا ہے اور پھر جیسے پورے کیفے میں زلزلہ آگیا۔ ارل جانسن غصے کی شدت سے پاگل ہو گیا وہ اپنا سر اور کپڑے نوچنے لگا۔ اس کا پورا گرد پ پاگلوں کی طرح دوڑ بھاگ کرنے لگا۔ کہ آخر یہ سب کچھ کیسے ہوا۔ کیوں ہوا۔

کے بہانے باہر بھیج دیا تھا۔ جس پر ہمیں شک پڑا۔ اور ہم نے اُسے پکڑا مگر پہلے تو یہ سرے سے انکار کرتا رہا۔ لیکن آپ جانتے ہیں کہ ہمارے سامنے پتھر بھی حقیقت اگل دیتے ہیں۔ چنانچہ آخر کار اس نے ساری باتیں اگل دیں۔ جیکر زگر وپ کو تہہ خانے کا خفیہ راستہ بھی اس نے دکھایا تھا۔ اسی آدمی نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”اوہ مگر کس لیے۔ کیوں۔ اس کا میرے مہانوں سے کیا تعلق۔ اور یہ کہاں لے گیا ہے انھیں۔“ ارل جانسن نے غصے کی شدت سے پیر پختے ہوئے کہا۔

”باس یہاں آکر یہ خاموش ہو جاتا ہے۔ ہم نے اس پر تشدد کی انتہا کر دی۔ لیکن اس کی زبان اس مسئلے پر بند ہو گئی ہے۔ ہم نے سوچا کہ اسے مارنے سے پہلے آپ کے سامنے پیش کر دیا جائے تاکہ آپ کو یقین آجائے کہ اصل آدمی یہی ہے۔“ اس آدمی نے جواب دیا۔

”اوہ اسے زبان کھولنی ہوگی ہر قیمت پر۔“ ارل جانسن نے دھاڑتے ہوئے کہا اور دوسرے لمحے وہ فرش پر پڑے ہوئے میکور پر کسی عقاب کی طرح جھپٹا اور پھر اس نے اس کے بال نمٹھی میں جکڑ کر اس کا سر بڑی بیدردی سے پختہ فرش پر مارنا شروع کر دیا۔

”بتاؤ جلدی بتاؤ۔ ورنہ میں تمھاری ایک ایک ہڈی علیحدہ کر دوں گا۔“ ارل جانسن غصے کی شدت سے بڑی طرح چیخ رہا تھا لیکن میکور کے حلق سے صرف چیخیں ہی نکل رہی تھیں اور پھر ارل جانسن تنک ہار کر ہانپتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا۔ میکور کے چہرے کی ایک سائید زخمی ہو چکی تھی۔ اس کی کینٹی اور سر سے خون نکلنے لگا تھا اور اب اس پر غشی کا

عالم طاری ہونے لگا تھا۔ لیکن اس کی زبان نہ کھل رہی تھی۔

”باس جیکر زگر وپ سے معلوم ہو سکتا ہے کہ وہ اغوار گندگان کو کہاں لے گئے ہیں۔ یہ نہیں بتائے گا۔“ اس آدمی نے کہا۔

”نہیں جیکر زگر وپ ہمیں کیوں بتائے گا۔ اسی کو بتانا ہوگا یہی بتائے گا۔ پیروں پر کھولتا ہوا پانی ڈالو اور پھر اس کے پورے جسم کو کھولتے ہوئے پانی میں دھکیل دو۔“ ارل جانسن نے چیختے ہوئے کہا اور ایک آدمی سر ہلاتا ہوا تیزی سے مڑا اور کمرے سے باہر نکلتا چلا گیا۔

”بک دو میکور سب کچھ بک دو۔ سنو اگر تم نے مجھے تشدد سے پہلے سب کچھ بتا دیا تو میں وعدہ کرتا ہوں کہ میں تمھارا قصور معاف کر دوں گا۔ میں تمھاری زندگی تمھیں بخش دوں گا۔“ ارل جانسن نے چیختے ہوئے میکور سے مخاطب ہو کر کہا۔

مگر میکور جواب میں صرف درد میں ڈوبی ہوئی آواز میں کراہتا رہا۔ اس نے کوئی جواب نہ دیا۔ اس کی آنکھیں بند تھیں اور وہ صرف کراہتے چلا جا رہا تھا۔ ارل جانسن ہونٹ بھیچے اُسے بڑی تند لفظوں سے دیکھ رہا تھا۔ چند لمحوں بعد وہی آدمی اندر داخل ہوا۔ وہ ایک ٹرائی کھینچتا ہوا آ رہا تھا۔ ٹرائی کے اوپر ایک کافی بڑا ڈرم رکھا ہوا تھا۔ جس سے دھواں باہر نکل رہا تھا۔ ساتھ ہی سٹیل کا ایک ٹک بھی تھا۔

اسے کرسی پر بٹھا کر جکڑ دو اور پھر یہ پورا ڈرم اس پر الٹ دو کھڑا کھڑا کر کے۔ اس کا گوشت گلا دو۔ اس کی ہڈیاں توڑ دو۔“ ارل جانسن نے چیختے ہوئے کہا اور اس کے آدمیوں نے پھرتی سے فرش پر پڑے ہوئے میکور کو بڑی بے دردی سے اٹھایا اور ایک لوہے کی کرسی پر دھکیل

دیا۔ دو آدمیوں نے پشت پر سے اس کے کندھوں کو مضبوطی سے پکڑ لیا۔ اور پھر کھولتا ہوا پانی لانے والے تے ڈالی میں رکھا جگ اٹھا لیا اور اسے ڈرم میں ڈال اُسے پھرا اور دھواں نکالتا ہوا جگ پکڑے وہ میکور کی طرف بڑھا۔ اس نے جگ ایک طرف رکھا اور پھر اس نے تیزی سے میکور کے پیروں میں موجود بوٹ اور جرابیں اتار کر ایک طرف پھینکیں۔ اب میکور کے پیرنگے ہو گئے۔ میکور نے پیروں کو بے اختیار اوپر کی طرف سیٹلنا شروع کر دیا لیکن جگ والے تے پوری قوت سے اس کے جبرے پر زور دے رہے تھے مارا اور دوسرے لمحے جگ اٹھا کر اس نے میکور کے ننگے پیروں پر پلٹ دیا اور میکور کے حلق سے چھت پھاڑ چیں نکلنے لگیں۔ اس کا جسم کرسی پر اس بُری طرح تڑپنے لگا جیسے ابھی اس کی روح اس کے جسم سے باہر نکل جائے گی۔

”اب اس کے جسم پر پانی ڈالو اور پھر اسے اٹھا کر اس ڈرم میں پھینک دو۔“ ارل جانسن نے بڑے سفاک لہجے میں کہا۔

”انتقام میرا انتقام لے گی۔ مادام ٹیلر انتقام لے گی۔ تم میری بوٹیاں توڑ دو مگر تم نہیں بچ سکتے اور نہ ہی تمہارے مہان۔ مادام ٹیلر مینشن میں ان کی قبریں بن گئیں۔“ میکور نے نیم غشی کے عالم میں چیخ کر کہنا شروع کر دیا۔ یوں لگتا تھا جیسے تکلیف کی شدت سے اس کا شعور ماؤف ہو گیا ہو اب وہ لا شعوری طور پر چیخ چیخ کر کہہ رہا ہو۔

”اوہ تو یہ مسئلہ ہے مادام ٹیلر کا یہ آدمی ہے۔“ ارل جانسن نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”ٹھیک ہے اس کی سزا یہ ہے یہ پورا ڈرم اس پر الٹ دو۔ غدار۔“

ارل جانسن نے کہا اور جگ والا تیزی سے مڑا۔ اس نے ڈرم کی سائیڈوں میں لگائے ہوئے لکڑی کے ہینڈلوں سے ڈرم کو پکڑ کر اٹھایا اور کھولتا ہوا پانی میکور پر الٹ دیا۔ میکور کو پکڑنے والے تیزی سے پیچھے ہٹتے چلے گئے۔ میکور کے حلق سے دو کمر بناک چیخیں نکلیں اور پھر بُری طرح پھڑکتا ہوا وہ آہستہ آہستہ ساکت ہوتا چلا گیا۔ اس کا پورا جسم ابل کر پھٹنے لگا تھا۔

”پھینک دو۔ اس لُٹے ہوئے غدار کو۔ کسی گٹر میں پھینک دو۔“

ارل جانسن نے چیخ کر کہا اور اس کے سامتیوں نے اُسے کرسی سمیت اٹھایا اور پھر تیزی سے کمرے سے باہر لے جانے لگے۔ پانی بھی بہہ کر ایک طرف غائب ہو گیا تھا۔

”گروپ کا نفرنس بلاؤ۔ میں فوری فیصلہ کرنا ہو گا۔“ ارل جانسن نے ایسی کرسی پر بیٹھتے ہوئے قدرے ڈھیلے لہجے میں کہا۔ کیونکہ مادام ٹیلر کا نام سنتے ہی اس کے اعصاب ڈھیلے پڑ گئے تھے۔ مادام ٹیلر ان کی حیثیت سے بڑی پارٹی تھی۔ اور مادام ٹیلر سے ٹکر لینا ان کے لیے سوچنے والی بات تھی اور پھر وہ مادام ٹیلر کے مینشن کے متعلق جانتے تھے کہ اُسے ہر لحاظ سے ناقابل تسخیر بنا دیا گیا ہے۔ اس سے مہانوں کو باہر نکال لانا تقریباً ناممکن تھا۔

اُسے اندازہ بھی نہ تھا کہ اس کے مہانوں میں مادام ٹیلر جیسی بین الاقوامی مجرمہ بھی ملوث ہو سکتی ہے۔ مادام ٹیلر سے ٹکرانا ایسے تھا جیسے ہاتھی اور گیار کا ٹکراؤ ہو۔ لیکن مسئلہ اس کی عزت کا تھا۔ اس لیے وہ چاہتا تھا کہ گروپ میں فیصلہ کرے اگر گروپ مقابلے میں نہیں آتا تو اس نے ذہنی طور پر فیصلہ کر لیا تھا کہ وہ اکیلا ہی مادام ٹیلر سے ٹکر جائے گا۔ نتیجہ چاہے کچھ بھی کیوں نہ ہو۔ اس کی اُسے پرواہ نہ تھی۔

”باس گروپ بیڈر میٹنگ ہال میں پہنچ چکے ہیں۔“ تقریباً آدھے گھنٹے بعد ایک نوجوان نے مکہ میں داخل ہوتے ہوئے ارل جانسن سے مخاطب ہو کر کہا اور ارل جانسن اس کے پیچھے چلتا ہوا مکہ سے باہر آگیا۔ ایک راہداری کو اس کے وہ ایک دروازے میں داخل ہوا۔ تو اندر بڑے سے کمرے میں ایک میز کے گرد چار افراد موجود تھے۔ جبکہ درمیان میں رکھی ہوئی پانچویں کرسی خالی تھی۔ ارل جانسن کو اندر آتے دیکھ کر وہ چار آدمی مؤدبانہ انداز میں اٹھ کھڑے ہوئے اور ارل جانسن انہیں بیٹھنے کا اشارہ کر کے خالی کرسی پر بیٹھ گیا۔ اس کے چہرے پر بے پناہ سنجیدگی چھائی ہوئی تھی۔ اور پھر چند لمحوں کی خاموشی کے بعد اس نے پرنس آف ڈھمپ سے اپنے سابقہ تعلقات کا ذکر کرتے ہوئے اس کے اغوا اور میکور سے معلوم شدہ باتیں انہیں بتائیں۔

”سنو گویہ ہمارے گروپ کا پیشہ ورانہ کام نہیں ہے۔ لیکن ہماری عزت اور ساکھ کا سوال ہے۔ کیفے آلاک کے تہہ خانوں سے جیکرز گروپ کا ہمارے مہانوں کو اغوا کر کے لے جانا ہمارے لیے ڈوب مرنے کی بات ہے۔“ ارل جانسن نے غصیلے انداز میں میز پر مکتہ مارے ہوئے کہا۔

”باس آپ کا کیا فیصلہ ہے۔ آپ یہ تو ابھی طرح جلتے ہیں کہ مادام ٹیلر مینشن سے کسی کو باہر لے آنا تقریباً ناممکن ہے۔“ ایک نوجوان نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

”اگر ہم اپنے مہانوں کو باہر نہیں لاسکتے تو ہم اس مینشن کی اینٹ سے اینٹ تو بجا سکتے ہیں۔ ہم ساؤتھ زون کی جرائم پیشہ دنیا کو یہ تو بتا سکتے ہیں کہ ہمارا گروپ مادام ٹیلر سے بھی ٹکرا سکتا ہے۔“ ارل جانسن نے جواب دیا۔

”لیکن اس سے کیا فائدہ ہوگا مینشن کے ساتھ ساتھ مہان بھی ختم ہو جائیں گے اور پھر ہماری مادام ٹیلر گروپ سے براہ راست جنگ شروع ہو جائے گی ہمیشہ کے لیے۔“ دوسرے آدمی نے کہا۔

”تم بحث مت کرو۔ اپنا فیصلہ بتاؤ اگر تم سامنے نہیں آنا چاہتے تو مت آؤ۔ میں تمہیں مجبور نہیں کروں گا۔ لیکن میں بہر حال اپنے مہانوں کے لیے مادام ٹیلر سے ٹکراؤں گا۔ چاہے اس کا نتیجہ جو بھی نکلے۔“ ارل جانسن نے مضبوط لہجے میں کہا۔

”باس یہ بات نہیں آپ کے مہان جیسے آپ کی عزت میں ایسے ہی پورے گروپ کی عزت میں۔ ہم خاموش رہ کر بے غیرت نہیں بن سکتے لیکن ہمیں جذباتی طور پر فیصلے نہیں کرنے چاہئیں۔ بلکہ ٹھنڈے دل و دماغ سے اور جذباتیت سے مرٹ کر کوئی ایسا لائحہ عمل اختیار کرنا چاہیے کہ سانپ بھی مرجائے اور لالٹھی بھی نہ لٹے۔“ ایک اور آدمی نے پُر سکون لہجے میں کہا۔

”میں تو اس وقت سخت جذباتی ہو رہا ہوں۔ میری سمجھ میں تو کچھ نہیں آ رہا۔ تم لوگ اس بلے میں سوچو اور پھر مجھے بتاؤ کہ کیا کرنا چاہیے۔“ ارل جانسن نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔

”مگر آپ کہاں جا رہے ہیں۔“ باقی چاروں نے بھی کرسیوں سے اٹھتے ہوئے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”میں اپنے دفتر میں جا رہا ہوں۔ تم لوگ آزادانہ طور پر بات چیت کرو۔ جب کسی نتیجے پر پہنچ جاؤ تو مجھے بتا دینا۔ میں تمہارا منتظر رہوں گا۔“ ارل جانسن نے کہا اور تیزی سے دروازے کی طرف مڑتا چلا گیا۔ میٹنگ ہال سے نکل کر وہ واپس اپنے دفتر میں آگیا۔ اس کا ذہن کام نہیں کر رہا تھا۔ مسئلہ مادام ٹیلر

کا آن پڑا تھا۔ اگر اس کی بجائے کوئی ان کی حیثیت کا گروپ ہوتا تو وہ یقیناً بھوکے بھیڑیے کی طرح ان پر ٹوٹ پڑتا لیکن مادام ٹیلر کی طاقت کا اُسے اچھی طرح اندازہ تھا۔ وہ مختلف ترکیبیں سوچتا رہا اور پھر انھیں رد کرتا رہا۔ اسی طرح کی ادھیڑ پن میں آدھے گھنٹے سے زیادہ وقت گزر گیا اور پھر دروازہ کھلنے کی آواز سنتے ہی وہ چونک پڑا۔ چاروں گروپ لیڈر اندر داخل ہوئے اور پھر وہ میز کے سامنے پڑی ہوئی گرسیوں پر بیٹھ گئے۔

”باس ہم نے فیصلہ کر لیا ہے اور آپ کے مہانوں کو مینشن سے زندہ سلامت برآمد کرنے کا ایک پلان بھی بنا لیا ہے۔“ ایک آدمی نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

”یولو جلدی یولو کون سا پلان ہے۔“ ارل جانسن نے اشتیاق آمیز لہجے میں پوچھا۔

”باس ہم نے شہر کے اس آدمی کو تلاش کر لیا ہے جس نے مادام ٹیلر مینشن کی تعمیر میں حصہ لیا تھا۔ آپ کو معلوم ہوگا کہ مادام ٹیلر کے مینشن کی تعمیر میں حصہ لینے والے ہر شخص کو کسی نہ کسی طریقے سے قتل کر دیا گیا تھا لیکن ایک شخص زندہ بچ نکلنے میں کامیاب ہو گیا تھا۔ اور وہ تھا بورگ چلی۔ اس پر فالج گرا تھا اور وہ ہسپتال پہنچ گیا تھا اور پھر ایک غلط فہمی کی بنا پر اس کی موت کی خبر عام ہو گئی تھی۔ اس وجہ سے مادام ٹیلر نے بھی اُسے مردہ سمجھ لیا تھا لیکن وہ بچ نکلا تھا۔ اور ہسپتال سے فرار ہو گیا تھا۔ بعد میں جب تندرست ہوا۔ تو مادام سے بچنے کے لیے اس نے اپنا نام بدل لیا اور کولوئے قصبتے میں رہنے لگا تھا۔ چنانچہ ہم نے اُسے ٹریس کر لیا ہے اور ہم نے اُس سے بات چیت بھی کر لی ہے۔ اس نے ایک بھاری رقم کے معاوضے میں ہمیں مینشن کا ایک

راز بتا دیا ہے۔“ اس آدمی نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”اوہ کون سا راز جلدی بتاؤ۔“ ارل جانسن نے اشتیاق آمیز لہجے میں پوچھا۔

”باس مادام ٹیلر مینشن کے تہ خانوں سے نکلنے کے لیے ایک خفیہ سرنگ موجود ہے جسے پہلے مادام ٹیلر نے بنوایا تھا لیکن بعد میں بند کر دیا۔ ہم اس سرنگ کا دروازہ کھول کر مینشن کے تہ خانوں میں پہنچ سکتے ہیں اور پھر اگر آپ کے مہان وہاں موجود ہوں تو انھیں آسانی سے باہر نکال دیا جاسکتا ہے اور اگر وہ وہاں نہ ہوں تو انھیں تلاش کیا جاسکتا ہے۔ اس آدمی نے جواب دیا اور ارل جانسن یہ تجویز من کر اچھل پڑا۔

”بہت خوب بہت اچھا پروگرام ہے۔ اس طرح ہم مادام ٹیلر سے ٹکرائے بغیر اپنے آدمی وہاں سے حاصل کر سکتے ہیں کہیں ہے وہ سرنگ مجھے بتاؤ۔“ ارل جانسن نے مسرت بھرے لہجے میں کہا اور اس آدمی نے جیب سے ایک نقشہ نکال کر سامنے رکھ دیا۔ یہ نقشہ اس پہاڑی کا تھا جس پر مینشن بنا ہوا تھا اور ایک سُرخ دائرے کی مدد سے اس سرنگ کا بند دروازہ دکھایا گیا تھا۔

”ٹھیک ہے تو چلو۔“ ارل جانسن نے اٹھتے ہوئے کہا۔

”باس آپ نے ہمارا پلان مکمل طور پر نہیں سنا۔“ اس آدمی نے مسکراتے ہوئے کہا اور ارل جانسن ڈھیلے انداز میں واپس کرسی پر بیٹھ گیا۔

”باس جس طرح مادام ٹیلر نے مہانوں کو اغوا کرنے کے لیے جیگرز گروپ کو استعمال کیا ہے۔ اس طرح ہم نے مہانوں کو وہاں سے نکالنے کے لیے کو باٹ گروپ کو استعمال کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ کو باٹ گروپ ایسے

کاموں میں مہارت کا درجہ رکھتا ہے۔ اس طرح ہم سامنے آئے بغیر اپنا مقصد حل کر سکتے ہیں۔“ اس آدمی نے کہا۔

”گڈ واقعی مجھے اس کا خیال بھی نہ آیا تھا۔“ ارل جانسن نے اطمینان کا طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

”اور باس ہم نے کو باٹ گروپ سے بات چیت کر لی ہے۔ انہیں معاوضہ ادا کر دیا گیا ہے اور وہ مشن کی تکمیل کے لیے چل کھڑے ہوئے ہیں۔ جیسے ہی مشن مکمل ہوا آپ کو رپورٹ مل جائے گی۔“ اس آدمی نے جواب میں مسکراتے ہوئے کہا۔

”زندہ باد سے کہتے ہیں حسن کارکردگی۔ بہت خوب واقعی تم لوگوں پر فخر کیا جاسکتا ہے۔ کو باٹ گروپ واقعی ایسے کاموں میں تیز ہے وہ لازماً مشن مکمل کر لے گا۔ اب میں مطمئن ہوں۔“ ارل جانسن نے اس آدمی کے کندھے پر ہتھکی دیتے ہوئے کہا۔

”شکریہ باس آپ کی تعریف ہمارے لیے بہت بڑا انعام ہے۔“ اس آدمی نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

”اب ہمارا کام صرف انتظار کرنا رہ گیا ہے۔“ ارل جانسن نے کہا اور پھر اس نے گھنٹی بجائی۔ دوسرے لمحے ایک مسخ نوجوان کمرے میں داخل ہوا۔

”جادو ہمارے لیے سٹور سے سبکے پرانی شراب لے آؤ۔ جلدی۔“ ارل جانسن نے کہنے والے سے کہا اور وہ سر ہلاتا ہوا واپس چلا گیا۔

مگر افگر نے تیزی سے سیورہ لکھا اور پھر اٹھ کر الماری کھول کر اس میں سے ایک ٹرانسمیٹر بائرن کال کر اُسے منیر پر رکھا اور تیزی سے اُس پر فریکوئنسی سیٹ کرنے لگا۔ اس کا چہرہ مسرت سے تھما رہا تھا۔ چند لمحوں بعد ہی فریکوئنسی سیٹ کرنے کے بعد اس نے ٹن دیا یا اور ٹرانسمیٹر سے زوں زوں کی آوازیں نکلنے لگیں۔ سپر سیکرٹ سروس کے چیف سے ہنگامی طور پر بات کرنے کے لیے یہ فریکوئنسی استعمال کی جاتی تھی۔ اور اس کی نوبت اس وقت آتی تھی جب مسئلہ فوری اہمیت کا ہو۔

”ہیلو کرافگر کالنگ چیف۔ اور۔“ کرافگر بار بار یہ فقرہ دہراتا رہا۔

”ییس چیف سیکنگ فرام دس اینڈ اوور۔“ تھوڑی دیر بعد ٹرانسمیٹر سے چیف کی آواز ابھری۔

”چیف مادام ٹیلر تے ابھی ابھی فون کیا ہے۔“ کرافگر نے تیز لہجے میں کہا اور پھر اُس نے پوری تفصیل سے مادام ٹیلر کے ساتھ ہونے والی تمام

گفتگو دہرا دی۔

”گلدشو اس کا مطلب ہے علی عمران کا خاتمہ ہو ہی گیا۔“ دوسری طرف سے چیف نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔
 ”ہاں باس مادام ٹیلر نے تو یہی رپورٹ دی ہے۔ لیکن مجھے یقین نہیں آتا۔ اور۔“ کرافنگر نے جواب دیا۔
 ”کیوں تمہیں یقین کیوں نہیں آ رہا۔ اور۔“ چیف نے سخت لہجے میں کہا۔

”چیف ایک تو علی عمران انتہائی خطرناک شخصیت ہے۔ اس کا اس طرح آرام سے مارا جانا کچھ غیر فطری لگتا ہے اور مادام کا لہجہ بے حد سناٹا تھا۔ یوں لگتا تھا جیسے کوئی دشمن پول رہی ہو۔ اس لیے مجھے شک ہے کہ معاملہ وہ نہیں جو ہمیں بتایا جا رہا ہے اور۔“ کرافنگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔
 ”تم خواہ مخواہ اس عمران سے ذہنی طور پر مرعوب ہو گئے ہو۔ مادام ٹیلر کو میں اچھی طرح جانتا ہوں وہ انتہائی خطرناک عورت ہے۔ وہ کو برا ناگ سے بھی زیادہ خطرناک ہے اور پھر جب دشمن اس کے منشن میں موجود ہو تو ان کی موت یقینی ہے اور آخری بات یہ کہ مادام ٹیلر مر تو سکتی ہے لیکن جھک نہیں سکتی۔ اس لیے اس کی رپورٹ لفظ بلفظ سچ ہوگی۔ اور۔“ چیف نے سخت لہجے میں کہا۔

”ٹھیک ہے یاں ایسا ہی ہوگا لیکن میری ایک گزارش ہے اور۔“ کرافنگر نے کہا۔

”بہ لو کیا بات ہے کھل کر بات کرو۔ اور۔“ چیف نے کہا۔

”باس آب حفظ ماتقدم کے طور پر ہی وہ ادھورا فارمولا مین لیبارٹری سے

ہٹا لیجئے ایسا نہ ہو کہ ہم اس غلط فہمی میں رہیں کہ عمران مارا جا چکا ہے اور وہ زندہ ہو اور فارمولا لے اڑے اور ہم ہمیشہ کے لیے فارمولے سے ہی ہاتھ دھو بیٹھیں۔ اور۔“ کرافنگر نے کہا۔

”کرافنگر تمہیں آخر کیا ہو گیا ہے۔ تم سپر سیکرٹ کے ٹاپ کے ایجنٹ ہو لیکن تمہارا رویہ کسی بزدل اور دہی آدمی جیسا ہے۔ تمہیں اچھی طرح معلوم ہونا چاہیے کہ مین لیبارٹری کا سٹرانگ روم دنیا کا سب سے محفوظ ترین کمرہ ہے۔ اس اسٹرانگ روم میں ایسے ایسے جنگی راز بند ہیں کہ اگر اس کی حفاظت میں ذرا بھی شک ہوتا تو روسیہ کی کے۔ جی۔ پی۔ کب سے ایگر میا کو تباہ کر چکی ہوتی۔ یہ فارمولا دنیا کے ہر مقام کی نسبت اس اسٹرانگ روم میں کہیں زیادہ محفوظ ہے۔ وہاں اس کا حصول ناممکن ہے قطعاً ناممکن۔ اور۔“ چیف نے سخت لہجے میں کہا۔

”اچھا ٹھیک ہے یاں خدا کرے ایسا ہی ہو۔ بہر حال میرے ذہن میں ایک بات آئی تھی۔ وہ میں نے کہہ دی۔ اور۔“ کرافنگر نے ڈھیلے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے تم مطمئن رہو۔ اگر عمران زندہ بھی ہوا تب بھی وہ فارمولا کسی قیمت پر حاصل نہیں کر سکتا۔ اور۔“ چیف نے کہا۔

”ٹھیک ہے یاں میں سمجھ گیا اب مزید میرے لیے کیا حکم ہے۔ اور۔“ کرافنگر نے اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔

”میں وہاں سے سیکرٹ سروس کو واپس جانے کے احکام دے دیتا ہوں۔ تم وقتاً فوقتاً مادام ٹیلر سے رابطہ قائم رکھنا تاکہ ادھورے فارمولے کے حصول کے سلسلے میں کارکردگی کا پتہ چلتا رہے۔ اور۔“ چیف نے کہا۔

”بہتر باس اور۔۔۔“ کراٹکر نے جواب دیا۔

”اور اینڈ آل۔۔۔“ دوسری طرف سے کہا گیا اور کراٹکر نے ٹرائسمیٹر کا بٹن آف کر کے اُسے واپس الماری میں رکھ دیا۔ اب اس کے چہرے پر اطمینان کے آثار ابھر آئے تھے۔ کیونکہ اُسے یقین ہو گیا تھا کہ واقعی جیف کا کہنا سچ ہے۔ مین لیبارٹری کا اسٹرائنگ روم کوئی عام سی جگہ نہیں ہو سکتی۔ وہاں واقعی ایکرمیمیا کے ٹاپ سیکرٹ راز بند ہوں گے اور یقیناً اس لحاظ سے ان کی حفاظت کا بھی زبردست انتظام کیا گیا ہوگا۔



حمران کی آنکھ جسم میں دوڑنے والی شدید ترین تکلیف کی روکی وجہ سے کھلی اور آنکھ کھلتے ہی اس نے اپنے آپ کو عجیب حال میں دیکھا۔ وہ سر کے بل چھت سے ٹکا ہوا تھا۔ اس کے دونوں ہاتھ پشت پر بندھے ہوئے تھے۔ جبکہ دونوں ٹانگوں کو مڑی کی مدد سے باندھ کر چھت میں موجود بک سے باندھ دیا گیا تھا۔ حمران نے دیکھا کہ اس کے باقی ساکتی بھی اسی

طرح ایک قطار میں لٹکے ہوئے تھے اور مادام ہاتھ میں ایک بڑا سا چھرا اٹھائے اس کے سامنے کھڑی تھی۔ شاید یہ اس چھرے کی ضرب بھی جس کی تکلیف کی وجہ سے وہ بے ہوشی کی دادی سے باہر نکل آیا تھا کیونکہ حمران کے بازو سے خون کے قطرے ٹپک رہے تھے اور بازو میں شدید درد محسوس ہو رہا تھا۔

”اے تم جیسی حسین قصائیہ۔ قصائی کی موت قصائیہ ہی ہو سکتی ہے معاف کرنا میری گزراؤ بڑی کمزور ہے۔ بہر حال تم جیسی قصائیہ ہو تو پھر ذبح ہونے کے لیے کس کا دل نہیں چاہتا۔“ حمران نے بڑے مطمئن لہجے میں کہا۔

”میں تمہاری بوٹیاں اڑا لوں گی۔ تم نے مجھے کیا سمجھ رکھا ہے۔“ مادام نے غصیلے انداز میں چہرہ لہراتے ہوئے کہا۔

”اے ارے میں کہہ تو رہا ہوں کہ تم قصائیہ ہو ظاہر ہے بوٹیاں ہی کرو گی۔ اچھا ایک بات سن لو۔ ہمارے ملک میں بقر عید کے موقع پر قصائیوں کی بڑی قلت ہوتی ہے۔ تم یہ جرائم چھوڑو۔ اس میں ہر وقت خطرہ رہتا ہے میرے ملک میں جاکر یہی کام کرو۔ بہترین بزنس ہے گا۔ اور مجھ جیسے عاشق مزاج تو خود بخود ذبح ہونے کے لیے تیار ہو جائیں گے۔“ حمران نے مشورہ دیتے ہوئے کہا۔

”سٹ آپ۔۔۔“ مادام نے غصے سے بھرپور لہجے میں کہا اور پھر اس نے چھرے کو بجلی کی سی تیزی سے لہرایا اس کا انداز بتا رہا تھا کہ وہ پوری قوت سے چہرہ حمران کے سینے میں گھوپنا چاہتی ہے۔ مگر حمران نے اس سے بھی زیادہ تیزی سے اپنے جسم کو جھکوا دیا اور اس طرح نہ صرف چھرے کا وار خطا کیا بلکہ حمران نے جھکولائے کر پوری قوت سے جسم کو سامنے کھڑی مادام کے جسم

سے ٹکرایا۔ اور مادام اچھل کر پشت کے بل زمین پر جاگری اور پھر وہ چیختی ہوئی دوبارہ اٹھی۔

”میں تمہیں بھون ڈالوں گی۔ میں تمہیں دینا کی خوفناک سزا دوں گی۔“
مادام نے اٹھتے ہوئے کہا اور پھر مڑ کر کمرے کے اکلوتے دروازے کی طرف بھاگنے لگی۔

”ارے ارے پہلے بوٹیاں تو کہہ لو پھر بھوننا۔ اتنی بڑی بھٹی کہاں سے لاؤ گی کہ عمران مسلم بھونتی پھرو۔“ عمران نے چیختے ہوئے کہا مگر مادام تیزی سے دوڑتی ہوئی کمرے سے باہر نکلتی چلی گئی۔

مادام کے باہر نکلتے ہی عمران نے تیزی سے اپنے ہاتھوں کو مروڑ کر نیچے کی طرف کرنے کی کوشش کی۔ اس بار اس کے ہاتھ اس انداز میں باندھے گئے تھے کہ ناخنوں میں لگے ہوئے بلیڈوں کی مدد سے رسیاں نہ کاٹ سکتا تھا۔ لیکن بازو اس کی گردن کی پشت سے نیچے نہ آئے اور اسے معلوم تھا کہ مادام ابھی کسی مشین گن بردار کو لے آئے گی اور پھر ان کا پنج نکلنا مشکل ہو جائے گا۔ چنانچہ فوری طور پر کچھ کرنا تھا۔ اس نے اپنے جسم کو زور سے سائیڈ میں ہیکولا دیا۔ اور ساتھ میں ٹکے ہوئے جوزف سے جا ٹکرایا۔ جوزف ابھی تک بے ہوش تھا۔ دوسرے جھکولے میں اس نے اپنے پشت پر بندھے ہوئے ہاتھوں سے جوزف کے بازو پکڑ لیے اور پھر اس کے ہاتھ کھسکتے ہوئے اس کی کلائیوں کی طرف بڑھتے چلے گئے۔ اس نے انتہائی پھرتی سے ناخنوں میں لگے ہوئے بلیڈوں کی مدد سے نہ صرف اس کی رسیاں کاٹ ڈالیں بلکہ اس کی کلائیوں پر بلیڈوں سے زخم بھی ڈال دیئے۔ زخم پڑتے ہی جوزف کی آنکھیں ایک جھٹکے سے کھل گئیں۔

”جوزف جلدی کرو۔ میرے ہاتھوں کی رسیاں کھولو جلدی کرو فوراً۔“
عمران نے غراتے ہوئے کہا اور عمران کی غراہٹ سنتے ہی جوزف کے جسم کو ایک زوردار جھٹکا لگا اور اس کے حواس ایک لمحے میں بحال ہو گئے۔ دوسرے لمحے اس نے عمران کے بازو جھپٹے اور پھر اس کی انگلیوں نے چند ہی لمحوں میں عمران کی کلائیوں پر بندھی ہوئی رسیاں کھول ڈالیں۔ رسیاں کھلتے ہی عمران نے تیزی سے اپنے جسم کو اوپر کی طرف اٹھایا اور پھر اس نے اپنے پیروں پر بندھی ہوئی رسیاں کھول ڈالیں اور اچھل کر فرش پر آ گیا۔ ادھر جوزف بھی اپنے پیروں کی رسیاں کھول چکا تھا۔ فرش پر کودتے ہی عمران تیزی سے دروازے کی طرف جھپٹا اور اس نے دروازے کو بند کر کے اندر سے چیخنی چڑھا دی۔ اُسی لمحے اُسے باہر دوڑتے ہوئے قدموں کی آوازیں نزدیک آتی سنائی دیں مگر عمران دروازہ اندر سے بند کر چکا تھا۔ اس لیے اس نے پرواہ نہ کی اور پھر بھاگتا ہوا فرش پر گرے ہوئے خنجر کی طرف بڑھا اور اس نے خنجر اٹھا کر کیپٹن شکیل اور تنویر کو بھی آزاد کر دیا۔

”جوزف انہیں ہوش میں لے آؤ۔ یہ گیس کی وجہ سے بے ہوش ہیں۔ اس لیے پھرے سے ذرا ذرا زخم ڈال دو پھر ہوش میں آئیں گے۔“ عمران نے چہرہ جوزف کی طرف پھینکتے ہوئے کہا۔

دروازے کے باہر اب خاموشی طاری تھی۔ یوں لگتا تھا جیسے آنے والے یا تو آگے نکل گئے ہیں یا پھر وہیں دم سادھے کے ہوئے ہوں۔ عمران دبے پاؤں دروازے کی طرف بڑھا۔ اُسی لمحے اُسے ایک بار پھر بھاگتے ہوئے قدموں کی آوازیں سنائی دیں۔ اس بار بھاگنے والے مخالف سمت سے آئے تھے اور پھر کسی نے دروازے کو زور سے دھکا دیا۔

”اگر ارل جانسن کے مہمان اندر ہیں تو جلدی بتائیں ہم انہیں لینے آئے ہیں۔“ کسی نے آہستہ سے کہا۔ عمران ارل جانسن کا نام سن کر چونک پڑا۔

”کون ارل جانسن۔۔۔“ عمران نے چونک کر پوچھا۔

”کیفے آلاک کا ارل جانسن اگر تم ہو تو جلدی سے دروازہ کھولو اور نکل چلو۔ ہم نے بڑی مشکل سے اوپر چلنے والا راستہ بند کیا ہے۔ باہر سے اس بار کسی نے تیز لہجے میں کہا اور عمران نے جلدی سے دروازہ کھول دیا اور دوسرے لمحے مشین گن اٹھائے چار افراد تیزی سے اندر داخل ہوئے۔

”ہم کو باٹ گروپ کے آدمی ہیں۔ مگر ہمیں تو بتایا گیا تھا کہ مہمانوں میں تین ایشیائی اور ایک حبشی ہے۔“ ایک لمبے ترنگے آدمی نے کہا۔

”ہم میک آپ میں ہیں میرا نام پرنس آف ڈھمپ ہے۔“

عمران نے کہا۔

”اوہ ٹھیک ہے یہی نام ہمیں بتایا گیا تھا۔ آؤ چلیں۔ جلدی کرو۔“ اس آدمی نے کہا اور عمران نے اپنے ساتھیوں کو اشارہ کیا اور وہ سب اس کے پیچھے بھاگتے ہوئے دروازے سے باہر نکل آئے۔ تنویر اور کیٹین شکیل بھی ہوش میں آچکے تھے۔ باہر ایک طویل راہداری تھی۔ جس کے اختتام پر ایک دروازہ تھا۔ اس دروازے کے پاس دو آدمی مشین گنیں اٹھائے بڑے چوکنے انداز میں کھڑے ہوئے تھے۔ راہداری کے اختتام سے ذرا پہلے ایک دیوار درمیان سے ٹوٹی ہوئی تھی اور ایک سڑنگ سی دوسری طرف جا رہی تھی۔ عمران اور اس کے ساتھیوں کو اس سڑنگ میں داخل کرنے کے بعد وہ سب بھی اس سڑنگ میں داخل ہوئے اور پھر ان مسلح افراد میں سے تین افراد نے بڑی مہارت سے اندر بڑی ہوئی اینٹوں کو دوبارہ دیوار میں جوڑنا شروع کر دیا۔ ان کے

ہاتھوں میں بڑی بڑی ٹیوبیں تھیں جن میں سیٹی رنگ کا پینٹ موجود تھا وہ ہر اینٹ کے ساتھ وہ پینٹ لگاتے اور پھر اینٹ چن دیتے۔ ان کے ہاتھ انتہائی مہارت اور برق رفتاری سے چل رہے تھے۔ اور انہوں نے زیادہ سے زیادہ چند منٹوں میں دیوار کو اس طرح جوڑ دیا کہ عام نظروں سے دیکھنے پر محسوس بھی نہ ہوتا تھا کہ یہاں سے اینٹیں نکالی گئی ہیں۔ عمران بڑی دلچسپی سے یہ سب کچھ دیکھ رہا تھا۔

”آداب۔۔۔“ دیوار جوڑنے کے بعد انہوں نے ٹیوبوں کو واپس جیبوں میں ڈالتے ہوئے کہا۔

”یہ سڑنگ کہاں جا نکلے گی۔“ عمران نے پوچھا۔

”پہاڑی سے نیچے ایک جنگل میں۔“ ایک آدمی نے جواب دیا۔

”ٹھیک ہے ایک مشین گن مجھے دے دو اور تم میرے ساتھیوں کو لے جاؤ۔“

میں نے ابھی کھوڑا سا کام نبھانا ہے۔“ عمران نے کہا۔

”نہیں ہمیں۔۔۔“ اس آدمی نے احتجاج کرتے ہوئے کہنا چاہا۔

”تم جاؤ اور ارل کو کہہ دو کہ پرنس خود ہی وہاں رک گیا تھا۔“ عمران

نے سخت لہجے میں کہا اور اس آدمی نے سر ہلایا اور اپنی مشین گن عمران کے حوالے کرنے کے بعد وہ تیزی سے سڑنگ کے دھلنے کی طرف بھاگتا چلا گیا عمران کے ساتھی پہلے ہی دور جا چکے تھے۔ اب عمران مشین گن سنبھالے اکیلا ہی وہاں رہ گیا تھا۔ جب ان کے قدموں کی دھمک بھی غائب ہو گئی تو عمران تیزی سے دوبارہ جوڑی گئی دیوار کی طرف بڑھا۔ اُسی لمحے دوسری طرف سے مادام کے چہینے کی آواز سنائی دی۔

”آخر وہ کہاں گئے۔ کیا انہیں زمین کھا گئی یا آسمان۔“ مادام چیخ چیخ کر

کہہ رہی تھی۔ دیوار کے اس طرف گو اس کی آواز ملے سنائی دے رہی تھی لیکن عمران اس کے لہجے سے ہی سمجھ گیا تھا کہ وہ غصے کی انتہا پر پہنچی ہوئی ہے۔

”مادام ہم کیا کہہ سکتے ہیں یہاں تو کوئی ایسا راستہ بھی نہیں ہے۔ اور دروازے سے ہم لوگ آئے ہیں۔“ ایک دوسری آواز سنائی دی

”تم نے دیر کیوں لگادی تھی۔ یہ سب کچھ تمہاری دیر کی وجہ سے ہوا ہے۔“

مادام نے ایک بار پھر چیخے ہوئے کہا۔

”آپ نے خود ہی حکم دیا تھا مادام کہ زہر ملی مکھیاں لائی جائیں اور ظاہر ہے وہ گودام نمبر دو میں تھیں۔ وہاں سے لانے کے لیے کچھ وقت چاہیے تھا۔“

اس آدمی نے جواب دیا۔

”مگر یہ لوگ آخر کہاں چلے گئے۔ کیسے چلے گئے۔ اگر یہ اوپر چلتے تب بھی فوراً پتہ چل جاتا۔ اوہ لڑے کہیں وہ اس پرانی سرننگ سے تو نہیں نکل گئے۔“ اچانک مادام نے کہا اور پھر عمران کو اس دیوار کی طرف دوڑتے ہوئے قدموں کی آوازیں سنائی دیں۔

”ہاں مادام یہ اینٹیں یہاں سے نکال کر جوڑی گئی ہیں۔ صاف پتہ چل رہا ہے۔“ اب ایک آواز واضح طور پر سنائی دی۔

”جلدی جاؤ سرننگ کے دہانے پر چھاپہ مارو جلدی۔ کہیں وہ نکل نہ جائیں۔“

مادام نے چیخے ہوئے کہا اور پھر دوڑتے ہوئے قدموں کی آوازیں دور جاتی سنائی دیں۔

”حیرت انگیز انتہائی حیرت انگیز۔ یہ لوگ انسان ہیں۔ رسیوں سے اپنے آپ کو آزاد کر لینا اور پھر اس سرننگ سے نہ صرف نکل جانا بلکہ اینٹیں بھی دوبارہ جوڑ لینا۔ یہ انسانوں کے کام نہیں ہیں۔ کاش میں زہر ملی مکھیاں کے چکر

میں نہ پڑتی۔“ مادام کی بڑبڑاہٹ سنائی دی۔ وہ شاید دیوار کے دوسری طرف کھڑی تھی۔

”مادام اگر یہ لوگ مل جاتے تو زہر ملی مکھیاں ان کا وہ حشر کرتیں کہ ان کی رگوں بھی بلبلا اٹھتیں۔“ ایک اور نوکریاں آواز سنائی دی۔

”ہاں میں انہیں ایسی سزا دینا چاہتی تھی۔ میں سوازد اور مارٹن کا بھرپور انتقام لینا چاہتی تھی۔ اس لیے میں نے ان کے لیے زہر ملی مکھیوں کی سزا تجویز کی تھی۔ مگر۔ بہر حال یہ لوگ میرے ہاتھوں سے بچ کر نہیں جاسکتے۔ میں ان کی تلاش میں پورے انگریزیا کو تہہ و بالا کر دوں گی۔“ مادام نے چیخے ہوئے کہا۔

”مادام کیوں نہ اس سرننگ میں زہر ملی مکھیاں چھوڑ دی جائیں۔“ اُسی آواز نے پھر کہا۔

”نہیں وہ اب تک یہاں سے نکل گئے ہوں گے۔ بہر حال میں معلوم کروں گی کہ اس سرننگ کے بارے میں انہیں کس نے بتایا ہے۔“ مادام نے کہا اور پھر اس کے قدموں کی آواز ابھری اور اس کے ساتھ ہی چار اور قدم بھی اٹھے اور آہستہ آہستہ وہ دور ہوتے چلے گئے جب قدموں کی چاپ رک گئی۔

تو عمران نے بڑی پھرتی سے ہاتھ آگے بڑھایا اور پوری قوت سے جوڑی گئی دیوار کے درمیان مکر مارا۔ چونکہ اینٹیں تازہ تازہ جڑی ہوئی تھیں۔ اس لیے پہلے ہی ٹکے سے چند اینٹیں نکل کر دوسری طرف جا گئیں اور عمران نے بڑی پھرتی سے دوسری اینٹیں بھی علیحدہ کیں اور جب اس کے جسم کے نکلنے جتنا سوراخ ہو گیا تو اس نے پہلے سر باہر نکالا اور جب راہداری کو سنان دیکھا تو وہ اس سوراخ سے نکل کر راہداری میں آگیا۔ اب وہ اس مادام والے چکر کو ہمیشہ کے لیے ختم کر دینا چاہتا تھا۔ اس لیے وہ اس سرننگ میں

ہی رک بھی گیا تھا۔ اس نے دیکھا کہ کمرے کے کھلے دروازے کے سامنے ایک بڑا سا صندوق پڑا ہوا ہے۔ جس کے اوپر انتہائی باریک سوراخ بنے ہوئے ہیں اور اندر مکھٹیوں کے اڑنے کی تیز تیز آوازیں واضح طور پر سنائی دے رہی تھیں۔

عمران نے باکس کو تیزی سے دروازے کے اندر دھکیلا اور پھر تیز قدم اٹھاتا وہ راہداری کے اختتام میں موجود دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ دروازہ بند تھا۔ عمران دروازے کے قریب جا کر رک گیا۔ اس نے کان دوسری طرف رکائے تو اسے ایک آدمی کی دوسری طرف موجودگی کا احساس ہوا۔ عمران ایک طرف ہٹا اور پھر اس نے دروازے پر آہستہ سے دستک دی۔

دوسرے لمحے دروازہ ایک دھماکے سے کھلا چونکہ عمران دروازے کے پٹ کی اوٹ میں ہو گیا تھا اس لیے دروازہ کھولنے والے کو وہ دکھائی نہ دیا۔

”ارے یہ اینٹیں۔۔۔ دروازہ کھولنے والے کی حیرت بھری آواز سنائی دی اور پھر وہ باہر آنے کے بجائے تیزی سے واپس مھاگتا چلا گیا اور عمران سمجھ گیا کہ وہ مادام کو اطلاع کرنے گیا ہو گا۔ عمران بے اختیار سکڑا دیا۔ قات خود بخود مدد کر رہی تھی۔ وہ اسی طرح دروازے کی اوٹ میں کھڑا رہا اور پھر چند لمحوں بعد اسے دوڑتے ہوئے قدموں کی آوازیں سنائی دیں۔ ان میں سے ایک آواز اونچی اٹری کی تھی اور عمران سمجھ گیا کہ مادام آرہی ہے، اور پھر اس کے خیال کی تصدیق ہو گئی۔ دروازے میں سے مادام اور اس کے پیچھے ایک آدمی بھاگتے ہوئے راہداری میں آئے اور تیزی سے ان اینٹوں کی طرف بھاگتے چلے گئے۔

”ارے کوئی اندر آیا ہے۔ یہ زہریلی مکھٹیوں کا باکس بھی اندر ہوا پڑا ہے۔“

مادام نے حیرت بھرے انداز میں تقریباً ناچستے ہوئے کہا۔

”تم اس سوراخ سے جاؤ اور جو ہوا سے گولی مار دو۔“ مادام نے اچانک کہا اور مسلح آدمی تیزی سے سوراخ میں غائب ہو گیا۔ اب مادام وہاں راہداری میں کیلی رہ گئی۔ اسی لمحے عمران نے ایک دھماکے سے دروازہ بند کر دیا اور مادام دروازہ بند ہونے کی آواز سن کر بڑی طرح اچھلی۔

”خبردار اگر حرکت کی۔“ عمران نے مشین گن کا ٹخ مادام کی طرف کرتے ہوئے چیخ کر کہا اور مادام عمران کو دیکھتے ہی بجلی کی سی تیزی سے اچھل کر کمرے کے اندر ہو گئی۔ اس نے شاید دروازہ بند کرنے کی کوشش کی لیکن عمران نے چھلانگ لگائی اور پھر دوڑتا ہوا بند ہوتے دروازے سے جا کر آیا اور اس کے زوردار دھکے سے مادام اچھل کر گری اور زہریلی مکھٹیوں کے باکس کے اوپر سے ہوتی ہوئی فرش پر جا گری۔

”اب بتاؤ مادام تمہیں کیا سزا دینی چاہیے۔“ عمران نے دروازے میں کھڑے ہو کر بڑے سخت لہجے میں فرسش پر بڑی ہوئی مادام سے مخاطب ہو کر کہا اور ظاہر ہے مشین گن کا ٹخ اسی کی طرف تھا۔

”مم۔ مجھے معاف کر دو۔ مجھ سے غلطی ہوئی۔“ مادام نے لٹھنے کی کوشش کرتے ہوئے بڑے عاجزانہ لہجے میں کہا۔

”معافی صرف ایک بار ملتی ہے مادام۔ دوسری بار نہیں۔“ عمران نے انتہائی سرد لہجے میں کہا اور دوسرے لمحے اس نے انتہائی تیزی سے مشین گن کا ٹراکٹر دیا دیا۔ عمران کو ٹراکٹر دباتے دیکھ کر مادام چیختی ہوئی ایک بار پھر فرش پر گری اور تیزی سے قلا یا زیاں کھلنے لگی۔ وہ شاید یہ سمجھتی تھی کہ عمران نے اس پر فائر کھول دیا مگر عمران کی مشین گن کا ٹخ اس زہریلی مکھٹیوں کے باکس

کی طرف تھا۔ اور زوردار تڑتڑاہٹ سے گولیاں بارش کی طرح لوہے کے باکس پر پڑیں اور ایک ہی بار میں باکس میں بے شمار بڑے بڑے سوراخ بنتے چلے گئے اور پھر زوردار رنگ کی مکھیاں تیزی سے باکس کے سوراخوں سے نکلنے لگیں۔

”اب تم جاناؤ اور بھاری زہریلی مکھیاں۔“ عمران نے تیز لہجے میں کہا اور اس نے ایک جھٹکے سے اپنے قدم پیچھے ہٹا کر دروازہ بند کر کے اُسے لاک کر دیا۔

”مادام کی زوردار اور کمریناک چیخوں سے کمرہ گونجنے لگا۔ اس کے کمرے میں بے تحاشا دوڑنے کی آوازیں سنائی دے رہی تھیں۔ عمران خاموش کھڑا تھا۔ چند لمحوں بعد اس سطح آدمی کا سر اس سوراخ سے باہر نکلا اور عمران جو شاید اس آدمی کے انتظار میں کھڑا تھا اس پر فائر کھول دیا۔ اس آدمی کے سر کے پرچھے اڑ گئے۔

مادام کی چیخیں اب اتنی تیز ہو گئی تھیں کہ دروازہ بند ہونے کے باوجود عمران کو یوں محسوس ہوا جیسے مادام کی چیخیں اس کے کانوں کے پردے بھاڑ رہی ہوں۔ مگر عمران نے مڑ کر بھی کمرے کی طرف نہ دیکھا اور اس نے تیزی سے دیوار پر لائیں مارنی شروع کر دیں۔ اینٹیں اکھڑا کھڑا کر اندر گرنے لگیں ساتھ ہی اس آدمی کی لاش بھی دوسری طرف جا گری اور عمران سوراخ میں داخل ہوا اور پھر سرنگ میں بھاگتا چلا گیا۔ مادام کی چیخیں کافی دور تک اس کا پیچھا کرتی رہیں لیکن عمران رکا نہیں اور پھر وہ تھوڑی دیر بعد وہ سرنگ کے دہانے کے قریب پہنچ گیا۔ یہاں دہانے بھی ایک چٹان سے بند کر دیا گیا تھا۔ عمران نے زور سے چٹان کو دھکا دیا لیکن بھاری چٹان میں کوئی

حرکت نہ ہوئی۔ عمران نے تیزی سے چٹان کے کناروں پر ہاتھ مارا کہ شاید کوئی بیورو غیرہ نظر آجائے لیکن کوئی ایسی چیز اُسے نظر نہ آئی۔ ابھی عمران اسی تنگ و دو میں تھا کہ اچانک اُسے سرنگ میں دوڑتے ہوئے قدموں کی آوازیں سنائی دیں اور عمران چونک کر مڑا اور پھر دوسرے لمحے وہ تیزی سے چٹان کی ایک سائیڈ میں سمٹتا چلا گیا۔ کونے میں سمٹتے ہی نجل نے اس کا پیر کس جگہ پر آیا تھا۔ چٹان تیزی سے گھومی اور آدھی کھل گئی۔ عمران نے باہر پھلا تگ لگائی اور پھر باہر نکلتے ہی اس نے چٹان کو زور سے دھکیلا تو چٹان واپس اپنی جگہ پر پہنچ گئی اور عمران مشین گن اٹھائے اندھا دھند ایک طرف بھاگتا چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ جنگل سے نکل کر مین روڈ پر پہنچ گیا۔ یہ ساؤنڈ کا شہری علاقہ تھا اور یہاں بازاروں میں لوگوں کا ہجوم موجود تھا۔ عمار بڑے اطمینان سے چلتا ہوا اس ہجوم میں شامل ہو گیا۔ اب وہ ہر طرف محفوظ تھا۔

خوفناک زہریلی مکھیوں نے اس کو عبرت ناک انجام سے دوچار کر دیا۔ لیکن
ابھی اس کی سانس کی ڈوری قائم تھی۔ ان زہریلی مکھیوں نے وہاں موجود ہر شخص
کو کاٹا وہ پورے مینشن میں پھیل گئی تھیں۔ اور ان لوگوں کے یوں بے تحاشا دوڑنے
کی وجہ سے ہمیں بھی اس واقع کی اطلاع ملی۔ سرکاری طور پر پورے مینشن میں
مکھیوں کے خلتے کے لیے سپرے کرایا گیا اور بڑی مشکل سے مکھیوں کا خاتمہ
کیا گیا۔ مادام کو اس کے آدمی اس کمرے سے گھسیٹ کر باہر لے آنے میں
کامیاب ہو گئے تھے۔ جہاں اس پر مکھیوں نے حملہ کیا تھا۔ مادام کو فوری طور
پر ہسپتال پہنچایا گیا۔ اُسے بچانے کی سرٹوٹ کو ششیں کی گتیں لیکن زہر نے
اس کے پورے جسم کے گوشت کو پھاڑ دیا تھا۔ اس کا پورا جسم یوں پھول پھول
کر پھٹتا جا رہا تھا کہ دیکھنا نہ جاسکتا تھا۔ بہر حال اُسے انتہائی طاقتور انجکشن
دیئے گئے جس سے وہ تھوڑی دیر کے لیے ہوش میں آگئی اور پھر اُس نے ساری
کہانی سنائی کہ کس طرح عمران اور اس کے ساتھیوں نے مارٹن کو ختم کر کے
اُس پر تیزاب پھینکنے کی دھمکی دے کر اُسے مجبور کیا تھا کہ وہ ہمیں فون پر
یہ اطلاع دے کہ عمران اور اس کے ساتھی مر چکے ہیں۔ اس کے بعد مادام نے
آخر وار کیا اور وہ عمران اور اس کے ساتھیوں کو ایک بار پھر قابو کر لینے میں
کامیاب ہو گئی۔ اس نے انہیں مینشن کے نیچے بنے ہوئے تہ خانوں میں
اٹا لٹکا دیا تاکہ وہ فرار نہ ہو سکیں اور بے بس ہو جائیں اور خود ان لوگوں
کے لیے زہریلی مکھیوں کی سزا تجویز کی لیکن پھر پانسہ پلٹ گیا۔ عمران اور اس
کے ساتھی نہ صرف بچ نکلے میں کامیاب ہو گئے بلکہ انھوں نے وہی زہریلی
مکھیاں مادام پر چھوڑ دیں اور مادام کا حشر عبرت ناک ہوا۔ سفید داڑھی والے
کے سامنے بیٹھے ہوئے ادھیڑ عمر کے بارعب چہرے والے شخص نے تفصیل

۱۵۴ پھر تو واقعی عمران بے حد خطرناک شخصیت ہے۔ سفید داڑھی
والے بوڑھے نے مرہلاتے ہوئے کہا۔ اس کی آنکھوں میں خوف کے سائے
اُبھر آئے تھے۔

”جی ہاں اب دیکھئے بین الاقوامی مجرمہ مادام ٹیلر اُسے اپنے مینشن میں اغوا
کر کے لے گئی۔ ایسا مینشن جہاں اُس نے زبردست حفاظتی انتظامات کئے
ہوئے ہیں۔ اور پھر ہمیں اس نے اطلاع دی کہ اُس نے عمران اور اس کے ساتھیوں
کو مار دیا ہے۔ اور ان کی لاشوں کو برقی بھٹی میں ڈال کر رکھ کر دیا ہے۔ ہم نے
اطمینان کا سانس لیا لیکن پھر ہمیں اطلاع ملی کہ مادام کا ساتھی مارٹن ہلاک
ہو چکا ہے اور مادام خود زہریلی مکھیوں کے کاٹنے کی وجہ سے آخری سانس
لے رہی ہے۔ چنانچہ ہم فوراً مادام ٹیلر کے مینشن میں گئے کیونکہ مادام کا اس
طرح کا حشر سن کر ہم فوراً مشکوک ہو گئے کہ حالات وہ نہیں ہیں جو ہمیں بتائے
جائے ہیں۔ وہاں جا کر ہمیں معلوم ہوا کہ مادام کی حالت بے حد خراب ہے

”مگر کیسے یہ سب کچھ کیسے ہو گیا۔“ سفید داڑھی والے نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

”مادام کی حالت اتنی خراب تھی کہ وہ بس اٹک اٹک کر چند فقرے ہی کہہ سکی جس سے ہم نے ہی کچھ سمجھا۔ وہ اس سے زیادہ کچھ نہ بتا سکی اور سخت ترین عذاب اور تکلیف بھگتنے کے بعد آخر کار وہ ختم ہو گئی۔ اس کی لاش بھی اس قدر خراب ہو گئی تھی کہ آخر کار ہسپتال والوں نے اُسے دفن کرنے کی بجائے برقی بھٹی میں ڈال کر جلانے کا فیصلہ کیا۔ اور مادام ٹیلر آخر کار راکھ کی صورت میں تبدیل ہو گئی۔“ ادھیڑ عمر آدمی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”تو اب عمران آزاد پھر رہا ہے اور آپ اُسے تلاش کرنے میں ناکام رہے ہیں۔“ سفید داڑھی والے نے طنز پر لہجے میں کہا۔

”یہ بات نہیں جناب۔ دراصل جیسے ہی مادام سے ہمیں حالات معلوم ہوئے۔ میں نے اپنے آدمیوں کو اس کی تلاش کا حکم دے کر خود فوری طور پر یہاں آگیا۔ تاکہ آپ کو اس کے تمام کوائف بتا کر اس امر کے بارے میں ہوشیار کر دوں کہ اب عمران کا ٹارگٹ یہی مین لیبارٹری ہی ہے۔ وہ یقیناً یہاں سے ادھورا فارمولا دوسرے نفلوں میں ایون سکس کی فائل اڑانے کی کوشش کرے گا۔ اور جس قسم کا وہ آدمی ہے وہ تو آپ کو معلوم ہی ہو گیا ہو گا۔ آپ مین لیبارٹری کے انچارج می آپ کو ہوشیار کرنا ہمارا فرض ہے۔ ویسے مجھے یقین ہے کہ عمران کی مین لیبارٹری تک پہنچنے کی نوبت ہی نہ آئے گی۔ ہم اُسے پہلے ہی گرفتار کر لیں گے۔ لیکن پھر بھی آپ ہر لحاظ سے محتاط رہیں۔“ ادھیڑ عمر آدمی نے کہا۔

”بہت بہت شکریہ۔ واقعی جیسا کہ آپ نے بتایا ہے عمران کی شخصیت

بے حد خطرناک اور سفاک معلوم ہوتی ہے۔ جس طرح اس نے ایک عورت پر زہریلی مکھیاں چھوڑ دیں اور خود نکل گیا۔ اس سے تو یہی ظاہر ہوتا ہے کہ وہ ہر حربہ استعمال کر لیتا ہے۔ لیکن آپ مطمئن رہیں۔ یہاں کسی طور پر بھی اس کی دال نہیں گل سکتی۔ ہماری لیبارٹری میں سیکورٹی کے انتظامات اتنے سخت ہیں کہ ایک مکھی بھی اندر داخل نہیں ہو سکتی۔“ سفید داڑھی والے نے بڑے با اعتماد لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”وہ تو مجھے معلوم ہے لیکن چونکہ معاملہ انتہائی اہم نوعیت کا ہے۔ اس لیے بہتر یہ ہے کہ آپ سیکورٹی انتظامات کے سلسلے میں اور بھی زیادہ محتاط ہو جائیں۔“ ادھیڑ عمر آدمی نے کہا۔

”ٹھیک ہے آپ کا کہنا۔“ بجا ہے۔ بہر حال میں سیکورٹی انچارج کو بلا کر آپ کے سامنے کہہ دیتا ہوں ویسے مجھے اُمید ہے کہ سپر سیکرٹ مردوس اس قدر مہارت تو رکھتی ہوگی کہ چند غیر ملکیوں کو گرفتار کرے یا گولی مار دے۔“ سفید داڑھی والے نے طنز پر انداز میں کہا اور پھر اس نے منیر پر بڑے ہوشیار کام کار سیور اٹھایا اور ایک ٹین دبا دیا۔

”یس سر۔“ دوسری طرف سے ایک مودبانہ آواز سنائی دی۔

”سیکورٹی انچارج مسٹر چیڈ آرک کو میرے پاس بھجوا دو۔“ بوڑھے نے سخت لہجے میں کہا۔

”یس سر۔“ دوسری طرف سے اُسی طرح سے مودبانہ لہجے میں کہا گیا اور بوڑھے نے انٹرکام کار سیور واپس رکھ دیا۔

تقریباً پانچ منٹ بعد دروازہ کھلا اور ایک سخت چہرے اور انتہائی سڈول اور طاقت درجیم کا مالک آدمی اندر داخل ہوا۔ اس نے سیکورٹی کی

نیلے رنگ کی مخصوص وردی پہنی ہوئی تھی۔

”یس سر۔“ آتے والے نے اندر داخل ہوتے ہی سپاٹ سے لہجے میں کہا۔

”رچرڈ بیٹھو۔“ بوڑھے نے ایک کرسی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا اور آنے والا ادھیڑ عمر کے ساتھ والی کرسی پر بیٹھ گیا۔

یہ ایکریمیا کی سپر سیکرٹ سروس کے چیف ہیں۔ یہ ایک خاص مشن پر یہاں آئے ہیں۔“ بوڑھے نے تعارف کراتے ہوئے کہا۔ اور رچرڈ آرک نے سر ہلا دینے پر ہی اکتفا کیا وہ اپنے اطوار سے خود سر اور مغرور قسم کا آدمی دکھائی دیتا تھا۔

”دیکھو رچرڈ ہمارے اسٹرائنگ روم میں ایک ایسی فائل موجود ہے جسے پاکیشیا کے جاسوس حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ ان کے سرغنہ کا نام علی عمران ہے اور وہ اپنے آپ کو پرنس آف ڈھب بھی کہلاتا ہے۔ نوجوان بظاہر انتہائی اچھی سا آدمی ہے لیکن دراصل دنیا کی خطرناک شخصیتوں میں اس کا شمار ہوتا ہے۔

اس کے ساتھ دو ایشیائی ساتھی اور ایک قوی ہیکل سا حبشی ہے۔ سپر سیکرٹ سروس کو اس قسم کی اطلاعات ملی ہیں کہ یہ گروپ مین لیبارٹری میں سے اس فائل کو حاصل کرنے کے لیے یہاں پہنچ چکا ہے۔ سپر سیکرٹ سروس انتہائی سرگرمی سے انھیں گرفتار کرنے کے لیے کام کر رہی ہے لیکن اس کے باوجود ہمیں ہوشیار رہنا چاہیے۔ میں نے تمھیں اس لیے بلایا ہے۔

تاکہ ہر لحاظ سے محتاط اور چوکنا رہو۔ کسی قسم کی غفلت یا لاپرواہی ہمارے لیے شدید نقصان دہ ثابت ہو سکتی ہے۔“ مین لیبارٹری کے انچارج بوڑھے جارج میسٹ نے رچرڈ سے مخاطب ہو کر حکمانہ انداز میں کہا۔

”بہتر جناب۔“ اول تو ہمارے حفاظتی انتظامات اس قسم کے ہیں کہ کسی کے کامیاب ہونے کی ذرا برابر بھی گنجائش نہیں ہے اس کے باوجود میں ہوشیار اور محتاط رہوں گا۔“ رچرڈ نے سپاٹ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ بس اسی لیے تمھیں بلایا تھا۔“ بوڑھے انچارج نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور رچرڈ آرک اٹھ کھڑا ہوا۔

”مجھے اجازت ہے۔“ رچرڈ نے کہا اور بوڑھے انچارج نے سر ہلا دیا اور رچرڈ سر کے اشارے سے سلام کرتا ہوا دفتر سے باہر نکلتا چلا گیا۔

”آپ نے اچھا کیا کہ فائل کا مخصوص نمبر اسے نہیں بتایا۔ بہر حال آدمی کچھ زیادہ ہی خود سر اور مغرور نظر آتا ہے۔“ چیف نے قدرے تلخ لہجے میں کہا۔

”یہ بہت ہوشیار آدمی ہے اور صرف اپنے کام سے مطلب رکھتا ہے۔ بہر حال اب آپ تسلی رکھیں۔ اگر وہ لوگ یہاں آئے بھی تو فوراً پکڑے جائیں گے۔“ بوڑھے نے کہا۔

”ٹھیک ہے جناب شکریہ۔ اب مجھے اجازت دیجئے اور میری درخواست ہے کہ اگر یہ لوگ یہاں پکڑے جائیں تو آپ نے فوراً مجھے اطلاع کرنی ہے۔ کیونکہ یہ لوگ عام پولیس کے بس کے نہیں ہیں اور اگر سپر سیکرٹ سروس نے انھیں یہاں آنے سے پہلے ہی گرفتار کر لیا تو میں آپ کو مطلع کر دوں گا۔“

چیف نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا اور بوڑھے انچارج کے سر ہلانے پر وہ مصافحہ کر کے دفتر سے باہر نکلتا چلا گیا۔ اب اس کے چہرے پر اطمینان کے آثار نمایاں تھے۔

ہوئے کہا۔

”یار کیوں سر کھپا رہے ہو۔ اس کے دماغ میں تو کیڑا رہینگتا ہے۔ یہ تو
بجو اس کیے بغیر زندہ نہیں رہ سکتا۔“ تنویر نے جواب تک خاموش
بیٹھا ہوا تھا۔ کیپٹن شکیل سے مخاطب ہو کر کہا۔

اور پھر اس سے پہلے کہ عمران یا کیپٹن شکیل کوئی جواب دیتا۔ جوزف
نے اچانک پوری قوت سے کار کو بریک لگائے اور وہ سب اچھل پڑے۔
”کیا ہوا۔“ عمران نے چونک کر پوچھا۔

”مسٹر ہوش میں رہ کر بات کیا کرو اگر اب تم نے باس کے خلاف غلط
بات زبان سے نکالی تو زبان کھینچ لوں گا۔“ جوزف نے مڑ کر انتہائی
کڑخت لہجے میں تنویر سے مخاطب ہو کر کہا۔

”اے عصہ دکھانے کے لیے کار روکنا ضروری تھا۔ کار تو چلاؤ۔“

عمران جواب میں جوزف پر چڑھ دوڑا۔

”نہیں باس میں یہ برداشت نہیں کر سکتا میں اس کی گردن توڑ
ڈالوں گا۔“ جوزف ابھی تک عصت سے اہل رہا تھا۔

”سٹاپ آپ میرے منہ لگنے کی کوشش نہ کرنا میں تم جیسے لوگوں کو
گھاس ڈالنا بھی اپنی توہین سمجھتا ہوں۔ ہونہہ دوسروں کے ٹکڑوں پر پلنے والے
ہمیں آنکھیں دکھاتے ہیں۔“ تنویر نے برا سامنہ بنا کر کہا اور پھر بڑے
حقارت آمیز لہجے میں کھڑکی سے باہر منہ کر کے تھوک دیا۔ اور جوزف
کو تو جیسے تن بدن میں آگ لگ گئی۔ وہ ایک چھٹکے سے دروازہ کھول کر
نیچے اترے۔

”جوزف رک جاؤ ورنہ یہیں بیچ سڑک کے ڈنڈ نکلوادوں گا“

جوزف نے کار جیسے ہی فلاڈیلفیا کے شہری علاقے کی طرف جانے والی

سڑک پر موڑی۔ اس کے قریب بیٹھا ہوا عمران بول پڑا۔

”جوزف کار لے کر تم کسی اچھے ہوٹل میں ٹھہر جاؤ۔ میں اور تنویر لیبارٹری جائیں
گے کیپٹن شکیل تمہارے ساتھ جائے گا۔“ عمران نے جوزف سے مخاطب
ہو کر کہا اور جوزف نے سر ہلا دیا۔

”مجھے آپ کیوں پیچھے چھوڑے جا رہے ہیں۔“ پھپھلی نشست پر بیٹھے
ہوئے کیپٹن شکیل نے چونک کر پوچھا۔

”بھئی مسئلہ تنویر کی محبوبہ کلے۔ اور ہمیں ایسا نہ ہو کہ وہ تمہیں دیکھ کر تم پر
پھسل جائے اور پھر مجھے دو رقیبوں کے درمیان ڈوئل کا فیصلہ کرنا پڑے۔“
عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”پھر تو میرا ہونا ضروری ہے۔ ایسا نہ ہو کہ مجھے آپ دونوں کے درمیان
ہونے والی ڈوئل کا فیصلہ کرنا پڑے جاے۔“ کیپٹن شکیل نے مسکراتے

عمران نے عزتے ہوئے کہا اور جوزف جو تنویر کے طرف کے دروازے تک پہنچ گیا تھا۔ ایک جھٹکے سے رکھا۔ اس کا میک آپ شدہ چہرہ بڑی طرح بگڑا ہوا تھا۔ آنکھوں سے شعلے سے نکل رہے تھے۔ اس کا رکنے کا انداز بتا رہا تھا کہ اس نے بڑی مشکل سے اپنے آپ پر کنٹرول کیا ہے۔

”باس تم مجھے گولی مار دینا مگر میں اسے بتا دوں کہ جوزف کسے کہتے ہیں“

جوزف نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

”واپس آؤ جلدی۔۔۔“ عمران کی غراہٹ اور زیادہ تیز ہو گئی۔ تنویر بھی جوش میں تھا لیکن کیپٹن شکیل نے اُسے بتا دیا کہ رکھا تھا۔ اور جوزف ایک جھٹکے سے واپس مڑا اور پھر ہونٹ بھینچے ہوئے سٹیزنگ کے سامنے بیٹھ گیا۔ اس کا پورا جسم غصے کی شدت سے ابھی تک لرز رہا تھا۔ لیکن ظاہر ہے عمران کی غراہٹ سننے کے بعد وہ اس کے حکم عدولی کا تصور بھی نہ کر سکتا تھا۔ اس لیے اس نے جبراً اپنے آپ پر کنٹرول کیا اور پھر کار چبلا تا ہوا آگے بڑھتا چلا گیا۔

”اب پتہ چلا کہ میں تنویر کو کیوں ساتھ لے جاتا ہوں آگ اور بارود کبھی اکٹھے نہیں رہ سکتے۔۔۔“ عمران نے کیپٹن شکیل سے مخاطب ہو کر کہا۔ او کیپٹن شکیل ہنس کر سر ہلانے لگا۔

”مقتوری دیر بعد کار فلاڈیفیا کے شہری علاقے میں داخل ہو گئی اور ایک سڑک مڑنے پر سب ایک بڑے سے ہوٹل کی عظیم الشان عمارت سامنے آئی تو جوزف نے کار اندر کی طرف موڑ دی۔

”شکیل تم اور جوزف اتر کر اندر جاؤ اور دو کمرے لے لو میں ضرورت پڑنے پر واپس ٹرانسمیٹر استعمال کروں گا۔“ عمران نے کہا۔ اور پھر

کار رکتے ہی جوزف اور کیپٹن شکیل اتر کر نیچے چلے گئے جبکہ عمران نے اسٹیزنگ سنبھال لیا۔

”تنویر تم میرے پاس آ جاؤ۔۔۔“ عمران نے تنویر سے مخاطب ہو کر سنجیدہ لہجے میں کہا اور تنویر خاموشی سے پھپھی نشست سے اٹھ کر ساتھ والی سیٹ پر آکر بیٹھ گیا اور عمران نے کار واپس کیا ورنڈ گیٹ کی طرف بڑھادی۔

یہ کار رارل جانسن کی تھی۔ عمران نے مادام ٹیبلر کے محل سے نکل کر فون پر رارل جانسن سے رابطہ قائم کیا تھا اور اس بروقت امداد پر اس کا شکریہ ادا کیا۔ رارل جانسن ان کی رہائی اور پھر مادام کے اس طرح کے انجام پر بے حد خوش ہوا تھا اس کے بعد عمران نے اس سے کار کی فرمائش کی اور رارل جانسن نے اُسے ایک کوٹھی کا پتہ بتا دیا۔ اس نے عمران کے ساتھیوں کو بھی وہیں رکھا ہوا تھا۔ چنانچہ وہیں سے یہ لوگ کار لے کر فلاڈیفیا کی طرف چل پڑے تھے۔ جہاں مین لیبارٹری موجود تھی۔ کوٹھی میں انھوں نے نئے میک آپ کر لیے تھے۔ اور پھر رارل جانسن نے عمران کی فرمائش پر ان کے نئے کاغذات بھی فوری طور پر تیار کروا دیے تھے۔ ان کاغذات کی رو سے یہ لوگ ریاست فلاڈیفیا کے ہی شہری تھے۔

”دیکھو تنویر اب ہر کام انتہائی سنجیدگی سے ہو گا۔ یہ مشن کا سب سے اہم مرحلہ ہے۔ مین لیبارٹری کے سٹرانگ رویم سے فائل حاصل کرنا شیر کے منہ سے شکار پھیننے والی بات ہے۔ اس لیے تمہیں اپنی پوری صلاحیتیں اس سلسلے میں استعمال کرنی ہوں گی۔“ عمران نے ہوٹل کی ورنڈ گیٹ سے باہر نکلتے ہی مین لیبارٹری کی طرف جانے والی سڑک پر کار کو دوڑاتے ہوئے تنویر سے مخاطب ہو کر کہا۔

”مجھے کیا کرنا ہوگا۔“ تنویر نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔
 ”بچے پیدا کرنے ہوں گے جب وہ بڑے ہو جائیں گے تو تمہیں آیا اور
 مجھے چچا کہیں گے۔“ عمران نے بڑا سا منہ بنا تے ہوئے کہا۔
 ”تم پھر اپنی حرکتوں پر اتر آئے کیا تم سنجیدہ رہ کر بات نہیں کر سکتے۔
 تنویر نے اکھڑے ہوئے لہجے میں کہا۔

”بچے پیدا کرنا غیر سنجیدہ کام ہے۔ اے بھائی بچے اللہ تعالیٰ کی نعمت
 ہوتے ہیں۔ ان کی چیاؤں چیاؤں اور پٹاؤں پٹاؤں آدمی کے کانوں میں
 رس گھولتی ہے۔“ عمران کی زبان ایک بار پھر روائی سے چلنے لگی اور تنویر
 ہونٹ بھینچے خاموش ہو گیا۔ اُسے انہی باتوں پر عمران سے خارا آتی تھی۔ لیکن عمران
 کسی طرح باز نہ آتا تھا۔

”سنو بیس جا کر اہل جانسن کے کزن اور مین لیبارٹری کے سیکورٹی انچارج
 رچرڈ آرک سے ملوں گا۔ تم میرے ساتھ جاؤ گے۔ تم نے ایک عاشق نامراد کا
 کردار ادا کرتا ہے اور بس۔ آگے تم سمجھ دار ہو۔“ عمران نے اس بار
 سنجیدہ لہجے میں کہا اور تنویر نے بس سر ہلانے پر ہی اکتفا کیا۔
 تھوڑی دیر بعد کارمین لیبارٹری کے پہلے گیٹ پر پہنچ گئی۔ یہاں باقاعدہ
 چیک پوسٹ بنی ہوئی تھی۔ عمران نے کارچیک پوسٹ کے قریب جا کر
 روک دی۔

”آپ نے کس سے ملنا ہے۔“ ایک باوردی اور مسلح سپاہی
 نے عمران کے قریب آتے ہوئے پوچھا۔

”رچرڈ آرک سیکورٹی انچارج سے۔“ عمران نے بڑے
 تحکمانہ لہجے میں کہا۔

”اوہ اچھا۔“ سپاہی نے کہا اور ساتھ ہی اس نے ہاتھ کا اشارہ
 کیا تو ٹرک کے درمیان موجود رکاوٹ کو ہٹا لیا گیا اور عمران کا راکے بڑھائے
 لیے گیا۔ اُسے اہل جانسن کا بتایا ہوا پتہ یاد تھا۔ اس لیے وہ اطمینان سے
 کار چلاتا ہوا مختلف سڑکوں سے گھومتا ہوا آخر کار رچرڈ آرک کے بنگلے کے
 سامنے پہنچ گیا۔ اس نے کار روکی اور پھر وہ دونوں نیچے اتر آئے۔
 ”رچرڈ اندر ہے۔“ عمران نے گنیٹ پر کھڑے ہوئے سپاہیوں
 سے مخاطب ہو کر کہا۔

”جی ہاں۔ یاس اندر ہیں۔“ ایک سپاہی نے مودبانہ لہجے میں کہا۔
 ”اُسے اطلاع دو کہ کمفرٹ آیا ہے۔“ عمران نے کہا اور سپاہی سر ہلاتا
 ہوا تیزی سے اندر بڑھ گیا۔ چند لمحوں بعد وہ واپس آیا۔ اور اس نے عمران اور
 تنویر کو اندر آنے کا اشارہ کیا اور خود ان کی رہنمائی کرتا ہوا برآمدے کی
 سائیڈ میں بنے ہوئے ڈرائنگ روم تک چھوڑ آیا۔

”تشریف رکھیے یاس ابھی آتے ہیں۔“ سپاہی نے مودبانہ انداز میں
 کہا اور پھر واپس چلا گیا۔ عمران اور تنویر اطمینان سے صوفوں پر بیٹھ گئے۔ یہ
 عمارت سرکاری رہائش گاہ لگتی تھی کیونکہ اس کے فرنیچر پر سرکاری چھاپ
 نمایاں تھی۔

تھوڑی دیر بعد پردہ ہلا اور پھر ایک سخت گیر اور سخت سڈول بدن کا
 مالک نوجوان اندر داخل ہوا۔ اس کے چہرے پر حیرت کے تاثرات تھے۔
 عمران اس کا چہرہ دیکھتے ہی سمجھ گیا یہی شخص کسی بہت بڑے ادارے کا
 سیکورٹی انچارج ہو سکتا ہے۔ اس لیے وہ اٹھ کھڑا ہوا۔ اور ظاہر ہے تنویر
 نے بھی اس کی پیروی کی۔

”مجھے کمفرڈ کہتے ہیں اور یہ میرا دوست بریڈمین ہے۔“ عمران نے اپنا اور تنویر کا تعارف کراتے ہوئے کہا۔

”فرمائیے۔ میں تو آپ دونوں کو نہیں جانتا۔“ رچرڈ نے قدرے سخت لہجے میں کہا۔

”ارل جانسن تو آپ کو جانتا ہے۔ اس نے ہمیں بھیجا ہے۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

”اوہ ارل جانسن مگر وہ تو ساؤتھ زون میں ہے۔“ رچرڈ نے اس بار حیرت بھرے لہجے میں کہا اور ساتھ ہی اس نے ان دونوں کو بیٹھنے کے لیے بھی اشارہ کر دیا اور ان کے بیٹھنے کے بعد وہ سامنے والی کرسی پر خود بھی بیٹھ گیا۔

”جی ہاں۔ آپ نے بالکل درست کہا وہ ابھی تک وہیں ہے اور اس کافی الحال وہاں سے آنے کا کوئی ارادہ بھی نہیں ہے۔“ عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”کیا مطلب میں سمجھا نہیں۔“ رچرڈ حیرت سے عمران کو دیکھنے لگا۔ اس کی آنکھوں سے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے اسے عمران کی دماغی صحت پر شک گزرا ہو۔

”آپ نے کہا ہے کہ وہ ساؤتھ زون میں ہے۔ چنانچہ میں نے کہہ دیا کہ وہ واقعی ساؤتھ زون میں ہے۔“ عمران نے بڑے معصوم سے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اچھا پھر اس نے آپ کو کس لیے بھیجا ہے۔“ رچرڈ نے اُلجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

”آپ گھبرائیں نہیں۔ ایک نیک کام کے لیے بھیجا ہے۔“ عمران نے ایسے لہجے میں کہا جیسے سچے کو بچکا رہتے ہیں۔ اور رچرڈ غور سے عمران کو دیکھنے لگا۔

”یہ میرا دوست بریڈمین بڑا پریشان ہے۔ وہ اسے گھاس بھی نہیں ڈالتی۔ جبکہ گھاس اس کی خوراک ہے اور اسے گھاس نہ ملے تو یہ کاٹ کھانے کو دوڑتا ہے۔ اور جسے یہ کاٹ لے۔ وہ پانی سے ڈرنے لگتا ہے۔“ عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”سٹاپ آپ یہ کیا بکواس ہے۔“ رچرڈ نے غصیلے انداز میں کہا اس کا چہرہ غصے سے یکڑنے لگا تھا۔

”آپ نے کبھی عشق کیا ہے۔“ عمران نے پوچھا۔

”نہیں کیوں۔“ رچرڈ نے بے اہمیت جواب دیا۔

”بس پھر آپ ان معرفت کی باتوں کو نہیں سمجھ سکتے۔ اب مجھے سلیس زبان استعمال کرنی پڑے گی۔ تو محترم رچرڈ آرک صاحب۔ میرا دوست بریڈمین آپ کی لیبارٹری میں کام کرنے والی لڑکی صوفیہ پر دل جان بھیڑ جگر۔ گمڑے معدہ وغیرہ سمیت عاشق ہے مگر مس صوفیہ اسے گھاس نہیں ڈالتی۔ اس لیے آپ اس کے لیے گھاس کا بندوبست فرمائیں۔“ عمران نے کہا۔

”صوفیہ مگر اس نام کی تو کوئی لڑکی لیبارٹری میں کام نہیں کرتی۔“ رچرڈ نے چند لمحے غور کرنے کے بعد کہا۔

”آپ لیبارٹری میں کام کرنے والی ہر لڑکی کو جانتے ہیں۔“ عمران نے کہا۔

”بالکل جانتا ہوں۔ اچھی طرح جانتا ہوں۔ میں سیکورٹی ایجنس ہوں۔“
مجھے وہاں کام کرنے والے ایک ایک فرد کا علم ہے۔“ رچرڈ نے
سر ہلاتے ہوئے کہا۔
”تو پھر لیبارٹری ایجنس جارج بیٹ کی پرسنل سیکرٹری مس صوفیہ
کو نہیں جانتے۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے۔“ عمران نے حیرت بھرے لہجے
میں کہا۔

”مگر اس کا نام تو روزی ہے۔“ رچرڈ نے کہا۔
”روز یعنی گلاب۔ تو اس سے کیا فرق پڑتا ہے میرا دوست اس
لڑکی پر عاشق ہے۔ اس کے نام پر نہیں اور ویسے بھی شیکسپیر کا مشہور
قول ہے کہ اگر گلاب کا نام گلاب نہ ہوتا تو کیا اس کی خوشبو ختم ہو جاتی؟“
عمران نے بڑے فلسفیانہ انداز میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔
”تو اس سلسلے میں آپ کی میں کیا خدمت کر سکتا ہوں۔“ رچرڈ
نے کچھ لمحے سوچنے کے بعد کہا۔
”ارل جانسن نے کہا تھا۔ آپ بچھڑے ہوؤں کو ملانے کے ماہر ہیں۔“
عمران نے کہا۔

”جب روزی آپ کے کہنے کے مطابق ان صاحب کو گھاس نہیں
ڈالتی تو میں کس طرح اسے اس کام پر آمادہ کر سکتا ہوں۔“ رچرڈ نے
اس بار قد سے مسکراتے ہوئے کہا۔ اس کی نظریں تنویر پر جمی ہوئی تھیں جو
واقعی عاشقوں کی طرح منہ لٹکائے بیٹھا ہوا تھا۔
”آپ اسے اگر یہاں بلا لیں تو ہو سکتا ہے کہ میں اور آپ مل کر اسے
اس بات پر قائل کر لیں کہ عاشقوں کو ستانا اچھا نہیں ہوتا۔“ عمران

نے کہا۔

”ویری سوری میں نے ایسے کام کبھی نہیں کئے اور نہ ہی روزی یہاں
آ سکتی ہے۔“ رچرڈ نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔
”تو پھر ایسا ہے کہ آپ اس عاشق نامراد کو اس تک پہنچا دیں شاید
اس کی حالت دیکھ کر اسے رحم آجائے۔“ عمران نے دوسری تجویز پیش
کرتے ہوئے کہا۔

”یہ بھی ناممکن ہے۔ لیبارٹری میں کوئی غیر متعلق آدمی داخل نہیں ہو سکتا۔“
رچرڈ نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔
”لیکن آپ سیکورٹی ایجنس ہیں۔ آپ چاہیں تو سب کچھ ہو سکتا
ہے۔“ عمران نے اصرار کرتے ہوئے کہا۔
”سوری میں خود بھی مجبور ہوں۔“ رچرڈ نے صاف جواب دیتے ہوئے کہا۔
”لو بھئی بریڈمین تمہاری تو سمت خراب ہے۔ یہاں میری مانو تو کسی باہر
کی لڑکی پر عاشق ہو جاؤ۔ آخر لیبارٹری سے باہر بھی گلاب کھلتے ہی ہوں
گئے۔“ عمران نے تنویر سے مخاطب ہو کر کہا۔ مگر تنویر نے کوئی جواب
نہ دیا۔ وہ اسی طرح منہ لٹکائے بیٹھا رہا۔

یہ صاحب کیا کرتے ہیں۔“ رچرڈ نے دلچسپی لیتے ہوئے پوچھا۔
”عاشقی کے بعد کچھ اور کرنے کے لیے کیا رہ جاتا ہے۔“ عمران
نے کہا۔
”اوہ سمجھا مگر روزی تو بے حد فراح دل لڑکی ہے۔ اور یہ صاحب خاصے
خوش شکل اور اچھے سمارٹ آدمی ہیں۔ پھر آخر انھیں کیوں لڈٹ نہیں
دے رہی۔“ رچرڈ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”در اصل ان میں ایک خرابی ہے نہ بس اصل چکر اسی خرابی نے پیدا کیا ہے۔“ عمران نے آنکھیں میھاڑتے ہوئے کہا۔

”کیا خرابی ہے۔“ رچرڈ نے چونک کر پوچھا۔

”یہ کاٹ کھانے کے عادی ہیں۔ میں نے ہزار بار سمجھا یا ہے کہ بھٹی بغیر کاٹے ہی کھا جایا کر دو مگر کیا کروں یہ بات اسے سمجھ ہی نہیں آتی۔“ عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

”اوہ میں سمجھا تو یہ اذیت پسند ہیں پھر تو واقعی روزی ان کے نزدیک بھی نہ آئے گی۔ وہ ایسی ہی لڑکی ہے۔ نرم و نازک سی۔“ رچرڈ نے اس بار کھل کر ہنستے ہوئے کہا۔ اس کے چہرے پر چھائی ہوئی سختی آہستہ آہستہ ختم ہو گئی تھی۔ اور اب وہ اس طرح باتیں کر رہا تھا جیسے بے تکلف دوستوں سے کر رہا ہو اور یہی عمران چاہتا تھا۔

”آپ ایک کام کر سکتے ہیں۔“ اچانک عمران نے کہا۔

”کیا۔“ رچرڈ نے چونکے ہوئے کہا۔

”آپ مجھے روزی سے ملوادیں ہو سکتا ہے کہ میں اسے رضا مندر کروں۔“ عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”لیکن مسئلہ یہ ہے کہ روزی لیبارٹری سے باہر نہیں آ سکتی۔ اس کی رہائش گاہ لیبارٹری میں ہے۔ اور وہ صرف دیک اینڈ پر ہی باہر جاتی ہے اور ویک اینڈ کو ابھی تین دن رہتے ہیں۔“ رچرڈ نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

”یہ تو تین کیا تین صدیاں بھی انتظار کر سکتا ہے مگر میں نہیں کر سکتا۔ اب بھی میں اس کے بے پناہ اصرار پر یہاں آیا ہوں۔ میرے بزنس کا بڑا

ہرج ہو رہا ہے۔“ عمران نے کہا۔

”آپ کون سا بزنس کرتے ہیں۔“ رچرڈ نے پوچھا۔

”میں بولنے والے طوطے بیچتا ہوں۔ میرا طوطوں کا بہت بڑا فارم ہے۔ ساری دنیا کو بولنے والے طوطے سپلائی کرنے والا فارم۔“ عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”اوہ بڑا عجیب سا بزنس ہے۔“ رچرڈ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”پلینر رچرڈ صاحب ہم بڑی امیدوں سے یہاں آئے ہیں۔ ارل جانسن نے ہیں بڑی تسلی دی تھی کہ آپ ہماری ہر لحاظ سے مدد کریں گے۔“ عمران نے بڑے عاجزانہ لہجے میں کہا۔

”اچھا ٹھیک ہے۔ میں آپ کو لیبارٹری میں تو نہیں لے جاسکتا۔ البتہ میں کوشش کرتا ہوں کہ روزی یہاں آجائے۔“ رچرڈ نے چند لمحے توقف کے بعد کہا۔

”اے تو کیا لیبارٹری میں زہر لگی گیس پھیلی رہتی ہے جو کوئی دوسرا آدمی اندر نہیں جاسکتا۔“ عمران نے یوں حیرت بھرے انداز میں پوچھا جیسے بچے کسی نئی چیز کے بارے میں اشتیاق ظاہر کرتے ہیں۔

”یہ بات نہیں بس حفاظتی انتظامات ایسے ہیں کہ غیر متعلق آدمی صورت اندر نہیں جاسکتا۔“ رچرڈ نے کہا۔

”مگر دفاتر تو لیبارٹری سے ہٹ کر ہوں گے اور مس روزی تو ظاہر ہے دفتر میں کام کرتی ہے۔“ عمران نے کہا۔

”ہاں ہے تو ایسا ہی ہے۔ اچھا چلو میں کوشش کرتا ہوں شاید کام ن چلے۔“ رچرڈ نے کہا اور پھر وہ اٹھ کھڑا ہوا۔

”آپ لوگ بیٹھیں میں فون کر کے ابھی آتا ہوں۔“ رچرڈ نے کہا اور تیز تیز قدم اٹھا کر آکر سے باہر نکلتا چلا گیا۔

”یہ تم نے کیا جیکر چلا دیا ہے۔ اس طرح کیسے مسئلہ حل ہو گا۔“ رچرڈ کے جاتے ہی تنویر نے پہلی بار زبان کھولی۔

”یار گھبراؤ نہیں خدا کرے گا روزی مان جلے گی۔“ عمران نے سنجیدہ لہجے میں سر ہلاتے ہوئے کہا اور تنویر بڑا سا منہ بنا کر خاموش ہو گیا۔ اس کے دماغ میں عمران کی اس ساری چکر بازی سرے سے آہی نہیں رہی تھی۔ بھلا اس طرح کے چکروں سے وہ فارمولا کیسے ملے گا۔

چند لمحوں کے بعد رچرڈ اندر داخل ہوا۔ اس کے چہرے پر ہلکی سی کراہٹ تھی۔ ”کام بن گیا۔ میں نے آپ دونوں کے اندر جانے کے اجازت نامے حاصل کر لیے ہیں ابھی تھوڑی دیر میں لیبارٹری دین آجائے گی۔“ رچرڈ نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

”بہت بہت شکریہ جناب آپ واقعی نیک آدمی ہیں۔“ عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور رچرڈ مسکرا کر خاموش ہو گیا۔ تھوڑی دیر بعد ایک نوجوان اندر داخل ہوا۔

”سروین آگئی ہے۔“ اس نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

”آئیے۔ لیکن اگر آپ کے پاس کوئی ہتھیار ہیں تو وہ پلینر ہیں رکھ دیجئے۔“ رچرڈ نے کہا۔

”عاشقوں کے پاس ہتھیاروں کا کیا کام۔“ عمران نے اٹھتے ہوئے کہا اور پھر وہ رچرڈ کے پیچھے چلتے ہوئے کوٹھی کے پھاٹک پر آئے جہاں سفید رنگ کی ایک دین کھڑی تھی۔ اس پر لیبارٹری کا مخصوص نشان موجود تھا۔

رچرڈ کے ساتھ وہ دین میں بیٹھ گئے اور دین تیزی سے آگے بڑھتی چلی گئی تھوڑی دیر بعد وہ لیبارٹری کے بڑے دروازے پر پہنچ گئی۔ رچرڈ نے ہاتھ سے اشارہ کیا تو دروازہ کھول دیا گیا۔ اندر ایک طویل سرنگ نما راستہ تھا۔ دین بڑی تیزی سے اس راستے پر دوڑتی چلی گئی۔ جب یہ سرنگ نما راستہ ختم ہوا تو ایک اور گیٹ آگیا۔ جیسے ہی دین اس گیٹ پر پہنچی گیٹ خود بخود کھلتا چلا گیا۔ اور دین آگے بڑھ گئی۔ اب وہ ایک ایسے راستے سے گزر رہی تھی جس کے دونوں اطراف میں خاردار تاریں لگی ہوئی تھیں اور پھر ایک چھوٹی سی خوبصورت سی عمارت نظر آنے لگ گئی۔ دین اس عمارت کے سامنے پہنچ کر رک گئی۔

”آئیے یہ میرا دفتر ہے۔“ رچرڈ نے کہا اور پھر عمران اور تنویر کو یہاں لے کر کمرے کے دروازہ بند کیا اور سوئچ بورڈ پر لگا ہوا ایک ٹن دیا دیا۔ دوسرے لمحے کمرہ کسی لفٹ کی طرح نیچے اترتا چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ ساکت ہو گیا تو رچرڈ نے دروازہ کھول دیا۔ اور وہ ایک طویل راہداری میں چلنے لگے عمران بڑے غور سے اس راہداری کو دیکھ رہا تھا۔ راہداری کو پار کر کے وہ ایک شیشے کے بنے ہوئے کمرے میں پہنچ گئے۔ ان کے اندر پہنچتے ہی راہداری کی طرف سے بھی شیشے کی دیوار آگئی اور اس کے ساتھ ہی دوسری طرف کی دیوار میں خود بخود دروازہ نمودار ہوا اور رچرڈ اس دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اب وہ ایک چھوٹے سے کمرے میں موجود تھے۔

”آپ لوگ یہیں ٹھہریں میں آگے جانے کا بندوبست کر لوں۔“ رچرڈ نے کہا اور پھر وہ کمرے کا دروازہ کھول کر باہر نکل گیا۔ اس کے باہر جاتے ہی اچانک سرر کی تیز آوازیں کمرے میں گونجنے لگیں۔

اور دوسرے لمحے عمران اور تنویر دونوں چونک پڑے۔ کیونکہ کمرے کی ہر دیوار کے سامنے ایک چمکدار سی دھات کی چادریں اتر آئی تھیں۔ وہ اس چمکدار دھات کے کمرے میں محصور ہو کر رہ گئے اور پھر ان چمکدار دھاتوں میں سے نیلے رنگ کا دھواں سانس نکلتے لگا۔ عمران نے سانس روک لیا لیکن اس نے دیکھا کہ تنویر اسی طرح اطمینان سے کھڑا سانس لے رہا تھا۔ دھواں کافی دیر کمرے میں چمکراتا رہا اور پھر آہستہ آہستہ دیواروں میں غائب ہوتا چلا گیا۔ کمرہ تھوڑی دیر میں صاف ہو گیا۔ عمران نے بھی سانس کی آمد و رفت دوبارہ بحال کر دی۔ لیکن چند ہی لمحوں بعد انھیں یوں محسوس ہوا جیسے ان کے جسموں میں خون کی روانی آہستہ آہستہ ہوتی جا رہی ہو۔ ان کے دل ڈوبنے لگے اور دماغ میں اندھیرے چھاتے چلے گئے۔ دوسرے لمحے وہ یوں لڑکھڑاکر نیچے گرے جیسے وہ انسان کے بجائے ریت کے بولے ہوں۔ ان کی آنکھیں بند ہوتی چلی گئیں۔ وہ بے ہوش ہو چکے تھے۔

ایک بڑے سے کمرے میں رچرڈ اور لیبارٹری انچارج جارج بیسٹ بیٹھے سامنے شیشے کی دیوار کے پیچھے موجود چھوٹے سے کمرے کو غور دیکھ رہے تھے۔ اس کمرے کے فرش پر دو ایشیائی بے ہوشی کے عالم میں پڑے ہوئے تھے۔ یہ عمران اور تنویر تھے۔ ان کا میک آپ صاف ہو چکا تھا اور وہ اپنی اصلی شکلوں میں تھے۔

”لیکن مس روزی کا اس سارے سلسلے سے کیا تعلق ہو سکتا ہے رچرڈ“
 بوڑھے جارج بیسٹ نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

”یہی بات تو میری سمجھ میں بھی نہیں آتی۔ دراصل انھوں نے صوفیہ کا نام لیا تھا۔ روزی کا نام تو میں نے انھیں بتایا۔ اور انھوں نے اس پر اصرار نہیں کیا۔ جس پر میرے ذہن میں شک کا پہلا کانٹا چھبایا۔ اس کے بعد انھوں نے س روزی سے ملاقات کے لیے ہر حربہ استعمال کرنا شروع کر دیا۔ لیکن چونکہ آپ نے کہا تھا کہ یہ لوگ انتہائی عیار اور خطرناک ہیں۔ میں نے انھیں اپنی

رہا لش گاہ پر چھوڑنا مناسب نہ تھا۔ اور میں۔ انہیں لیبارٹری کے اس
 حصے میں لے آیا۔ جہاں کمپیوٹر چیکنگ ہوتی ہے۔ اس طرح ان کے میک آپ
 کا بھرم بھی کھل گیا اور انہیں میک آپ وائر روم میں چھوڑا گیا۔ اس طرح نہ
 صرف یہ لوگ بے ہوش ہو گئے بلکہ ان کا میک آپ بھی صاف ہو گیا اور
 اب یہ دونوں آپ کے سامنے پڑے ہوئے ہیں۔ ”رچرڈ نے جواب دیا۔
 لیکن یہ روزی سے کیا حاصل کرنا چاہتے تھے۔ روزی کا کسی طور پر بھی
 سٹرائنگ روم سے کوئی تعلق نہیں ہے اور نہ ہی وہ فائل حاصل کرنے کے
 سلسلے میں ان کی کوئی مدد کر سکتی تھی۔ پھر یہ لوگ کیوں اس سے ملنے پر اصرار
 کر رہے تھے۔ ”جارج بیسٹ نے سوچتے ہوئے کہا۔

”جہاں تک میں نے اندازہ لگایا ہے۔ یہ صرف روزی سے ملنے کے لیے
 اصرار کر رہے تھے کہ کسی طرح لیبارٹری کے اندر داخل ہو سکیں۔ ”رچرڈ
 نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”انہیں یہ معاملہ اتنا سیدھا نہیں ہو گا جتنا تم سمجھ رہے ہو۔ سپر سیکرٹ
 سروس کے چیف نے جو حالات مجھے بتائے ہیں۔ اس لحاظ سے یہ لوگ
 انتہائی عیار چالاک اور ذہین ہیں۔ یہ لیبارٹری میں داخل ہونے کے لیے
 کوئی اور طریقہ بھی استعمال کر سکتے تھے۔ ”جارج بیسٹ نے سر
 ہلاتے ہوئے کہا۔

”پھر آپ نے کیا سوچا ہے۔ ”رچرڈ نے کہا۔

”میرا خیال ہے مس روزی کو بلایا جائے اور اس سے سختی سے پوچھ گچھ
 کی جائے شاید کوئی بات سامنے آجائے۔ ”جارج بیسٹ نے کہا
 اور پھر اس نے میز پر پڑے ہوئے انٹرکام کا ریسیور اٹھا لیا اور ایک نمبر دیا۔

”یس سر۔۔۔“ دوسری طرف سے ایک نرم و نازک سی نسوانی آواز ابھری۔
 ”مس روزی آپ فوراً شعبہ نمبر چار کے چیکنگ روم میں آجائیں۔ آپ
 سے ایک ضروری بات کرنی ہے۔ ”جارج بیسٹ نے حکمانہ لہجے میں کہا۔
 ”بہتر سر میں ابھی حاضر ہو جاتی ہوں۔“ دوسری طرف سے کہا گیا اور جارج بیسٹ
 نے ریسیور کمریڈل پر رکھ دیا۔

تھوڑی دیر بعد اسکے کا دروازہ کھلا اور ایک خوبصورت سی لڑکی اندر
 داخل ہوئی۔ اس کے چہرے پر ہلکی سی پریشانی کے آثار نمایاں تھے۔ اندر
 داخل ہوتے ہی اس کی نظریں جیسے ہی شیشے کی دیوار کی دوسری طرف
 بے ہوش پڑے ہوئے عمران اور تنویر پر پڑیں۔ وہ چونک پڑی۔ لیکن پھر وہ
 جارج بیسٹ کی طرف بڑھتی چلی آئی۔

”یس فرمائیے۔“ اس نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

”مس روزی آپ ان اشیائوں کو جانتی ہیں۔“ جارج بیسٹ نے سخت

لہجے میں کہا۔

”کن کو سر۔“ روزی نے حیران ہو کر پوچھا۔

”یہ جو سامنے والے کمرے میں پڑے ہوئے ہیں۔“ جارج بیسٹ نے کہا۔

”میں سر۔ میں کیسے جان سکتی ہوں۔ میں کسی اشیائی سے ملی ہی نہیں

ہوں۔“ روزی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”آپ کے دوستوں میں کوئی بریڈمین بھی رہا ہے۔“ رچرڈ نے پہلی بار

سوال کرتے ہوئے کہا۔

”بریڈمین۔ نہیں جناب۔ یہ نام بھی میں پہلی بار سُن رہی ہوں۔ مگر سر آخر

چکر کیا ہے۔ آپ مجھ سے یہ سوال کیوں کر رہے ہیں۔“ روزی نے پریشان

سے لہجے میں پوچھا۔

”مس روزی معاملہ بے حد سنجیدہ ہے۔ یہ لوگ ایکریمین میک آپ میں رچرڈ کی رہائش گاہ پر پہنچے اور انھوں نے اصرار کیا کہ وہ انھیں آپ سے ملا لے۔ رچرڈ کو ان پر شک گذرا تو وہ انھیں چیکنگ شعبے میں لے آیا اور اب یہ اپنی اصلی شکلوں میں یہاں موجود ہیں۔“ جارج بیسٹ نے کہا۔

”مجھ سے مگر کیوں۔ یہ مجھے کیسے جانتے تھے اور کیوں ملنا چاہتے تھے۔“ روزی کی آنکھیں حیرت سے چوڑی ہوتی چلی گئیں۔ اس کے چہرے کے تاثرات دیکھ کر ہی رچرڈ اور جارج بیسٹ دونوں کو یقین آگیا کہ روزی کا واقعی ان سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

”اس بات کا پتہ تو کرنا ہے۔ ویسے انھوں نے پہلے صوفیہ کا نام لیا۔ جب رچرڈ نے بتایا کہ صوفیہ نام کی کوئی لڑکی لیبارٹری میں موجود نہیں ہے۔ تو انھوں نے کہا کہ وہ جو لیبارٹری انچارج کی پرسنل سیکرٹری ہے۔ ان میں سے یہ جو لمبا تڑنگا آدمی ہے۔ یہ اپنے آپ کو آپ کا عاشق بتا رہا تھا۔“ جارج بیسٹ نے کہا۔

”سر کوئی غلط فہمی ہوئی ہے۔ میں نے زندگی بھر نہ ہی کبھی کسی ایشیائی سے ملاقات کی ہے اور نہ ہی بریڈمین کو جانتی ہوں۔“ روزی نے لمز ش بھرے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے مجھے پہلے ہی خیال تھا۔ بہر حال ٹھیک ہے تم جاؤ اور اپنا کام کرو۔“ جارج بیسٹ نے کہا اور اس کے چہرے پر اطمینان کے آثار ابھرائے اور وہ تیزی سے چلتی ہوئی کمسک سے باہر نکلتی چلی گئی۔

”میرا خیال ہے اب انھیں ہوش میں لایا جائے۔ میں ان سے پوچھ کر

کرنا چاہتا ہوں کہ آخر یہ روزی سے کیوں ملنا چاہتے تھے۔“ جارج بیسٹ نے کہا۔

”بہتر سر۔“ رچرڈ نے کہا اور پھر اس نے اٹھ کر شیشے کی دیوار کی سیڈ میں لگے ہوئے ایک بڑے سے سوئچ بورڈ پر لگے ہوئے سرنج رنگ کے بٹن کو دبایا تو شیشے والے کمرے میں نیلے رنگ کا دھواں بھرنے لگا جب دھواں سا لے کمرے میں بھر گیا تو رچرڈ نے ساتھ والا بٹن دبایا اور خود واپس آکر کرسی پر بیٹھ گیا۔ بورڈھے جارج بیسٹ نے اپنے سامنے رکھی ہوئی میز کی دراز کھولی اور اندر ہاتھ ڈال کر کوئی خفیہ بٹن دبایا تو میز کا ایک کونا کھسک گیا اور اس میں سے ایک مائیک ابھر کر باہر آگیا۔

دھواں اب تیزی سے غائب ہوتا چلا جا رہا تھا چند لمحوں بعد کمرہ دھوئیں سے بالکل پاک ہو گیا۔ ٹو فرس پر پڑے ہوئے عمران اور تنویر کے جسموں میں حرکت شروع ہو گئی اور تھوڑی دیر بعد وہ دونوں آنکھیں ملے ہوئے اٹھ کر بیٹھ گئے۔ وہ حیرت سے ادھر ادھر دیکھ رہے تھے۔ اُسی لمحے ان کی نظریں شیشے کی دیوار کے پار بیٹھے ہوئے رچرڈ اور جارج بیسٹ پر پڑیں اور وہ چونک پڑے۔

”تم دونوں کے نام کیا ہیں۔“ جارج بیسٹ نے مائیک کے پینڈے میں لگے ہوئے ایک بٹن کو دباتے ہوئے کہا۔

”ناموں میں کیا رکھا ہے بڑے میاں۔ اگر آپ کا نام بیسٹ یعنی بہت اچھا کی بجائے درست یعنی بہت بُرا ہوتا تو کیا آپ واقعی بُرے بن جاتے؟“ عمران کی آواز کمرے میں گونج اٹھی۔

”اوہ تو تم میرا نام بھی جانتے ہو۔ اس کا مطلب ہے ہمارا شک صحیح ہے۔ تم وہی پاکیشیائی جاسوس ہو جس کے متعلق میگزین سیکرٹ سروس کے

چیف نے ہیں پہلے ہی آگاہ کر دیا تھا۔“ جارج بیسٹ نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

”پاکیشیانی جاسوس۔ ایسے کیا غضب کر رہے ہو عاشق کو جاسوس بنا رہے ہو۔“ عمران نے چونکتے ہوئے کہا۔

”تمہارا میک آپ صاف ہو چکا ہے مسٹر۔ اس لیے اب اداکاری کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔“ جارج بیسٹ نے برا سامنہ بناتے ہوئے کہا۔

اور عمران چونک کر اٹھ کھڑا ہوا۔ دوسرے لمحے وہ شیشے کی دیوار کے قریب آیا اور اس نے غور سے اپنی شکل دیکھی اُسے دھندلی سی شبیہ نظر آگئی اور

وہ سمجھ گیا کہ واقعی میک آپ صاف ہو چکا ہے اور اب وہ اپنی اصل شکل میں ہے۔ ویسے وہ دل ہی دل میں حیران تھا کہ اُس نے اپنے طور پر تو کیمیکل

میک آپ کیا تھا۔ جو آسانی سے صاف نہیں ہو سکتا۔ پھر یہ کیسے صاف ہو گیا۔ بہر حال اب اس کے متعلق سوچنے کا وقت تھا۔

”چلو کوئی بات نہیں مجھے بھی یہ میک آپ پسند نہیں تھا۔ تم خود بتاؤ میں اپنی اصل شکل میں زیادہ خوبصورت نہیں ہوں۔ میں نے تو مجبوراً میک آپ

کر لیا تھا کہ کہیں اس روزی مجھے ہی نہ پسند کر لیں اور یہ بے چارے عاشق مستقل طور پر عاشق نامراد بن جائے۔“ عمران نے اپنے چہرے پر ہاتھ

پھیرتے ہوئے جواب دیا۔

”سنو جہاں تک میرا خیال ہے۔ تمہارا نام علی عمران ہے اور تم پرنس آف ڈھمپ کہلاتے ہو۔ کیونکہ چیف نے جو خصوصیات بتائی تھیں وہ

تم پر صادق آتی ہیں۔ اگر ایسا نہیں بھی ہے۔ تب بھی کوئی فرق نہیں پڑتا۔ کیونکہ تم جس جگہ بند ہو یہاں سے کسی صورت بھی تم باہر نہیں نکل سکتے۔

زندہ یا مردہ۔ سوائے میری اجازت کے۔ اب میری بات غور سے سن لو۔ میں چاہوں تو تمہاری لاش چیف کے سپرد کر دوں چاہوں تو تمہیں زندہ

گرد قار کر دوں۔ اور اگر تم واقعی علی عمران ہو۔ تو پھر یہ بات یقینی ہے کہ تم اس چیف کے بس کے بھی نہیں ہو۔ تم اس کی قید سے یقیناً فرار ہو جاؤ

گے۔ اس لیے اگر تم زندگی چاہتے ہو تو مجھے صرف اتنا بتا دو کہ روزی کا کیا سلسلہ ہے۔ تم اس سے ملنے پر کیوں مصر تھے۔“ جارج بیسٹ نے

بڑے سخت لہجے میں کہا۔

”یہ بات آپ روزی سے پوچھ لیں وہی آپ کو بتا دے گی۔“ عمران نے اس بار سنجیدہ لہجے میں کہا۔

میں نے ابھی روزی کو بلا کر پوچھا تھا۔ لیکن اس بے چاری کو خود کچھ معلوم نہیں۔ جہاں تک میرا خیال ہے تم صرف میری پرسنل سیکرٹری سے ملنا

چاہتے تھے۔ چاہے وہ روزی ہوتی یا کوئی اور۔ مجھے صرف یہ بتا دو کہ تم میری پرسنل سیکرٹری سے کیوں ملنا چاہتے تھے۔ کیونکہ تم جو فائل حاصل کرنا

چاہتے تھے۔ اس سلسلے میں تو روزی بھی تمہاری کوئی مدد نہیں کر سکتی تھی۔“ جارج بیسٹ نے کہا۔

”اب آپ نے پوچھ ہی لیا ہے تو چلو میں بتا دیتا ہوں۔ جہاں تک مجھے اطلاعات ملی ہیں آپ کے سٹرائنگ روم سے بہت سے رازوں کی فوٹو فلیس روسیہ

پہنچ چکی ہیں۔ میں شک تھا کہ شاید اس سلسلے میں اہم کردار آپ کی پرسنل سیکرٹری کا ہو۔ میں صرف یہ پوچھنا چاہتا تھا کہ کہیں اس نے اس ادھورا

فاد مولا کی فلم روسیہ تو نہیں پہنچا دی۔ کیونکہ اس سے قبل روسیہ کی جی بی نے بھی ہمارے ملک کی لینا رٹری سے کوئی راز چرانے کی کوشش کی تھی۔ لیکن

وہ ناکام رہے لیکن ہمیں یہ معلوم نہیں ہو سکا کہ وہ کیا چرانا چاہتے تھے۔ اب ہمیں یہ شک گزرا ہے کہ کہیں وہ وہی ادھورا فارمولا حاصل نہ کرنا چاہتے تھے جو آپ چاہتے ہیں۔“ عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اوہ نہیں۔ تم غلط کہہ رہے ہو۔ بلف کر رہے ہو۔ ایسا کبھی نہیں ہو سکتا۔“ جارج بیسٹ نے کہا لیکن عمران اس کے لہجے سے کچھ سمجھ گیا تھا کہ وہ ذہنی طور پر مشکوک ہو چکا ہے۔

”اگر ایسا نہیں ہوا تب تو اچھا ہے کیونکہ آپ جانتے ہیں کہ ہمارے ملک کے تعلقات ایکریمیلا سے تو ہیں لیکن ہم روسیہ کے سخت دشمن ہیں۔ آپ کو اگر وہ فارمولا چاہیے تھا جو ہمارے پاس ہے تو آپ سرکاری طور پر بھی اس سلسلے میں گفت و شنید کر سکتے تھے اور آپس میں شرائط طے ہو سکتی تھیں لیکن آپ نے اس سلسلے میں چوری کرنے کا فیصلہ کیا۔ جو یقیناً غلط تھا۔“ عمران نے کہا۔

”اوہ مگر ہمارا خیال تھا کہ تمہارا ملک کبھی بھی اس فارمولے کا پہلا حصہ دینے پر تیار نہیں ہو گا۔ بلکہ اس طرح اُسے ہمارے پاس موجود باقی حصے کا پتہ چل جائے گا اور تم اس کا بھی مطالبہ کر دگے اور پھر روسیہ کو بھی اس کا علم ہو جائے گا اور وہ بھی اس سلسلے میں بھاگ دوڑ شروع کر دیں گے۔“ جارج بیسٹ نے مہربانانہ لہجے میں جواب دیا۔

”آپ کا اندازہ بالکل غلط تھا جناب۔ ہمیں اس بات کا علم ہے کہ یہ فارمولا ایک جدید ترین اور انتہائی اہمیت کے حامل ایک جنگی ہتھیار کا فارمولا ہے اور آپ جانتے ہیں کہ ہمارا ملک انتہائی پس ماندہ ہے۔“

ہم اس فارمولے کی مدد سے اتنے پلینے پر یہ ہتھیار تیار نہیں کر سکتے تھے۔ کہ جو ہماری ضرورت کے لیے خود کفیل ہو سکیں۔ البتہ ایسا ہو سکتا تھا کہ آپ کے ساتھ یہ شرط طے ہو جاتی کہ ہم فارمولے کا پہلا حصہ آپ کے حوالے کر دیتے۔ اور آپ وہ جنگی ہتھیار تیار کر لیتے اور ہم آپ سے مناسب شرائط پر وہ ہتھیار خرید لیتے۔ اس طرح ہمیں بنانا یا ہتھیار مل جاتا اور آپ کے پاس بھی ایک جدید ہتھیار آ جاتا۔“ عمران نے بڑے باوقار لہجے میں کہا۔

”تمہاری بات درست ہے۔ ہمیں اس بات کا خیال بھی نہ آیا تھا۔“ جارج بیسٹ نے کہا۔

”اب بھی اگر آپ چاہیں تو ایسا ہو سکتا ہے۔ میں وہ ادھورا فارمولا آپ کے حوالے کر سکتا ہوں۔ لیکن بشرطیکہ آپ اس قدر یا اختیار ہوں کہ ہمارے ساتھ باقاعدہ معاہدہ کر سکتے ہوں۔“ عمران نے جواب دیا۔

”کیا وہ فارمولا تمہارے پاس ہے؟“ جارج بیسٹ نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

جی ہاں۔ وہ اس وقت بھی یہیں ایکریمیلا میں ہے اور میرے ایک فون پر یہاں پہنچ سکتا ہے لیکن شرط یہ ہے کہ آپ اس سلسلے میں سیکرٹ سروس کو نہیں ڈالیں گے۔ میں اس سلسلے میں آپ کی بات اپنے ملک کے سیکرٹری وزارت خارجہ سے کر سکتا ہوں۔ جو آپ کو اس بات کی یقین دہانی کر سکتے ہیں کہ ہماری حکومت اس سلسلے میں معاہدہ کرنے پر تیار ہے۔“ عمران نے پیش کش کرتے ہوئے کہا۔

”اگر ایسا ہو جائے تو ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہم معاہدہ کرنے پر تیار۔“

ہی۔۔۔ جارج بیسٹ نے شرت بھرے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔
 ”لیکن پہلے آپ مجھے اس بات کا یقین دلائیں کہ آپ اتنے باختیار ہیں
 کہ اعلیٰ سطح پر کوئی معاہدہ کر سکیں یا کر سکیں۔۔۔“ عمران نے جان بوجھ
 کر اسے خوش دلانے کے لیے کہا۔

”میں ایکریمیا کی سب سے بڑی لیبارٹری کا انچارج ہوں۔ اس سے تم
 سمجھ جاؤ کہ میں کتنا باختیار ہوں۔“ جارج بیسٹ نے عمران کی توقع
 کے عین مطابق پوری طرح خوش میں آتے ہوئے کہا۔
 ”میں جانتا ہوں لیکن جب تک آپ مجھے کوئی تحریری رسید نہ دیں میں
 وہ فارمولا آپ کے حوالے نہیں کر سکتا کیونکہ یہ بہر حال میرے ملک کا مسئلہ
 ہے۔“ عمران نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد کہا۔

”میں تمہیں باقاعدہ سرکاری رسید دینے پر تیار ہوں تم فارمولا میرے حوالے
 کر دو۔ بعد میں میری اور تمہاری حکومتیں معاہدہ بھی کر لیں گی کیونکہ ظاہر ہے
 کوئی ایک دو روز میں تو ہتھیار نہیں بن جاتا۔ اس کے لیے کم از کم ایک
 سال چاہیے۔۔۔“ جارج بیسٹ نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔
 وہ دل ہی دل میں سوچ رہا تھا کہ اگر وہ فارمولا حاصل کرے تو یہ بہت بڑی
 کامیابی ہوگی۔ بعد میں اس نوجوان کو ختم بھی کیا جاسکتا ہے۔

”سرکاری رسید وہ تو درست ہے۔ لیکن مجھے اس بات کا یقین دلا دیجئے
 کہ فارمولا کا دوسرا حصہ اب بھی آپ کے قبضے میں ہے۔ ایسا نہ ہو کہ میں پہلا
 حصہ آپ کو دے دوں اور آپ کے پاس دوسرا حصہ ہی نہ ہو۔ وہ رویہ
 پہنچ چکا ہو۔ پھر میں پہلا حصہ بھی نہ ملے اور ہم مکمل فارمولا سے بھی ہاتھ
 دھو بیٹھیں۔“ عمران نے بڑے تذبذب بھرے لہجے میں جواب دیتے

ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے تمہاری بات درست ہے۔ میں ابھی منگو کر اسے تمہیں دکھا
 سکتا ہوں۔ لیکن اس بات کا کیا ثبوت ہے کہ وہ فارمولا تمہارے قبضے میں
 ہے۔ میرا مطلب ہے اس فارمولا کا پہلا حصہ۔“ جارج بیسٹ نے کہا۔
 ”میں بھی وہ فارمولا آپ کو یہاں منگو کر دکھا سکتا ہوں۔ مجھے آپ
 با اعتماد اور اعلیٰ کردار کے مالک نظر آتے ہیں۔ اس لیے میں نے ایسی بات
 کہی ہے اور پھر اس میں میرے ملک کا بھی فائدہ ہے ورنہ ظاہر ہے آپ کے
 ملک کے وسائل بہت زیادہ ہیں آج نہیں تو کل سہی۔ آپ وہ فارمولا
 بہر حال حاصل کر ہی لیں گے۔“ عمران نے قد سے بے بس سے ہجے
 میں کہا۔

”گڈ تم واقعی بے حد سمجھ دار ہو۔ لیکن معاف کرنا میں تمہیں فارمولا اسی
 صورت میں منگو کر دکھا سکتا ہوں کہ تم اس کمرے میں بند رہو۔ میں وہ
 فارمولا شیشے کی دیوار کے ساتھ لگا کر تمہیں دکھا دوں گا۔ تاکہ تمہیں تسلی
 ہو سکے۔“ جارج بیسٹ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے ان حالات میں آپ کا یہ اقدام مناسب ہے۔“
 عمران نے چپکی سی ہنسی ہنستے ہوئے کہا۔

اور جارج بیسٹ نے مینر پر پڑا ہوا انٹرکام کا رسیور اٹھایا اور پھر اس
 کا ایک ٹن دبایا۔

”یس سر۔۔۔“ دوسری طرف سے ایک مودبانہ سی مردانہ آواز سنائی دی۔
 ”سٹرانگ روم انچارج سے بات کر آؤ۔“ جارج بیسٹ نے حکمانہ
 لہجے میں کہا۔

”یس سرے“ دوسری طرف سے اسی طرح مودبانہ لہجے میں کہا گیا اور جارج بیسٹ خاموش ہو گیا۔

”سر میں مائیکل کرائٹ بول رہا ہوں۔ فرمائیے۔ تھوڑی دیر بعد ایک اور باوقار آواز سنائی دی۔

”مائیکل سٹرانگ روم سے ایک فائل ایون سکس لاکھ بیس ہیاں چیکنگ شعبے کے مین روم میں لے جاؤ۔“ جارج بیسٹ نے ٹھکانہ لہجے میں کہا۔

”مگر اس سلسلے میں آپ قانون کے مطابق باقاعدہ تحریری آرڈر بھیجیں تب ہی فائل سٹرانگ روم سے نکالی جاسکتی ہے۔“ مائیکل نے تذبذب آلود لہجے میں جواب دیا۔

”مائیکل میں لیبارٹری انچارج ہوں۔ اس وقت ہنگامی حالات ہیں۔ اس لیے میں تمہیں حکم دیتا ہوں کہ تم وہ فائل فوراً یہاں پہنچا دو اور سنو اگر تم مزید اطمینان چاہتے ہو تو میں رچرڈ آرک سیکورٹی انچارج کو تمہارے پاس بھیج دیتا ہوں تم اس سے رسید حاصل کر کے فائل اس کے حوالے کر دو۔ وہ جب تمہیں واپس کرے گا تو تم اُسے رسید واپس کر دینا سمجھے۔ اٹ از مائی آرڈرز۔“ جارج بیسٹ نے شدید غصے کے عالم میں کہا۔ ظاہر ہے ابھی وہ عمران کو کہہ چکا تھا کہ وہ بے پناہ اختیارات کا مالک ہے اور یہاں ایک شعبے کا انچارج بھی اس کا حکم نہ مان رہا تھا۔

”ٹھیک ہے جناب ایسا ٹھیک ہے سیکورٹی انچارج خود آکر فائل لے جائیں تو مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔“ دوسری طرف سے مائیکل نے جواب دیتے ہوئے کہا اور جارج بیسٹ نے بڑے فاخرانہ انداز میں رسیور

کر بیڈل پر رکھ دیا۔

”رچرڈ تم جاؤ اور فائل لے آؤ۔ اسے ہم یہیں دکھا دیں گے۔ پھر تم واپس

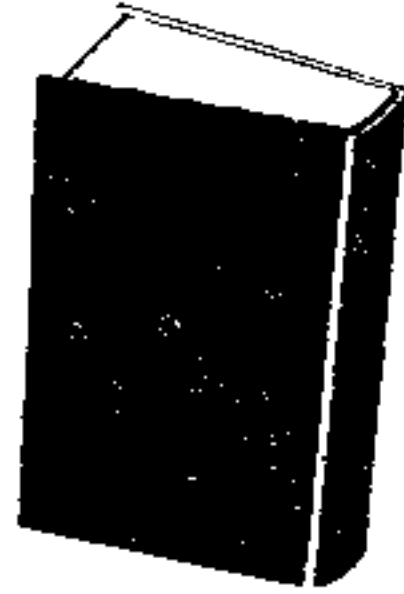
کر آنا۔“ جارج بیسٹ نے رچرڈ سے مخاطب ہو کر کہا۔

”بہتر جناب لیکن آپ ذرا محتاط رہیں۔“ رچرڈ نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔

”تم مجھے مشورہ دینے کی کوشش مت کرو۔ میں تم سے زیادہ اچھے انداز

میں برا بھلا سوچ سکتا ہوں۔“ جارج بیسٹ نے بڑا سامنے بٹلتے ہوئے کہا۔

”سوری سر میں نے تو ویسے ہی کہہ دیا تھا۔“ رچرڈ نے معذرت خواہ لہجے میں کہا اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا کمرے سے باہر نکلتا چلا گیا۔



عمران کی ترکیب سو فیصد کامیاب رہی تھی۔ اس کا مقصد تو لیبارٹری میں داخل ہو کر ادھورا فارمولا حاصل کرنا تھا۔ لیکن وہ جاننا تھا کہ اتنی اہم لیبارٹری میں زبردست قسم کے انتظامات کئے گئے ہوں

گئے۔ اس لیے اس لیبارٹری سے عام طریقے سے فائل حاصل کرنا ناممکن تھا۔ چنانچہ اس نے رچرڈ کے سامنے جان بوجھ کر پرسنل سیکرٹری والا ڈرامہ رچایا تھا۔ اُسے معلوم تھا کہ رچرڈ جیسی فطرت کے لوگ فوراً مشکوک ہو جاتے ہیں۔ اس لیے ظاہر ہے وہ انہیں چیک کرنے کے لیے لیبارٹری لے جائے گا۔ اور پھر وہاں ان کے میک آپ کا راز کھل جائے گا۔ اُسے یہ بھی معلوم تھا کہ لیبارٹری انچارج ایک بوڑھا سائنسدان ہے۔ ایسے لوگ اپنے اختیارات کے بارے میں بڑے حساس ہوتے ہیں۔ لیکن اُسے یہ بھی معلوم تھا کہ میک آپ صاف ہوتے ہی انہیں فوری طور پر بھی موت کے گھاٹ اتارا جاسکتا ہے۔ اس لیے اس نے جان بوجھ کر پرسنل سیکرٹری والا معاملہ درمیان میں ڈال دیا تھا۔ کیونکہ اُسے پورا یقین تھا کہ اس مسئلے میں وہ لوگ اُلجھ جائیں گے اور اس کی تہ تک پہنچنے کے لیے وہ ضرور انہیں زندہ رکھیں گے۔ اس طرح وہ زندہ سلامت لیبارٹری پہنچ جائیں گے وہاں پہنچنے کے بعد کیا ہوگا۔ اس کا فیصلہ ظاہر ہے حالات پر تھا اور پھر وہی ہوا۔ رچرڈ مشکوک ہو کر انہیں لیبارٹری میں لے آیا۔ یہاں انہیں بے ہوش کر کے ان کا میک آپ صاف کیا گیا اور پھر اُسی طرح روزی کی وجہ سے انہیں زندہ رکھا گیا۔ اب یہ اور بات ہے کہ معاملات عمران کی توقع سے کہیں زیادہ آسان ہوتے چلے گئے اور جارج بیسٹ نے وہ فائل ہی منگوالی جسے سٹرانگ روم سے اڑانا تقریباً ناممکن تھا۔ اب صرف مسئلہ تھا۔ آل کمرے سے نکلنے۔ فائل حاصل کرنے اور پھر لیبارٹری سے باہر نکلنے کا۔ اس سلسلے میں اس نے ایک تجویز سوچ لی تھی۔ چنانچہ اس نے تنویر کی طرف دیکھا اور پھر آئی کوڈ میں پلکیں جھپکا جھپکا کر ساری تجویز بتا دی

جب تنویر نے بھی آئی کوڈ میں حامی بھری تو عمران کے چہرے پر سکراہٹ ابھر آئی۔ رچرڈ کو وہاں سے گئے ہوئے۔ جارج بیسٹ ہوئے تھے اور عمران جانتا تھا کہ رچرڈ کو آنے میں کم از کم آدھا گھنٹہ ضرور لگے گا۔ عمران اور تنویر خاموش بیٹھے ہوئے تھے۔ جبکہ دوسری طرف جارج بیسٹ بھی خاموش بیٹھا کسی خیال میں غرق تھا۔ البتہ اس کی نظریں انہی کی طرف تھیں۔ اچانک عمران کے چہرے پر تکلیف کے آثار پیدا ہوئے اور پھر یہ اتار اتنی تیزی سے بڑھتے چلے گئے کہ وہ بڑی طرح اچھل کر فریش ریکرا اور یوں پھڑکنے لگا جیسے بکری ذبح ہونے کے بعد پھڑکتی ہے۔ اس کے منہ سے ہلکی ہلکی گراہی نکل رہی تھیں۔ تنویر تیزی سے عمران کی طرف جھپٹا اور اس نے اُسے سنبھالنے کی کوشش کی لیکن عمران کی حالت لمحہ بہ لمحہ خیر ہوتی جا رہی تھی۔

”کیا ہوا۔ لے کیا ہوا۔“ جارج بیسٹ نے چونکے ہوئے کہا اور پھر وہ اٹھ کر تیزی سے شیشے کی دیوار کی طرف دوڑتا آیا۔

”اوہ پلینر پانی لادیں۔ اس پر انٹی مائیک کا دورہ پڑ گیا ہے۔ یہ مرجائے گا اگر اسے پانی نہ ملا۔ پلینر۔“ تنویر نے انتہائی پریشان انداز میں عمران کو سنبھالنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔

”انٹی مائیک اوہ۔ اوہ۔ مگر پانی کس طرح۔ اس کے لیے تو کمرہ کھولنا ہوگا۔“ جارج بیسٹ نے پریشان ہجے میں کہا۔

”پلینر جلدی کریں اگر یہ مرجیا تو سب کچھ ختم ہو جائے گا۔ فارمولا اس کے پاس ہے اور کسی کو معلوم نہیں۔ پلینر۔ پلینر۔“ تنویر نے انتہائی پریشان لہجے میں کہا۔

”اوہ اچھا اچھا۔“ جارج بیسٹ نے فارمولے کا سنتے ہی کہا اور پھر

وہ تیزی سے کمرے سے ملحقہ باتھ روم کی طرف دوڑتا چلا گیا۔ عمران کے پھر کئے میں اب اس قدر تیزی آگئی تھی کہ اس کے جسم کی ایک ایک بوٹی لرز رہی تھی۔ تنویر زندگی میں پہلی بار عمران کی اس بے پناہ اداکاری پر اپنے دل میں عقیدت کے جذبات محسوس کر رہا تھا۔ اس قسم کی اداکاری صرف عمران ہی کر سکتا تھا۔ کم از کم تنویر کے بس کی بات تو نہ تھی۔

اسی لمحے جارج بیسٹ باتھ میں پانی کا گلاس اٹھائے تیزی سے باتھ روم سے برآمد ہوا۔ اور پھر وہ بھاگتا ہوا شیشے کی دیوار کے پاس آیا۔ اس نے سوچ بورد کے نچلے حصے میں لگے ہوئے دو بین ٹن دبا دیئے۔ تو شیشے کی دیوار تیزی سے ایک طرف کھسکتی چلی گئی اور جارج بیسٹ تیزی سے کمرے میں داخل ہوا۔ اس وقت عمران کی حالت سے یوں لگتا تھا جیسے وہ اب بس چند لمحوں کا مہمان ہو۔ اور شاید اس کی اس قدر غیر حالت نے ہی جارج بیسٹ کو مزید سوچنے سمجھنے کا موقع ہی نہ دیا تھا۔

”جلدی پلاؤ اسے پانی پلاؤ۔ یہ تو مر رہا ہے۔“ جارج بیسٹ نے گھبراتے ہوئے لہجے میں کہا مگر دوسرے لمحے اس کے حلق سے چیخ نکلی اور وہ اچھل کر پھلی دیوار سے ٹکرایا اور پھر فرش پر ڈھیر ہوتا چلا گیا۔ تنویر نے شاید پوری قوت سے اس کی کنپٹی پر مگے مارا تھا اور وہ بوڑھا آدمی اتنی پُر قوت ضرب نہ سہا سکا اور ایک ہی مگے اس کے لیے کافی ہو گیا۔

”ارے کہیں مار تو نہیں دیا۔“ عمران نے اچانک سیدھے ہوتے ہوئے کہا۔

”میں نے ابھی آہستہ مارا تھا۔“ تنویر نے کہا اور عمران بھاگ کر جارج بیسٹ کے قریب پہنچا۔ اس نے اس کی نبض چیک کی۔ مگر جارج بیسٹ تو زندگی

کی مرحد عبور کر چکا تھا۔ کنپٹی کی زوردار ضرب نے اس کا خاتمہ کر دیا تھا۔ ”اے غضب کیا۔ تم نے تو اسے ختم کر دیا۔ چلو بہر حال آؤ۔“ عمران نے مڑتے ہوئے کہا اور پھر وہ تیزی سے شیشے کی دیوار والا کمرہ عبور کر کے بڑے کمرے میں آگئے۔ جہاں پہلے جارج بیسٹ اور رچرڈ موجود تھے۔

”تم اس دروازے کا خیال رکھنا۔ رچرڈ ادھر سے ہی آئے گا۔ میں ذرا باتھ روم چیک کر لوں۔ شاید کہیں میک آپ کا سامان پڑا مل جائے تو ہمیں یہاں سے نکلنے میں آسانی ہو جائے گی۔“ عمران نے کہا اور پھر وہ تیزی سے باتھ روم میں گھستا چلا گیا۔ تنویر دروازے کے قریب دیوار سے لگ کر کھڑا ہو گیا۔ چند لمحوں بعد عمران باتھ روم سے واپس آیا۔

”نہیں یہاں میک آپ کا سامان نہیں ہے۔“ عمران نے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ تنویر اس کی بات کا جواب دیتا۔ اچانک مینر پر پڑے ہوئے ٹیلیفون کی گھنٹی بج اٹھی اور عمران نے پیک کر سیدھا اٹھا لیا۔

”یس۔“ عمران نے جارج بیسٹ کے لہجے میں کہا۔

”سر سپر سیکرٹ سروس کے چیف آپ سے بات کرنا چاہتے ہیں۔

دوسری طرف سے ایک بوڈیانہ سی آواز سنائی دی۔

”بات کر آؤ۔“ عمران نے کہا اور چند لمحوں بعد چیف کی آواز عمران کے کانوں سے ٹکرائی۔

”سر آپ کے ہاں وہ پاکیشیانی جاسوس تو نہیں پہنچے۔“ چیف نے اشتیاق آمیز لہجے میں پوچھا۔

”ابھی تک تو نہیں پہنچے کیوں۔“ عمران نے جارج بیسٹ کے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ان کے دو ساتھیوں کو فلاڈیلفیا کے ہوٹل انگلن میں دیکھا گیا ہے۔ جبکہ دو ساتھی غائب ہیں۔ ہم فی الحال ان دونوں کی نگرانی کر رہے ہیں تاکہ جیسے ہی باقی دو کا پتہ چلے تو ہم انھیں گرفتار کر لیں۔ اگر ہم نے انھیں پکڑ لیا تو باقی دو غائب ہو جائیں گے۔ میں نے سوچا کہ شاید باقی دو لیبارٹری کی طرف آئے ہوں“

چیف نے جواب دیا۔

”تمہیں کیسے پتہ چلا کہ دو آدمی واقعی پاکیشیائی جاسوس ہیں۔ کیا وہ اصلی شکل و صورت میں ہیں۔“ عمران نے پوچھا۔

”جی نہیں بس اتفاق سے ان کا پتہ چل گیا۔ ہمیں معلوم تھا کہ عمران کے ساتھ ایک حبشی ہے۔ انتہائی ڈیل ڈول کا مالک۔ اور وہ بے تحاشہ شراب پینے کا عادی ہے۔ چنانچہ ہم نے یہاں کے سب ہوٹلوں کو پابند کیا ہوا تھا کہ کوئی مشکوک آدمی بھی آئے تو ہمیں اطلاع دی جائے۔ ابھی کھوڑی دیر پہلے ہمیں اطلاع ملی کہ ہوٹل انگلن میں دو آدمی کمرہ نمبر ۱۵ اور گیارہ میں ٹھہرے ہیں جن میں سے ایک کا قد و قامت اسی حبشی جیسا تھا مگر وہ ایکڑ سینین ہے اور خاص بات یہ ہے کہ اس شخص نے ویٹر کو اکٹھی بارہ توہمیں و ہسکی کی لانے کا آرڈر دے دیا۔ اور اب وہ خالص و ہسکی سلسل جی رہا ہے بس اسی بات پر ہم چونک پڑے چنانچہ ہم نے ان کے کاغذات کی مرکز سے چیکنگ کرائی تو پتہ چلا کہ وہ جعلی ہیں۔“

چیف نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”دیری گڈ۔ تم نے یہ اچھا کیا کہ ان کی نگرانی کر رہے ہو۔ ان کے باقی ساتھی ضرور ان سے رابطہ قائم کریں گے۔“ عمران نے کہا۔

”تھینک یو۔ بس آپ خیال رکھیے گا۔ جیسے ہی کوئی مشکوک آدمی

نظر آئے۔ پلیز فوراً مجھے اطلاع دیجئے گا۔“ چیف نے کہا۔

”مجھے معلوم ہے تم فکر نہ کرو۔“ عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے مزید کوئی بات سننے سے سبور رکھ دیا کیونکہ اس نے دروازے سے باہر قدموں کی آواز قریب آتی سن لی تھیں۔ تنویر بھی چوکتا ہو گیا تھا۔ عمران سبور رکھتے ہی تیزی سے دروازے کی طرف بپکا اور پھر دوسری طرف وہ گھڑا ہو گیا۔ دوسرے لمحے دروازہ ایک جھٹکے سے کھلا اور چرڈ ایک فائل سنبھالے اندر داخل ہوا۔ اسی لمحے تنویر کا ہاتھ فضا میں گھوما۔ مگر شاید رچرڈ ضرورت سے زیادہ ہی ہوشیار آدمی تھا۔ وہ تیزی سے غوطہ کھا گیا اور تنویر کا دار خالی گیا۔ مگر اسی لمحے عمران کی لات پوری قوت سے اس کی پشت پر پڑی وہ چیختا ہوا فرش پر منہ کے بل جا گرا۔ ہاتھ میں پکڑی ہوئی فائل دور جا گری۔

اس نے نیچے گرتے ہی تیزی سے اٹھنے کی کوشش کی۔ لیکن عمران بھلا اُسے اتنی مہلت کہاں دیتا تھا۔ اس کی لات ایک بار پھر حرکت میں آئی اور اٹھتے ہوئے رچرڈ کی کھوپڑی پر پوری قوت سے پڑی اور رچرڈ ہاتھ پیر پھینکتا ہوا ڈھیر ہو گیا۔ وہ بے ہوش ہو چکا تھا۔ تنویر اس دوران دروازہ بند کر چکا تھا۔ عمران تیزی سے فائل کی طرف بپکا۔ اس نے فرش پر سے فائل اٹھا کر اُسے کھولا اور اس کے صفحات پر نظر دوڑانے لگا۔ دوسرے لمحے اس کے چہرے پر بے پناہ مسرت کے آثار ابھر آئے۔ اس نے فائل کو تہہ کر کے اپنے کوٹ کی اندرونی جیب میں ڈال لیا۔ دنیا کی سب سے بڑی لیبارٹری سے وہ فائل حاصل کرنے میں کامیاب ہو چکا تھا۔

”اب مسئلہ ہے یہاں سے فوری نکلنے کا۔“ عمران نے کہا۔

”ہاں اگر میک آپ کا سامان مل جاتا تو ہم آسانی سے نکل سکتے تھے“
تنویر نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

عمران اس کی بات سن کر سر ہلاتا رہا۔ اس کی پیشانی پر شکنوں کا جال
سا بھیلی گیا تھا۔ اُسے معلوم تھا کہ اگر فائل کی گمشدگی یا جارج بیسٹ
کے قتل کا پتہ چل گیا تو ییہا رٹری تو ایک طرف پورے افریقا میں زلزلہ
آجائے گا اور اسے فوری وہاں سے نکلنا بھی پڑے گا۔ وہ کچھ دیر سوچتا رہا۔
پھر تیزی سے فریش پر پڑے ہوئے رچرڈ کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اس نے رچرڈ
کا منہ اور ناک دونوں ہاتھوں سے بند کر دیے۔ چند لمحوں بعد ہی رچرڈ
نے آنکھیں کھول دیں اور پھر عمران اور تنویر کو سر پر بکھڑے دیکھ کر وہ اچھل
کر کھڑا ہو گیا مگر اُسی لمحے عمران نے بڑی پھرتی سے اُسے اپنے دونوں
بازوؤں میں جکڑ کر سینے سے لگا لیا۔ رچرڈ خاصے طاقتور جسم کا مالک
تھا۔ اس نے اپنے آپ کو عمران کی گرفت سے چھڑانے کی پوری کوشش
کی لیکن ظاہر ہے موت کے پنجے سے انسان اپنے آپ کو چھڑا سکتا
ہے لیکن عمران کی گرفت سے نکلنا ناممکن تھا۔ عمران نے اپنے بازوؤں کو
زور سے جھٹکا دیا اور رچرڈ کے حلق سے چیخ نکل گئی۔ عمران کا بازو اس
کی گردن کے گرد کسی جو تک کی طرح لپٹا ہوا تھا۔

”سنو رچرڈ۔ تمہارا پاس جارج بیسٹ مرچکا ہے۔ اگر تم مرنا نہیں
چاہتے تو جیسا میں کہوں ویسا ہی کرو ورنہ۔۔۔۔۔“ عمران کا لہجہ اتنا سخت
تھا کہ رچرڈ کا جسم نمایاں طور پر کانپنے لگ گیا۔

”مم۔ مم۔۔۔۔۔“ رچرڈ نے کچھ کہنا چاہا لیکن اس کے گلے پر عمران
کے بازوؤں کی گرفت اتنی سخت تھی کہ اس کی آواز بھی نہ نکل پا رہی تھی۔

عمران نے بازو کو ذرا سا ڈھیلا کیا

”میں مرنا نہیں چاہتا۔ مجھے بتاؤ تم کیا چاہتے ہو۔۔۔“ رچرڈ نے گھٹے
گھٹے لہجے میں کہا اور عمران اس کے لہجے میں موجود سچائی کو بھانپ گیا۔ اُسے
ارل جانسن نے بتا دیا تھا کہ رچرڈ بے حد عیاش طبع آدمی ہے اور عیاش
طبع آدمی کبھی بھی از خود موت کو گلے سے نہیں لگاتا۔ وہ زیادہ سے زیادہ
عیاشی کی ہوس میں زیادہ سے زیادہ طویل عمر کا خواہاں ہوتا ہے۔

”سنو تم نے ہیں اس لیہا رٹری سے زندہ نکال کر لے جانا ہے۔
سمجھے اگر تم نے کسی بھی مرحلے پر ذرا سی بھی تھارت کرنے کی کوشش کی تو
میں ایک لمحے میں تمہیں موت کے گھاٹ اتار سکتا ہوں۔“ عمران کا
لہجہ اور بھی زیادہ سرد ہو گیا۔

”ٹھیک ہے میں تیار ہوں مگر وعدہ کرو کہ تم یہاں سے نکلنے کے بعد
مجھے مارو گے نہیں۔“ رچرڈ نے کہا۔

”یہ ہمارا وعدہ ہے کہ تم زندہ رہو گے۔“ عمران نے کہا اور رچرڈ نے
رضا مندی کے طور پر سر ہلا دیا۔

”تنویر اس کی جیبوں کی تلاشی لو۔“ عمران نے تنویر سے مخاطب
ہو کر کہا اور تنویر نے آگے بڑھ کر اس کی جیبوں کی مکمل تلاشی لینا
شروع کر دی اور پھر اس کی جیب سے ریوا اور برآمد کر لیا۔

”تیار رہنا تنویر یہ ذرا بھی غلط حرکت کرے تو اسے گولی مار دینا۔“
عمران نے تنویر سے مخاطب ہو کر کہا اور پھر جھٹکا دے کر اس نے رچرڈ
کو اپنے جسم سے دور دھکیبل دیا۔ آزاد ہوتے ہی اس نے سب سے
پہلے دونوں ہاتھوں سے اپنی گردن مسلی۔ اس کے چہرے پر موجود شدید

تکلیف کے آثار اب تیزی سے ختم ہوتے جا رہے تھے۔

”تم لوگ اس کمرے سے باہر کیسے آئے۔“ رچرڈ نے اس بار قدرے خود اعتمادی سے سوال کرتے ہوئے کہا اور عمران جس نے رچرڈ کو دھککا دیتے ہی تنویر کے ہاتھ سے ریوالتورسے لیا تھا۔ اچانک ٹراپگر دیا دیا اور گولی رچرڈ کے کان کی لو کو کاٹی ہوئی گزر گئی۔ رچرڈ خوف کی شدت سے بڑی طرح اچھلا اور پھر وہ کان کی لو کو بڑی طرح مسلنے لگا۔ جہاں سے قطرہ قطرہ خون رُس رہا تھا۔ رچرڈ خوف سے دھواں دھواں ہو گیا تھا۔

”اب دوسرا سوال پوچھا تو یہی گولی کھوپڑی بھی توڑ سکتی ہے سمجھو۔“ عمران نے سرد لہجے میں کہا اور رچرڈ نے یوں لاشعوری طور پر سر ہلا دیا جیسے اب وہ ہینڈلر کے معمول کی طرح کام کرے گا اور عمران چاہتا بھی یہی تھا کہ رچرڈ کے لاشعور میں خوف بیج دیا جائے۔

”آؤ میرے ساتھ۔“ رچرڈ نے چند لمحوں کے بعد دے دے لہجے میں ان سے مخاطب ہو کر کہا۔

”جیو مگر سنو تم ہمیں اس راستے سے باہر نہیں لے جاؤ گے جہاں سے آئے تھے۔ ہم شارٹ کٹ استعمال کرنا چاہتے ہیں۔“ عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

”ٹھیک ہے تمہاری بات درست ہے میں بھی نہیں چاہتا کہ میں اس راستے سے تمہیں لے جاؤں اور کل کو میرا کورٹ مارشل ہو جائے۔ میں تمہیں باہر نکال کر یہاں واپس آؤں گا اور پھر اپنے آپ کو بے ہوش کر لوں گا تا کہ یہی سمجھا جائے کہ جیسے ہی میں اندر داخل ہوا۔ مجھے مکہ مار

کر بے ہوش کر دیا گیا اور تم لوگ سجانے کس راستے سے نکل گئے۔“ رچرڈ نے کان کو مسلتے ہوئے کہا۔

”تمہاری بات درست ہے اس طرح تم سزا سے بچ جاؤ گے۔“ عمران نے جواب دیا۔

”تو آؤ۔“ رچرڈ نے کہا اور پھر وہ انہیں لیے ہوئے بجائے باہر والے دروازے کی طرف بڑھنے کے بعد اندرونی دروازے کی طرف بڑھا۔ اس کمرے سے نکل کر وہ ایک تنگ سی راہداری میں سے ہوتے ہوئے ایک اور چھوٹے سے کمرے میں آ گئے۔ رچرڈ نے اس کمرے کے فرش پر پڑا ہوا قالین الٹا اور پھر فرش پر لگے ہوئے پھول دار ٹائمنز سے ایک ٹائل کے پھول کے درمیان میں اپنی چھوٹی انگلی رکھ کر زور سے اُسے دبایا تو کمرے کا فرش ایک کونے سے سمٹتا چلا گیا۔ اب وہاں سیڑھیاں نیچے جاتی صاف دکھائی دے رہی تھیں سیڑھیاں اترنے کے بعد وہ ایک پتلی سی سڑنگ میں پہنچ گئے۔ سڑنگ دوڑ تک چلی گئی تھی۔ رچرڈ انہیں اس سڑنگ میں لیے آگے بڑھتا چلا گیا۔

”یہ راستہ صرف جارج بسیٹ کو اور مجھے معلوم ہے۔ یہ ٹاپ ایمرجنسی میں استعمال کرتے کے لیے بنایا گیا تھا۔ چونکہ جارج بسیٹ مرچکا ہے اس لیے ظاہر ہے میرے علاوہ اور کوئی اس راستے کو نہیں جانتا۔“ رچرڈ نے کہا۔

”یہ سڑنگ کہاں جا کر نکلے گی۔“ عمران نے پوچھا۔

”یہ لیبارٹری اور کالونی کی حدود سے دور ایک دریائے آسین کے کنارے جا نکلتی ہے۔ جہاں ایک غار میں خفیہ لاپنج پھیائی گئی ہے اس

لاپنج کے ذریعے تم آسانی سے دریائے آسین میں سفر کرتے ہوئے
سمندر میں پہنچ سکتے ہیں اور پھر وہاں سے جہاں جی چاہے جاسکتے ہو۔“
رچرڈ نے جواب دیا اور عمران نے سر ہلا دیا۔

تھوڑی دیر بعد وہ سرننگ کے اختتام پر پہنچ گئے کیونکہ سامنے
سپاٹ دیوار آگئی تھی۔ رچرڈ نے اس دیوار کی جڑ میں ایک پتھر کو
زور سے دیا یا تو دیوار ہلکی سی گڑ گڑاہٹ کی آواز پیدا کرتی ہوئی ایک
طرف ہٹ گئی اور جب وہ باہر نکلے تو وہ واقعی دریا کے کنارے پر
موجود تھے۔

”آؤ میرے ساتھ میں تمہیں لاپنج میں بٹھا دوں۔“ رچرڈ نے کہا۔
اور پھر وہ تقریباً دوڑتے ہوئے آگے بڑھے۔ دریا کے کنارے پر ایک
غار قدرتی طور پر موجود تھی۔ اس کے اندر لاپنج موجود تھی۔ رچرڈ نے رستی
کھول کر لاپنج کو دریا میں ڈال دیا اور پھر عمران اور تنویر اچھل کر لاپنج میں
سوار ہو گئے۔ عمران نے چیک کیا کہ لاپنج میں پٹرول موجود تھا۔
”اب مجھے اجازت ہے۔“ رچرڈ نے سوالیہ لہجے میں کہا۔

”ہاں تم جاسکتے ہو اور سنو اگر تم میرا سے بچنا چاہتے ہو تو وہی طریقہ
استعمال کرنا جو تم نے سوچا ہے۔ ورنہ نقصان اٹھاؤ گے۔ عمران نے
بڑے فلسفیانہ لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے انجن اسٹارٹ
کیا اور دوسرے لمحے لاپنج انتہائی تیز رفتاری سے آگے دوڑتی چلی گئی۔
لاپنج کے آگے بڑھتے ہی رچرڈ واپس دوڑا۔

عمران نے ذرا سا فاصلہ طے کرنے کے بعد لاپنج کو کنارے کی طرف
کر کے روک دیا۔

”آؤ نیچے آ جاؤ۔“ عمران نے لاپنج کو رسی سے ایک درخت
سے باندھتے ہوئے کہا۔

”کیوں اس لاپنج سے آگے چلے جاتے۔“ تنویر نے بڑا سامنے بولتے
ہوئے کہا۔

”یہ لاپنج بہر حال دشمن کی ہے۔ ہم کسی وقت بھی ریس کیے جاسکتے ہیں۔“
عمران نے کہا اور پھر وہ دونوں لاپنج سے اتر کر تیزی سے درختوں کے اندر
دوڑتے چلے گئے۔ لیکن ابھی تھوڑی ہی دور آگے بڑھے تھے کہ اچانک
ان کی پشت پر ایک زوردار دھماکہ ہوا اور وہ اچھل کر مڑے اور دوسرے
لمحے انہوں نے لاپنج کے پرنے فضاء میں بکھرتے دیکھے۔ اس کے
ڈھانچے سے شعلے نکل رہے تھے۔

”دیکھا رچرڈ نے میرا سے بچنے کے لیے اپنے خلاف آخری ثبوت بھی
ختم کر دیا۔ اس نے جس طرح ہمارے سامنے لاپنج کا ذکر کیا تھا اور میں
خود لاپنج میں بٹھایا تھا میں اُسی لمحے کھٹک گیا تھا کہ اس میں ضرور کوئی
راز ہے۔“ عمران نے سنجیدہ لہجے میں تنویر سے مخاطب ہو کر کہا جو ابھی
تک آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر جلتی ہوئی لاپنج کو دیکھ رہا تھا۔ شاید اس کے
ذہن میں یہی خیال آ رہا تھا کہ اگر عمران اس کی بات مان لیتا تو اس وقت
لاپنج کے ساتھ اس کے جسم کے پرنے بھی فضاء میں بکھر چکے ہوتے۔
”تو لاسکی بم کا چکر ہو گا۔“ تنویر نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

”ظاہر ہے۔ بہر حال اب ہم محفوظ ہیں۔ رچرڈ اپنے طور پر بھی ختم کر چکا
ہے۔ تاکہ اگر ہم بکڑے جانیں تو اس کے خلاف بیان نہ دے سکیں کہ
وہی ہمیں خفیہ راستہ سے باہر لایا ہے۔“ عمران نے کہا اور پھر وہ

آگے بڑھ گیا۔

درختوں کے ذخیرے سے نکلنے کے بعد وہ ایک سڑک پر پہنچ گئے جہاں تیز رفتار ٹریفک پوری روانی سے چل رہا تھا۔ یہ شاید کسی اور شہر میں جانے والی گریڈ ٹرنک روڈ تھی۔ وہ دونوں سڑک کے کنارے چلتے رہے۔ بھڑی دیر بعد وہ ایک روڈ سائیڈ کیفے تک پہنچ گئے جس کے ساتھ ہی ایک پٹرول پمپ بھی تھا۔ عمران سیدھا کیفے کے کاؤنٹر پر گیا۔

”کیا یہاں ٹیکسی مل سکتی ہے۔ ہماری کار کافی پیچھے خراب ہو گئی ہے“ عمران نے کاؤنٹر پر موجود ایک بااخلاق سے نوجوان سے مخاطب ہو کر کہا۔

”اوہ یہاں ٹیکسی تو نہیں مل سکتی۔ آپ نے جانا کہاں ہے۔“ نوجوان نے چونکتے ہوئے کہا۔

”ففتھ ریونیو۔“ عمران نے جواب دیا۔

”ٹھیک ہے آپ کا کام ہو جائے گا۔ آپ تشریف رکھیں میری ڈیوٹی ابھی آف ہوئے والی ہے۔ مجھے بھی ففتھ ریونیو سے ہی گزرنا ہے میں آپ کو وہیں ڈراپ کرتا جاؤں گا۔“ نوجوان نے کہا۔

مگر آپ ہمیں راستے میں ٹوٹ تو نہیں لیں گے“ عمران نے قدرے خوفزدہ لہجے میں کہا اور نوجوان قہقہہ مار کر ہنس پڑا۔

”آپ ایشیائی ہیں اس لیے ڈرے ہوئے ہیں۔ ایسی کوئی بات نہیں ایکریمیا کا ہر آدمی ڈاکو اور لیٹرا نہیں ہوتا۔“ نوجوان نے ہنستے ہوئے کہا۔

”اچھا مگر آپ پیسے تو لیں گے۔ مگر۔۔۔۔۔“ عمران نے کہا۔

”تو کیا آپ ٹیکسی میں مفت سفر کرتے۔“ نوجوان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”نہیں ٹیکسی کو اپنی رہائش گاہ پر لے جلتے اور وہاں سے اسے کرایہ

ادا کر دیتے۔ اتفاق سے چلتے ہوئے بڑوہ ساتھ لانا ہم بھول گئے ہیں۔“

عمران نے مسمسے سے لہجے میں کہا۔

”اوہ مگر آپ تو دوہیں دونوں ہی بڑوہ لانا بھول گئے ہیں۔“ نوجوان نے

مسکراتے ہوئے کہا۔

”میں خرابی ہوئی جناب سارا کیش میرے پاس ہی رہتا ہے۔“

عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

”آپ بے فکر رہیں جناب میں آپ سے کوئی کرایہ نہ لوں گا۔“ نوجوان نے

ہنستے ہوئے کہا۔ اسی لمحے ایک اور نوجوان کاؤنٹر کے پاس پہنچ گیا۔

تم آگئے ڈینس آؤسٹ سنبھالو۔“ نوجوان نے اس نوجوان کو

دیکھتے ہی چہک کر کہا اور پھر وہ اس نوجوان کو کیش میکس کی تفصیلات بتا

کر کاؤنٹر سے باہر آ گیا۔

”آؤ چلیں میرا جانشین آ گیا۔“ نوجوان نے مسکراتے ہوئے عمران

اور تنویر سے مخاطب ہو کر کہا۔

”کمال ہے۔۔۔۔۔ آپ نے تو بڑے آرام سے کرسی چھوڑ دی۔“

عمران نے بڑے احمقانہ انداز میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

”یہ ایکیمیا ہے ایشیا نہیں ہے۔“ نوجوان نے بڑے فاخرانہ

لہجے میں کہا اور پھر وہ انھیں کیفے کی پشت پر لے آیا جہاں دو کاریں کھڑی

تھیں۔ نوجوان نے ایک کار کا دروازہ کھولا اور پھر اس نے اندر بیٹھ کر بانی دروازوں کے لاک بھی کھول دیئے اور عمران تو نوجوان کے ساتھ ہی فرنٹ سیٹ پر بیٹھ گیا۔ جبکہ تنویر نے پچھلی سیٹ سنبھال لی۔ اور دوسرے لمحے کار تیزی سے سڑک پر آکر اس پر بہتی ہوئی ٹریفک میں شامل ہو گئی۔ راستے میں بھی عمران کی باتوں پر نوجوان بے طرح ہنس رہا تھا۔

”اب تو میرا جی چاہ رہا ہے کہ میں آپ کی رہائش گاہ بھی دیکھ لوں تاکہ آپ سے دوبارہ ملاقات ہو سکے۔ آپ بے حد دلچسپ آدمی ہیں۔“ نوجوان نے ہنستے ہوئے کہا۔

”ہماری رہائش گاہ بھی ہماری طرح ہی دلچسپ ہے۔ چڑیا گھر دیکھا ہوا ہے۔“ عمران نے بڑے پراسرار سے انداز میں پوچھا اور نوجوان اتنے زور سے ہنسا کہ گاڑی بڑی طرح ڈگمگانے لگی۔

”ارے ارے گاڑی سنبھا لو ورنہ ہم چڑیا گھر کے بجائے کسی مردہ خانے پہنچ جائیں گے۔“ عمران نے تیز لہجے میں کہا اور نوجوان نے جلدی سے گاڑی سنبھال لی۔

اسی طرح باتوں میں وقت کٹنے کا بھی پتہ نہ چلا اور فضا رلیو نیو کی مین مارکیٹ آگئی۔

”ہم کل آکر آپ کو کرایہ ادا کر دیں گے شکریہ۔“ عمران نے ایک ٹریفک سگنل پر کار رکتے ہی کہا اور پھر وہ اچھل کر نیچے اتر گیا۔ تنویر نے بھی اس کی پیروی کی۔

”ارے ارے کچھ اپنا اتہ پتہ تو بتاتے جاؤ۔“ نوجوان نے چیختے ہوئے کہا مگر عمران اور تنویر پیدل چلنے والوں کے جوم میں شامل ہو چکے تھے۔

چند لمحوں بعد وہ پیدل چلتے ہوئے ہوٹل اسکائن پہنچ گئے۔ جہاں جوزف اور کیٹین شیکل رہائش پذیر تھے۔

”مگر چیف تو کہہ رہا تھا کہ ان کی نگرانی ہو رہی ہے۔“ ہوٹل اسکائن کے سامنے پہنچتے ہی تنویر نے کہا۔

”مجھے معلوم ہے۔“ عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور پھر وہ ہوٹل کے سامنے سے گزرتا چلا گیا۔ ہوٹل کی عمارت ختم ہونے کے بعد ایک چھوٹا سا کیفے تھا اور عمران اس کیفے میں داخل ہو گیا۔

”کیا آپ مجھے دو سگے عنایت کریں گے۔ میں نے ایک ایمر جنسی فون کرنا ہے اور۔۔۔۔۔“ عمران نے کاؤنٹر پر کھڑی لڑکی سے مخاطب ہو کر کہا۔

”اوہ اچھا اچھا یہ لیجئے۔“ لڑکی نے ٹرے میں پڑے ہوئے چند سگے اٹھا کر عمران کے سامنے رکھ دیئے۔ اس کے چہرے پر مسکراہٹ تھی۔ عمران نے بڑے اطمینان سے سگے اٹھائے اور برآمدے کی طرف مڑ گیا۔ چند لمحوں بعد وہ فون ملا چکا تھا۔

”ہیلو مگر نمبر دس سے بات کر لیئے۔“ عمران نے آپرٹر سے کہا۔ وہ اسکائن ہوٹل کا ایکس چینیج فون نمبر اس کے بڑے بورڈ پر پہلے ہی پڑھ چکا تھا۔

”یس سر۔“ دوسری طرف سے کہا گیا اور چند لمحوں کیٹین شیکل کی آواز ابھری۔

”کون بول رہا ہے۔“ کیٹین شیکل کے لہجے میں سختی تھی۔

”آپ نے کمال کر دیا جناب۔ سارا بورڈ آپ کے انتظار میں بیٹھا ہوا ہے۔ رقم کا مسئلہ ہے اور آپ یہاں اطمینان سے بیٹھے ہوئے ہیں۔“ عمران نے اپنے اصل لہجے میں کہا۔

”بورڈ کون سا بورڈ۔“ کیٹین شیکل نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”ارے آپ کے ہوٹل سے تو نزدیک ہی ہے۔ تقریباً چالیس قدم پر۔“

آپ کو یہاں سے آسانی سے دیکھا جاسکتا ہے۔ آپ فوراً آجائیں۔“
عمران نے زور دیتے ہوئے کہا۔

”آپ نے کسے فون کیا ہے جناب میرا کسی پورٹ سے کوئی تعلق نہیں ہے۔“
کیٹین شکیل نے کہا۔

”اے آپ مارشل کلاب نہیں ہیں۔“ عمران نے چونکتے ہوئے کہا۔

”ساری رانگ نمبر۔“ دوسری طرف سے کیٹین شکیل نے کہا اور عمران نے مسکراتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔ وہ کوڈورڈز میں کیٹین شکیل کو بتا چکا تھا کہ ایک تو ان کی نگرانی ہو رہی ہے اور دوسرا یہ کہ عمران کو رقم کی فوری ضرورت ہے اور وہ ہوٹل کے قریب موجود ہے۔ اس نے یہ مخصوص کوڈورڈز اسی لیے استعمال کئے تھے تاکہ اگر اس کا فون چیک کیا جا رہا ہو تو اسے واقعی ہی رانگ نمبر سمجھا جائے۔ فون کرنے کے بعد وہ بوخت سے باہر آیا اور پھر تنویر کو لیے ہوئے وہ سائیڈ روڈ سے ہوتا ہوا ہوٹل کی پشت کی طرف آگیا۔ کیونکہ کوڈورڈز میں سلسلے کا مطلب یہ بھی ہوتا تھا اور پھر تھوڑی دیر بعد اس نے کیٹین شکیل اور جوزف کو ہوٹل کے فائر ڈور سے جو پھلی گلی میں کھلتا تھا۔ گلی میں آئے دیکھا۔ عمران اور تنویر اس گلی سے تھوڑی دیر ایک پس اسٹاپ پر موجود تھے۔ انھوں نے عمران اور تنویر کو دیکھ لیا تھا لیکن ظاہر ہے نگرانی کے خوف کی وجہ سے وہ براہ راست نہ آسکتے تھے۔ عمران وہاں خاموش کھڑا رہا۔ اس کی نظریں کیٹین شکیل اور جوزف کے عقب میں چلنے والے ہجوم پر جمی ہوئی تھیں۔ مگر اُسے کوئی مشکوک آدمی نظر نہ آیا۔

”تنویر رقم جا کر کیٹین شکیل کے ساتھ گزرتے ہوئے اُسے کہو کہ وہ فارن پوسٹ آفس میں پہنچ جائے۔ میں وہیں جا رہا ہوں۔“ عمران نے تنویر سے کہا اور تنویر سر ہلاتا ہوا آگے بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد عمران مڑا اور پھر وہ بھی مخالف سمت میں

بڑھتا چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ فارن پوسٹ آفس کی عمارت میں داخل ہوا اس نے کاؤنٹر کے قریب کھڑے ہوئے کیٹین شکیل کو دیکھ لیا۔

”جناب کیا آپ میرا ایک کام کریں گے۔“ عمران نے کیٹین شکیل کے قریب پہنچ کر کہا۔

”فرمائیے۔“ کیٹین شکیل نے بڑے اجنبی لہجے میں مڑ کر پوچھا۔

”مجھے کچھ رقم کی ضرورت ہے اگر آپ۔۔۔۔۔“ عمران نے بڑے عاجزانہ لہجے میں کہا۔

”اوہ اچھا یہ لیجئے۔“ کیٹین شکیل نے جیب میں ہاتھ ڈالا اور پھر دو بڑے نوٹ نکال کر ہاتھ پر رکھ دیئے۔

”شکریہ۔“ عمران نے بڑے عاجزانہ لہجے میں کہا۔

”مگر ایک بات بتا دوں یہاں ایکری میا میں بھیک مانگنا جرم ہے۔ اس بات کا خیال رکھنا۔ اگر تمہیں روٹی کپڑا چاہیے تو کسی دفائی ادارے میں چلے جاؤ۔“
کیٹین شکیل کے لہجے میں سختی تھی۔

”اے آپ مجھے غلط سمجھے ہیں میں نے تو فلم دیکھنی تھی اور فلم کے لیے میں اپنی رقم استعمال نہیں کیا کرتا۔ خواہ مخواہ کی فضول خرچی ہوتی ہے۔ عمران نے بڑے معصوم لہجے میں کہا اور آگے بڑھتا چلا گیا۔ کیٹین شکیل کی آنکھوں میں مسکراہٹ کے سلسلے تیرنے لگے۔ عمران وہاں سے ہٹ کر فارن ڈیپورٹی کاؤنٹر پر گیا۔ اس نے وہاں سے فارن ڈیپورٹی کا بڑا لفافہ حاصل کیا اور پھر ایک طرف ہو کر اس نے جیب سے فائل نکال کر اس کا کورس پر فائل کا نام وغیرہ اور لیبارٹری کا مخصوص نشان بنا ہوا تھا پھاڑ کر اُسے واپس جیب میں رکھا اور فائل کو لفافے میں ڈال کر اس نے اُسے باقاعدہ سیل کیا۔ اس پر سرسلطان کی رہائش گاہ کا پتہ لکھا اور اُسے کاؤنٹر پر دے دیا۔

چند لمحے بعد ہی اُسے رسید مل گئی اور رسید کے کردہ مٹرا اور فارن پوسٹ آفس کی عمارت سے باہر نکلتا چلا آیا۔

”کیٹپن شکیل کسی کیمیکل سٹور سے میک آپ کا سامان خریدو اور چاروں کے لیے ملبوسات بھی۔ اور رائل پارک کے جنوبی حصے میں آجاؤ جلدی۔“ عمران نے قریب سے گزرتے ہوئے کیٹپن شکیل سے سرگوشی کرتے ہوئے کہا اور پھر وہ ٹرک پر مڑ گیا۔

بھٹوڑی دیر بعد وہ سب رائل پارک کے جنوبی حصے میں پہنچ گئے۔ یہ بہت بڑا پارک تھا۔ جس کا جنوبی حصہ خاص طور پر گھنے درختوں سے ڈھکا ہوا تھا۔ یہ سپاٹ خاص طور پر رومان کرنے والے جوڑوں کے لیے جنت کا درجہ رکھتا تھا۔ پھر عمران کہا تھا تیزی سے چلنے لگے۔ بھٹوڑی دیر بعد وہ چاروں نے میک آپ میں آچکے تھے۔ اس کے بعد انھوں نے لباس بدلے اور پُرانے لباس انھوں نے بیگ میں ڈال کر اس پلاسٹک کے بیگ میں جس میں ان کے نئے کپڑے بند تھے۔ وہ بیگ انھوں نے ایک گھنی جھاڑی کے نیچے چھپا دیا۔ اس کے بعد وہ علیحدہ علیحدہ ہو کر پارک سے باہر آ گئے۔

”کام بن گیا عمران صاحب۔“ کیٹپن شکیل نے پوچھا۔

”بن بھی گیا اور جہاں پہنچا تھا پہنچ بھی گیا۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور کیٹپن شکیل نے اطمینان بھرے لہجے میں سر ہلا دیا۔ وہ رات انھوں نے ساحل سمندر پر ایک چھوٹے سے ہوٹل میں گزار دی۔ عمران صبح ہوتے ہی انھیں چھوڑ کر چلا گیا اور پھر حیب تقریباً تین گھنٹوں بعد واپس آیا تو اس کے پاس ان چاروں کے پاسپورٹ اور دوسرے کاغذات موجود تھے۔ پاسپورٹ پر ان کے وہی نوٹو تھے جو موجودہ میک آپ میں انھوں نے عمران کے سہنے پر مختلف نوٹو

سٹوڈیوز سے بنوائے تھے۔

”جلو بھی اب تیاری کرو بڑی چھٹیاں گزار لیں ہم نے۔ ایک گھنٹے بعد ہماری فلائٹ جانی ہے۔“ عمران نے آتے ہی کہا۔

اور پھر ایک گھنٹے بعد وہ واقعی انٹرنیشنل فلائٹ پر سوار پاکیشیا کی طرف اڑے چلے جا رہے تھے۔ مٹھن اور آسودہ۔

”مس کیا میں ایک فون کر سکتا ہوں۔ مجھے ایک ضروری پیغام دینا ہے۔“

عمران نے اچانک قریب سے گزرتی ہوئی ایر ہوٹس سے مخاطب ہو کر کہا۔

”کہاں کرنا ہے۔“ ایر ہوٹس نے چونک کر پوچھا۔

”ایکریمیا کے دارالحکومت ناراک میں۔“ عمران نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔

”ٹھیک ہے آئیے۔“ ایر ہوٹس نے کہا اور عمران اس کے پیچھے اٹھ کر

چل پڑا۔ پائلٹ کیمین کے ساتھ ہی ایک چھوٹا سا کیمین موجود تھا جس پر فون لکھا ہوا تھا۔

”آپ پوری دنیا میں جہاں جی چاہے فون کر سکتے ہیں۔ ریٹ لسٹ آویزاں

ہے۔ رقم مشین میں ڈال کر آپ کو ٹوکن مل جائے گا اور اس ٹوکن کی مدد سے

آپ فون کر سکتے ہیں۔“ ایر ہوٹس نے اُسے لائحہ عمل سمجھاتے ہوئے کہا اور

عمران سر ہلاتا ہوا فون بوتھ میں داخل ہو گیا۔ اُسے معلوم تھا کہ سٹلائٹ مائیکرو

فون سسٹم کے ذریعے وہ جہاں چاہے آسانی سے فون کر سکتا ہے۔ چنانچہ اس

نے اندر داخل ہو کر ریٹ لسٹ دیکھی اور پھر مطلوبہ رقم مشین میں ڈال دی۔ دوسرے

لمحے ٹوکن باہر آ گیا۔ ٹوکن اس نے فون کے مخصوص خانے میں ڈالا اور پھر فون کا

ریسیور اٹھا کر نمبر ڈائل کرنے لگا۔ اُسے معلوم تھا کہ ہر ملک کے لیے ٹوکن مخصوص ہے۔

اس لیے ظاہر ہے ٹوکن کو ڈالنے کے بعد اس کا رابطہ ایکریمیا سے مل گیا ہوگا۔

”یس۔۔۔ چند لمحوں بعد ایک آواز رسیور پر گونجی۔
 ”سٹرکرافٹر آپ کا چیف کہاں ہے۔۔۔“ عمران نے آواز بدل کر کہا۔
 ”چیف۔ تم کون ہو۔۔۔“ دوسری طرف سے کرافٹر کی چونکی ہوئی آواز سنائی دی۔
 ”میرا نام علی عمران ہے سٹرکرافٹر آپ کا دیرینہ خادم۔ امید ہے آپ کے
 چیف کو یہ اطلاع مل چکی ہوگی کہ مین لیبارٹری انچارج جارج بیسٹ ہلاک ہو چکا
 ہے اور اوصوے فارمولے کی فائل سٹرانگ روم سے غائب ہو چکی ہے۔“
 عمران نے کہا۔

”اوہ۔ تم۔ تم کہاں سے بول رہے ہو۔۔۔“ کرافٹر کی آواز یوں سنائی دی جیسے اس
 کے سر پر ہم پھٹ پڑا ہو۔

”تمہاری رہائش گاہ کے قریب سے ہی بول رہا ہوں سٹرکرافٹر مگر تم گھبراہٹ میں
 گئے۔ اپنے چیف سے کہنا کہ یہ فارمولا تمہارے مقدر میں نہیں ہے۔ یہ ہماری چیز تھی
 اور ہم نے حاصل کر لی اور اب اگر تم نے خود یا کسی مجرم تنظیم کو اس فارمولے کے
 حصول کے لیے بھیجا تو سپر سیکرٹ سروس سپر قبرستان میں تبدیل ہو جائے گی۔
 سمجھے۔“ عمران نے انتہائی سخت لہجے میں کہا۔

”مگر تمہارے ساتھی تو فلاڈیلفیا میں تھے اور تم یہاں۔۔۔“ کرافٹر نے اڑکتے
 ہوئے لہجے میں کہا۔

وہ میرے ساتھی نہیں تھے کراپے کے آدمی تھے۔ سمجھے جہاں ملیں بیشک
 گولی مار دیں۔ میری طرف سے اجازت ہے۔ بائی بائی۔ عمران نے کہا اور رسیور
 رکھ دیا۔

ختم شد